تحریک پاکستان میں علماء اہلسنت کی مجاہدانہ خدمات کا دستاویزی ثبوت



پاکستان
بنانے والے
علماء و مشائخ

(ایک تاریخی دستاویز)

مولانا محمد جلال الدین قادری

عالمی دعوتِ اسلامیہ
۱۔ فصیح روڈ ۔ اسلامیہ پارک لاہور فون: ۷۵۹۴۰۰۳

کتاب	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس
مرتب	محمد جلال الدین قادری (گجرات)
کتابت	سعید احمد
طابع	ملک محبوب الرسول قادری
ناشر	عالمی دعوت اسلامیہ
پروسیس	گیلانی پروسیس' ذوالقرنین چیمبرز' گنپت روڈ لاہور۔
صفحات	۳۳۸
طباعت بار اول	شوال المکرم ۱۳۹۸ھ' ستمبر ۱۹۷۸ء
طباعت بار دوم	۱۴۱۶ھ' ۱۹۹۶ء
بار سوم	ربیع الاول ۱۴۱۸ھ' جولائی ۱۹۹۷ء
قیمت	

ملنے کے پتے

- ○ عالمی دعوت اسلامیہ ۔ ۱۔ فصیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور
- ○ مکتبہ قادریہ' جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور
- ○ ضیاء القرآن پبلیکیشنز۔ گنج بخش روڈ لاہور
- ○ مکتبہ قادریہ ۔ داتا دربار مارکیٹ (نزد سستا ہوٹل) لاہور۔

مورخ پاکستان

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

جب میں علماء اہل سنت کے موضوع پر تحقیق کر رہا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ جو کچھ تحریک جہاد کے بارے میں اب تک لکھا گیا ہے وہ سب یک طرفہ ہے۔ اس موقعہ پر میں نے پروفیسر شاہ فرید الحق سے رجوع کیا اور ان کے ذریعہ سے کچھ مواد حاصل کیا۔

تقریر:۔ مجلس مذاکرہ ۶ فروری ۱۹۷۸ء کراچی

بحوالہ ماہنامہ "فیضان" شمارہ مارچ ۱۹۷۸ء، صفحہ ۳۱

شہزادہ سعید الرشید محمود عباسی

(ولی عہد سابق ریاست بہاولپور، پاکستان)

میں پاکستان کے تاریخ اور ثقافتی تحقیق
کے کمیشن سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ برصغیر پاک و
ہند کی تاریخ مرتب کرتے وقت ان پاک ہستیوں ـــــ
کی تحریک آزادی میں جدوجہد کا ذکر خیر، نصاب تعلیم میں
نمایاں طور پر پیش کریں تاکہ آنے والی نسلیں ان بزرگوں
کی تعلیمات سے پوری طرح مستفید ہو سکیں۔

بحوالہ "ساتت ستارے" از حکیم محمد حسین بدر
مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء صفحہ ۸

کی یہ داستان نا حنل مؤرخین کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی اور انہوں نے اپنی تصانیف میں اس داستان کا ذکر مختصراً پیش کیا ہے۔ مثلاً "تاریخ نظریہ پاکستان" میں پیام شاہجہان پوری نے اور "تحریک و تاریخ پاکستان" میں پروفیسر شیخ محمد رفیق، پروفیسر سید مسعود حیدر بخاری اور پروفیسر نثار احمد چوہدری نے۔

مجھے مؤرخ ہونے کا قطعی دعویٰ نہیں اور نہ حسنِ تحریر کا انداز رکھتا ہوں، ہاں تاریخ کا ایک طالب علم ضرور ہوں اور سینہ میں اسلاف کی عظمت جاگزیں ہے۔ "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" کی تدوین و ترتیب دراصل اس ناانصافی کے ازالے کی ایک کوشش ہے، جو اپنوں کی کوتاہی اور غیروں کی جانبداری کی وجہ سے "تاریخ" بن گئی۔ میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ مختلف کتب تواریخ و سوانح، مستند دستاویزات، قدیم رسائل و اخبارات سے مختصر اور موزوں مواد جمع کر دوں۔

"آل انڈیا سنی کانفرنس" کی مفصل اور مکمل تاریخ مرتب کرنے میں ایک عرصے سے مصروف ہوں، یہ ایک طویل اور کٹھن کام ہے۔ مواد کی کمی یا اس کی وسعت کام کی رفتار پر اثر انداز رہی ہے۔ اس طویل عمل سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایک وقت درکار ہے لیکن حالات کی پکار مزید مہلت دینے کے لئے تیار نہیں، اس کے لئے یہ صورت نکالی کہ "آل انڈیا سنی کانفرنس" کی تاریخ مرتب ہونے تک اکابر اہلِ سنت کے وہ خطبات شائع کر دیئے جائیں جو مختلف اوقات میں سنی کانفرنس کے اسٹیجوں پر پڑھے گئے۔ اس سے دو طرفہ فائدہ ہوگا، متعصب اور معاند کے لئے یہ خطبات "تازیانہ عبرت" ہوں گے اور حقیقت پسند کے لئے "باعث مسرت"۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کی مختلف سرگرمیوں کو جمع کرنے کے علاوہ یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ اس وقت تک تقریباً ایک سو چالیس اجلاسوں کی کارروائی دستیاب ہو چکی ہے، جو "آل انڈیا سنی کانفرنس" کے زیر اہتمام برصغیر کے گوشہ گوشہ میں منعقد ہوئے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اس کثیر تعداد میں اجلاس ـــــ اس کی ہمہ گیری پر دلالت کرتے ہیں۔ ان اجلاسوں سے جو اثرات مرتب ہوئے وہ ان شاء اللہ العزیز آپ "تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس" میں ملاحظہ کریں گے۔

خطبات کی ترتیب و تدوین کا انحصار بظاہر میری انفرادی کوششوں کا نتیجہ ہے مگر حقیقت

ہوں میرے متعدد کرم فرماؤں کے تعاون اور حوصلہ افزائی کا مرہونِ منت ہے، اس سلسلہ میں
مکرمی حکیم محمد موسیٰ امرت سری، صدر مرکزی مجلس رضا، لاہور کی رہنمائی مجھے منزلِ مقصود تک
لے آئی، مواد کی فراہمی میں حکیم صاحب موصوف کی کوششیں سب سے زیادہ ہیں۔ اسی
سلسلہ میں محترم پروفیسر محمد ایوب قادری، ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مولانا الحاج پیر غلام قادر اشرفی
مولانا غلام محمد سہروردی، مولانا محمد فاروق درگاہی، گجراتی، جناب سید نور محمد قادری، محترمہ بیگم
پروین آف مانکی شریف، جناب محمد صادق قصوری، مولانا مظفر اقبال رضوی، مولانا غلام
اور مولانا حافظ محمد عبدالکریم قادری رحلفت گنج، بنگلہ دیش، کا تعاون ہمت افزا ہے، عزیزی الکرم
مفتی محمد علیم الدین، مولانا محمد عالم نقشبندی، مولانا صاحبزادہ محمد حبیب اللہ نعیمی، جناب محمد
خان، مولانا غلام محی الدین اور جناب مختار احمد منہاس کے مفید مشورے میرے لئے مفید ثابت
ہوئے، اور اس سلسلے میں عزیزی ظفر اقبال نیازی کا تعاون بھی ایک نادر اور قابلِ ذکر مثال ہے۔
اراکین مرکزی مجلس رضا کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے، اس لئے کہ اہلِ سُنّت کے فاضل نوجوانوں
کو تالیف و تصنیف کے میدان میں کھڑا کرنے کا سہرا اسی فعال ادارے کے سر بندھتا ہے۔

میں اپنے تمام کرم فرماؤں کے پُرخلوص جذبات کے لئے شکریہ کے رسمی الفاظ میں ادا کرنے کی
جسارت بھی نہیں کر سکتا، رب العزت کی بارگاہِ عالیہ میں دعا ہے کہ وہ ان کی مساعیِ جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین
اس کتاب میں شامل مواد زیادہ تر "دبدبۂ سکندری" رام پور سے لیا گیا ہے۔ اس پرچہ کو تحریک
پاکستان کے دور میں خصوصی اہمیت حاصل تھی یہاں تک کہ اس کی ملی خدمات سے متاثر ہو کر
مولانا ظفر علی خاں صاحب نے یہ شعر کہا تھا۔ ؎

جس نے سکھائی ہے ہمیں رسم و رہِ قلندری
ہے وہ صحیفۂ مبیں دبدبۂ سکندری [1]

محمد جلال الدین قادری
سرائے عالمگیر

یکم شعبان ۱۳۹۸ھ، جولائی ۸

---

[1] دبدبۂ سکندری: شمارہ ۱۲، اپریل ۱۹۴۶ء، ص ۸

پاکستان اور سُنّی عُلماء و مشائخ

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ برصغیر کی مسلم آبادی کا اسّی فیصد اہل سنّت وجماعت پر مشتمل ہے اور جب کبھی بھی اسلام کے خلاف سازش کی گئی سُنّی علماء و مشائخ نے اس کا مقابلہ اپنا مذہبی فریضہ سمجھا۔ سن ستاون کی جنگ آزادی شروع سے آخر تک علماء و مشائخ کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ اس جنگ میں علماء و مشائخ اہل سنت کے فتویٰ جہاد نے وہ کام کیا، جو بڑی بڑی عسکری قوتوں سے ناممکن تھا۔ اسیر جزیرہ انڈمان مولانا فضل حق خیر آبادی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا کفایت علی کافی شہید مرادآبادی، مولانا سید احمد اللہ شہید مدراسی، مولانا فیض احمد عثمانی، مولانا وہاج الدین مرادآبادی، مولانا رسول بخش کاکوروی، مفتی صدرالدین دہلوی علیہم الرحمۃ والرضوان اور ان کے احباب وتلامذہ اکابر سُنّی علماء نے ربانیین فرنگی سامراج سے ٹکرائے۔ اسلام کے تحفظ کے لئے جان عزیز کی بازی لگا کر شمع حریت کو ابدی تابانی بخشی ——— اور انگریز کے خلاف "سب سے پہلی تحریک آزادی" کا سنگ بنیاد رکھا، جو تاریخ میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے نام سے مشہور ہے۔ آزادی کی یہ جنگ سُنّی علماء و مشائخ کے جذبہ اسلامی اور خدمت دینی کا ایک روشن باب ہے۔ بعد میں رونما ہونے والی تمام تحاریک کو اسی تحریک آزادی کے سلسلہ کی کڑیاں اور جذبہ حریت کے اس عظیم مینار

لی روشنی کی کرنیں کہا جائے گا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

ہفت روزہ "اقدام" لاہور نے سنی علماء و مشائخ کی جانبازی کا یوں اعتراف کیا ہے:۔

"شاطران فرنگ نے جب مسلمانوں کے آخری جانباز مجاہد سلطان ٹیپو شہید علیہ الرحمۃ کو اپنے راستے سے ہٹایا تو اب علمائے بریلی (سنی علماء) کے جانباز مجاہدین کے سوا ان کی مزاحمت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اس لئے کہ علمائے دیو بند انگریزوں کے خلاف جنگ کرنے کے مخالف تھے۔" سلہ

فرنگی سامراج کے خلاف سنی علماء کی یہ تحریک غیر منظم ہونے کے باعث کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکی۔ انگریزوں نے بظاہر تحریک آزادی کو کچل دیا۔ مگر وہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ حریت کو نہ نکال سکے۔ جسم پر قبضہ ممکن ہے مگر دلوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا ان کے بس کا روگ نہ تھا۔ اسی حقیقت کو مولانا محمد علی جوہر علیہ الرحمۃ نے یوں بیان فرمایا ہے:

"سخت سے سخت گیر حکمران بھی ایسی زنجیریں تلاش نہیں کر سکے جن کسے ذہنوں کو جکڑا جا سکے۔" سلہ

رئیس الاحرار مولانا حسرت موہانی نے سفید سامراج کی قید و بند کی صعوبتوں میں رہتے ہوئے یہ نعرۂ حق بلند کیا۔

سلہ ہفت روزہ اقدام لاہور، ۲۶، مئی ۱۹۶۳ء
سلہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، جولائی ۱۹۷۶ء

"میں برطانوی استبداد کو کھاس کے چند تنکوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔"[1]

تعصب اور عناد کی بنا پر سنی علماء کو ——— جنہیں بدعتی، قبر پجوے، میلاد خواں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انگریز کا ایجنٹ اور وظیفہ خوار کہا گیا ، نے ہمیشہ انگریز کی مخالفت میں پہل کی۔ مشہور نقاد و صحافی شوکت صدیقی لکھتے ہیں:

وہ ان (امام احمد رضا خاں ۱۸۵۶ء — ۱۹۲۱ء) کے بارے میں وہابیوں کا یہ الزام کہ وہ انگریزوں کے پروردہ یا انگریز پرست تھے، نہایت گمراہ کن اور شر انگیز ہے۔

وہ انگریزوں اور ان کی حکومت کے اس قدر کٹر دشمن تھے کہ لفافہ پر ہمیشہ الٹا ٹکٹ لگاتے تھے اور برملا کہتے تھے کہ "میں نے جارج پنجم کا سر نیچا کر دیا۔" انہوں نے زندگی بھر انگریزوں کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا۔ مشہور ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے کبھی عدالت میں حاضری نہیں دی۔ ایک بار انہیں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت میں طلب بھی کیا گیا۔ مگر انہوں نے توہین عدالت کے باوجود حاضری نہ دی۔ اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ "میں انگریز کی حکومت ہی کو جب تسلیم نہیں کرتا تو اس کے عدل و انصاف اور عدالت کو کیسے تسلیم کر لوں" کہتے ہیں کہ انہیں گرفتار کر کے حاضر عدالت ہونے کے احکامات جاری کئے گئے۔ بات اتنی بڑھی کہ معاملہ پولیس سے گزر کر فوج تک پہنچا، مگر ان کے جانثار ہزاروں کی تعداد میں سر سے کفن باندھ کر ان کے گھر کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ آخر عدالت

---

[1] روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ مئی ۱۹۷۶ء

کو اپنا حکم واپس لینا پڑا۔" [1]

جناب صدیقی نے ایک دوسرے موقع پر اسی حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

"مولانا احمد رضا نہ کبھی انگریزوں کی حکومت سے وابستہ رہے نہ ان کی حمایت میں کبھی فتویٰ دیا، نہ کبھی اس بات کا کسی طور اظہار کیا۔" [2]

ہلاکت و بربادی اور انتہائی ظلم و استبداد کے باوجود انگریز جب جذبۂ حریت کو ختم کرنے میں ناکام ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں کو دبانے کے لئے "دیگر ذرائع" سے کام لیا۔ اس نے مسلمانوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا، ماضی کے حالات کا تجزیہ کیا۔ اسے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی وحدت کا مرکز "عشقِ مصطفےٰ" (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے وابستگی انہیں متحد کئے ہوئے ہے۔ وہ باوجود رنگ و نسل کے اختلاف کے جسمِ واحد کی طرح ہیں۔ اگر انہیں شکست دینا اور ان پر حکومت کرنا ہے تو یہ "دولت" ان سے چھین لو ــ

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو

یہ کتنی تلخ حقیقت ہے کہ انگریز کو اپنے منحوس مقصد کے لئے "علماء" کا ایک ٹولہ مل گیا۔ انہی "علماء" نے انگریز کے ابرو کے اشارے پر ایک محاذ کھول دیا۔ ہندوؤں سے ساز باز کر کے مسلمانوں کا "ملی و سیاسی تشخص" ختم کرنے کے لئے "ہندو مسلم اتحاد" کی آڑ میں اکھنڈ بھارت کا نعرہ بلند کیا۔

---

[1] ہفت روزہ الفتح کراچی ۱۴ــ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء، ص ۱۷

[2] ایضاً " " ۲۸ مئی ــ ۴ جون ۱۹۷۶ء، ص ۱۸

انگریزی ظلم و استبداد کی کارروائیوں کو "خدا و رسول کا معاملہ" قرار دینے والوں کے خطرناک منصوبوں اور اس کے مہلک نتائج کو سب سے پہلے جس نے بھانپ لیا ، اور اس کے خلاف آواز بلند کی وہ اہل سنت کے امام ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ ہیں ، آپ نے پٹنہ کے ایک عظیم الشان جلسہ میں ۱۳۱۸ھ / ۱۸۹۷ء میں فرمایا :

"ندوہ تمام بد مذہبوں سے وداد و اتحاد فرض کرتی ہے ، کہ سب کلمہ گو حق پر ہیں ، خدا سب سے راضی ہے سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے ، گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے ، اس کے معاملے کو دیکھ کر خدا کی رضا اور ناراضی کا حال کھل سکتا ہے کلمہ گو کیسا ہی بددین و بد مذہب ہو ، ان میں سے جو زیادہ متقی ہے ، خدا کو زیادہ پیارا ہے ۔

ان میں جس کی توہین کیجئے خدا اور رسول پر حرف آتا ہے ——— یہ کلمات اور ان کے امثال خرافات ، سب صریح و شدید ابطال و عظیم وبال و موجب و غضب ذی الجلال ہیں ؛

اہل سنت کا یہ بطل جلیل کلمہ گو گستاخانِ خدا اور رسول (جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اتحاد کا اس قدر مخالف ہے جس کی ایک جھلک آپ نے ملاحظہ فرمائی ۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ دیگر کفار ، ہنود و یہود کے ساتھ اتحاد کا کس قدر مخالف ہو گا ؟

مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے اس بیان اور موقف نے مسلمانانِ ہند کی بروقت رہنمائی کی اور یہ اسی آواز کی صدائے باز گشت تھی کہ ملک بھر میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے علیحدہ قومی تشخص ——— "دو قومی نظریہ" کی حمایت اور "ہندو مسلم اتحاد کی مخالفت"

؎ حیات اعلیٰحضرت ، مولانا ظفر الدین بہاری مطبوعہ کراچی ، ص ۱۲۷

ہ۔۔ ملک گیر تحریک کی صورت اختیار کر گئی ——— اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ مولانا احمد رضا بریلوی نے ۱۸۹۷ء میں "دو قومی نظریہ" کا جو تصور پیش کیا، وہ ہندو مسلم اتحاد کے بطلان پر ایک عظیم تاریخی دستاویز ہے۔ اسی موقف کی روشنی میں مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی، علامہ اقبال اور قائد اعظم کے لئے ایک اسلامی ریاست کا مطالبہ کرنے کی راہ ہموار ہو گئی۔ پاکستان کے قیام اور دو قومی نظریہ کی اشاعت کے لئے سواد اعظم اہل سنت کے علماء و مشائخ اور عام مسلمانوں نے جان کی بازی لگا دی۔ سلہ

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ "پاکستان" صرف مسلم لیگ نے بنایا، مگر یہ بات ذرا

سلہ برصغیر کی آزادی کے لئے جمعیت العلماء ہند کے اکابر نے بھی انگریزوں کی مخالفت کی، مگر ان کے نزدیک حاصل ہونے والی آزاد حکومت، اسلامی حکومت نہ تھی، بلکہ لادینی ریاست (سیکولر اسٹیٹ) بنانا مقصود تھی۔ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند استاذ العلماء مولوی حسین احمد صاحب اپنی کتاب نقش حیات ج ۲، ص ۱۸ پر لکھتے ہیں :۔

"سید صاحب (سید احمد بریلوی) کا اصل مقصد چونکہ ہندوستان سے انگریزی تسلط و اقتدار کا قلع قمع کرنا تھا جس کے باعث ہندو اور مسلمان دونوں ہی پریشان تھے اس بناء پر آپ نے اپنے ساتھ ہندوؤں کو بھی شرکت کی دعوت دی اور اس میں صاف صاف انہیں بتا دیا کہ آپ کا واحد مقصد ملک سے پردیسی لوگوں کا اقتدار ختم کر دینا ہے، اس کے بعد حکومت کس کی ہوگی؟ اس سے آپ کو غرض نہیں ہے، جو لوگ حکومت کے اہل ہوں گے، ہندو ہوں یا مسلمان یا دونوں وہ حکومت کریں گے"

آزاد ریاست کا یہ مفہوم "آزاد، اسلامی ریاست" کے تصور سے کتنی دور ہے یا عجب

تفصیل طلب ہے۔ اس کے لئے ہمیں ۱۹۴۰ء میں منظور کی جانے والی قرارداد ------ "قرارداد لاہور" جسے بعد میں قرارداد پاکستان کا نام ملا، پر غور کرنا ہوگا۔ قرارداد کے پہلے کے حالات اور بعد کے واقعات کا تجزیہ کرنا ہوگا۔

تاریخ اس امر کی شہادت پیش کرتی ہے کہ مسلمانوں کی کوئی تحریک اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی اور نہ اپنے اندر توانائی پیدا کر سکتی ہے جب تک اسے مذہبی رہنماؤں کی تائید حاصل نہ ہو۔ "خوارج" کی ابتدا سے لے کر "قادیانیت" کی صورت میں ختم نبوت کے انکار تک، تمام واقعات اس دعویٰ کی تصدیق کے لئے موجود ہیں۔ اس طرح کوئی قرارداد، بالخصوص جب کہ وہ سیاست سے متعلق ہو، برسوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہوتی ہے۔ قرارداد کے پس منظر میں بے شمار واقعات اس کے محرکات ہوتے ہیں۔ انہیں محرکات کے باعث نظریات قائم ہوتے ہیں۔ یہی نظریات، مطالبات کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اگر نظریات میں صداقت ہو اور مطالبات میں جان ہو تو وہی نظریات اور مطالبات "تحریک" کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور مذہبی تائید اس تحریک کو منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ صرف نظریہ کی بنیاد پر منزل کا حصول، دیوانے کی بڑ معلوم ہوتی ہے۔ مگر صدق و اخلاص اور ثبات و استقلال کی برکت سے یہی خواب جب تعبیر کی صورت اختیار کر لیتا ہے تو ہر کس و ناکس اس کا ہمنوا بن جاتا ہے۔

ابتدائی طور پر نظریہ پیش کرنا اسی صورت میں ممکن ہوتا ہے جب ماضی کے حالات کا صحیح تجزیہ کے ساتھ ساتھ برسوں بعد پیش آنے والے حالات اور واقعات پر بھی گہری نظر ہو۔ عرف عام میں یہی چیز ------ "فراست" کہلاتی ہے۔ یہی فراست جب ایمان کی دولت سے مالا مال ہوتی ہے اور نور ربانی سے ہدایت لیتی ہے تو حقیقت کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔ اسی حقیقت کی طرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله

اسی فراست ایمانی کی بدولت اہل سنت کے عظیم رہنما، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ۱۸۹۷ء میں اور اس کے بعد ایک سوال کے جواب میں ۱۹۲۰ء میں جو کچھ فرمایا، وہی دو قومی نظریہ کی بنیاد بنا۔ آپ نے مسلمانوں کو ہندو اور انگریز کی فریب کاریوں سے بروقت متنبہ کیا۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں:۔

"فاضل بریلوی نے حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کے مسلک کی پیروی کرتے ہوئے ۱۹۲۰ء/۱۳۳۹ھ میں دو قومی نظریہ کی داغ بیل ڈالی جس کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا۔ اسی سال فاضل بریلوی رحلت فرما گئے لیکن وہ اپنے پیچھے ایک ایسی جماعت چھوڑ گئے جس نے اس مشن کو آگے بڑھایا چنانچہ آپ کی زندگی ہی میں ان حضرات نے اپنا کام شروع کر دیا۔۔۔۔۔"[1]

---

[1] دو قومی نظریہ کا تصور ۱۹۲۰ء میں ہی پختہ ہو چکا تھا اور کانگریسی و سُنی علماء کے درمیان زیر بحث رہتا تھا۔ اس تاریخی حقیقت کا تجزیہ کرتے ہوئے جناب خالد لطیف گابا اپنی کتاب "مجبور آوازیں" میں لکھتے ہیں:۔

"دو قومی نظریہ" جس پر بڑے بحث مباحثے ہوتے رہتے ہیں، آل انڈیا مسلم لیگ یا آل انڈیا مسلم کانفرنس یا دیوبند یا جامعہ ملیہ کی تخلیق نہیں تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس نظریے کا مصنف نہ تو محمد علی جناح تھے اور نہ علامہ اقبال۔

دو قومی نظریہ تو ۱۹۲۰ء ہی میں ایک مشہور اور مسلمہ نظریہ بن چکا تھا اس وقت جناب جناح صاحب کانگریس کے رہنما اور بقول سروجنی نائیڈو ہندو مسلم اتحاد کے سفیر تھے۔" مجبور آوازیں، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۷ء، ص ۱۰، ہفت روزہ افریشیا لاہور ۲۴-۳۰ اپریل ۱۹۷۰ء

نوٹ: تاریخ اس امر کی شہادت پیش کرنے سے قاصر ہے کہ جس طرح قرآن و

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے اس نازک دور میں مسلمانوں کی صحیح اور بروقت رہنمائی فرمائی جبکہ بڑے بڑے لیڈر گاندھی کی آندھی کا شکار ہو چکے تھے۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، علامہ اقبال اور خود قائداعظم بھی ابھی تک ہندو مسلم اتحاد کی مضرت کا نکتہ نہ سمجھ پائے تھے۔ اور ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے۔ ان کی کوششیں بھی اس قسم کے اتحاد کے لئے وقف تھیں۔ مسلم قومیت کے علمبردار (فاضل بریلوی) کی یہ دور بھری مخلصانہ رہنمائی ہی تھی، جس سے متاثر ہو کر مذکورہ حضرات بھی آپ کی اور آپ کے تلامذہ و خلفاء کی کوششوں سے دو قومی نظریہ کے حامی و مؤید بن گئے۔

نامور صحافی اور تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن جناب محمد شفیع (م ش) نے اس تاریخی حقیقت کا برملا اظہار کرتے ہوئے حضرت فاضل بریلوی کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے:

"اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جس یکسوئی اور استقلال سے دور غلامی میں دین کی مدافعت کا مقدس فریضہ سرانجام دیا، جوں جوں وقت گذرتا جائے گا، اس کا اعتراف امت کے تمام طبقوں کو ہوتا جائے گا۔ ...... جس وقت ہمارے اسلاف کی بداعمالیوں سے سلطنت ہمارے ہاتھ سے چھن گئی تھی اور جس دور میں سب سے اہم کام اس کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا کہ ملت کے اجتماع کو پارہ پارہ ہونے سے بچایا جائے ان کے عقائد کو مسخ ہونے سے محفوظ رکھا جائے۔ اور ہر اس سازش کو کھول کر رکھ دیا جائے جس کا مقصد مسلمانوں

(بقیہ حاشیہ ۲۲ سے آگے)

سنت کی روشنی میں امام احمد رضا نے ۱۹۲۰ء میں دو قومی نظریہ مدلل طور پر بیان کیا، اس وقت کوئی دوسرا رہنما آپ کا سہیم و شریک ہو۔ (مرتب)

ے فاضل بریلوی اور ترک موالات مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء، ص ۶۷

کے دلوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر فانی محبت کا رشتہ تھا کہ غیر اسلامی عقائد کی تخم ریزی کی تھی، یہ کارنامہ اعلیٰ حضرت نے نہایت نامساعد حالات میں انجام دیا، اس لحاظ سے اعلیٰ حضرت ملت اسلامیہ کے عظیم محسن تھے۔"[1]

جناب م۔ س کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کی خدمات کا اعتراف اب ہر غیر جانبدار مؤرخ کر رہا ہے۔ اعتراف حقیقت کے ان بیانات میں مشہور مؤرخ اور کالم نگار (نوائے وقت) جناب میاں عبدالرشید صاحب کا بیان خصوصی توجہ کا مستحق ہے، وہ لکھتے ہیں:۔

"When the Pakistan Resolution was passed in 1940, the efforts of Hazrat Barelvi bore fruit and all his adherents and followers, including Ulema and spiritual leaders, rose as one man to support the Pakistan movement. Thus, the contribution of Hazrat Barelvi towards Pakistan is not less than that of Allama Iqbal and Quaid-i-Azam......"[2]

ترجمہ:۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں جب قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو حضرت بریلوی کی کوششیں بار آور ہوئیں اور علماء کرام و پیران عظام سمیت، آپ کے پیروکار اور متوسلین جسد واحد بن کر تحریک پاکستان کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس طرح قیام پاکستان کے سلسلہ میں حضرت بریلوی کا حصہ علامہ اقبال اور قائد اعظم سے کسی طرح کم نہیں۔

---

[1] روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۶ جون ۱۹۷۶ء

[2] (Islam in Indo-Pakistan Subcontinent, Lahore 1977, Page: 67)

دو قومی نظریہ کے داعی کی حیثیت سے امام احمد رضا بریلوی کے افکار و نظریات سے اکابر متاثر ہوئے۔ اثر اندازی کی اس حقیقت کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اس طرح بیان کیا ہے :۔

"پاک و ہند کے عظیم مفکر اور شاعر علامہ اقبال نے، جو پہلے ایک قومی نظریہ کے مؤید تھے اور بعد میں اس کے سخت مخالف ہو گئے تھے، مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی اور فاضل بریلوی کے فتاویٰ رضویہ کا عمیق مطالعہ فرمایا تھا اس لئے ظن غالب ہے کہ علامہ کے افکار و خیالات میں ان دونوں ماخذ نے ایک انقلاب پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔" [۱]

اس مختصر پس منظر کی روشنی میں یہ بات تاریخی حقیقت بن کر ابھرتی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے بعد دو قومی نظریہ علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت نے پیش کیا، یہی نظریہ قیام پاکستان کی اساس بنا۔ علامہ اقبال نے قیام پاکستان کا مطالبہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں کیا، لیکن اس سے تقریباً چھ برس قبل اوائل ۱۹۲۵ء میں اسی ضرورت کا احساس "آل انڈیا سنی کانفرنس" مراد آباد کے اجلاس میں علماء و مشائخ نے دلایا ـــ حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی (م ۱۹۶۳ء) نے ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے موقع پر فرمایا :۔

"دنیا نے بڑی تلاش کے بعد اس تخیل کی ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بتایا ہے لیکن اس کو آج سنیے کہ اس پیغام کے لئے قدرت نے عہد حاضر کے ہندوستان میں جس کا انتخاب فرمایا، وہ ہماری آل انڈیا سنی کانفرنس کے ناظم اعلیٰ اور بانی ہمارے

---

[۱] فاضل بریلوی اور ترک موالات، ص ۲۶

صدر الافاضل اُستاذ العلماء کی مقبول و برگزیدہ ذاتِ گرامی ہے : سلہ

حضرت سید محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۹۴۸ء) کی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر تقسیم ہند کی جس تجویز کا ذکر کیا ہے، ۱۹۳۲ء میں بمبئی میں ہندوؤں کے الگ محلوں اور بازاروں میں محدود ہونے کی خبر پر آپ کی طرف سے تقسیم ہند کی تجویز غالباً اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جو آپ کی سیاسی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ نے تقسیم ملک ـــــــ بلکہ مطالبہ تقسیم سے پہلے جو کچھ فرمایا، وہ کتنا صحیح تھا۔ آپ نے فرمایا:-

"بمبئی کے ہندو کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی دوکانیں مسلمان محلوں سے ہٹا کر ہندو محلوں میں لے جائیں۔ ہندوؤں کے یہ افعال، یہ تجویزیں، یہ طرزِ عمل اتحاد کے ذرا بھی منافی نہیں لیکن مسلمان ایسا کریں تو اتحاد کے دشمن قرار دیئے جائیں، یہ کھلی ناانصافی ہے جب ہندو اپنی حفاظت اسی میں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے محلوں سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنے حدود علیحدہ کر لیں تو مسلمانوں کو یقیناً ان کے محلوں میں جانے اور اُن کے ساتھ کاروبار رکھنے سے احتیاط رکھنا چاہئے، دونوں اپنے اپنے حدود جداگانہ قرار دیں اور اسی نکتہ کو ملحوظ رکھ کر سیاسی مباحث کو طے کر لیں یعنی ہندوستان میں ملک کی تقسیم سے ہندو مسلم علاقے جدا جدا بنا لیں تاکہ باہمی تصادم کا اندیشہ اور خطرہ باقی نہ رہے، ہر علاقہ میں اُسی علاقہ والوں کی حکومت ہو، مسلم علاقہ میں مسلمانوں کی اور ہندو علاقہ میں ہندوؤں

سلہ خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۹۴۶ء، ص ۱۲،
ہدبہ سکندری رام پور ۱۷ر جولائی ۱۹۴۶ء، ص ۵

کی۔ اب نہ مخلوط و جداگانہ انتخاب کی بحثیں درپیش ہوں گی نہ
کونسلوں میں نشستوں کی منازعت کا کوئی موقعہ رہے گا۔
ہر فریق اپنے حدود میں آرام کی زندگی گذار سکے گا۔ جب ہندو ذہنیت
نے بمبئی میں یہ گوارا کر دیا تو کیا وجہ ہے کہ جدید حکومت کا مسئلہ اس
اصول پر نہ طے کیا جائے؟ [1]

اگلے صفحہ پر ماہنامہ السواد الاعظم، مراد آباد کے اس تاریخی شمارہ کے ایک صفحہ کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد شوال المکرم سنہ ۱۳۵۰ھ فروری سنہ ۱۹۳۲ء ص ۱۲، ۱۳

اعلیٰحضرت بریلوی کی سیاسی بصیرت، سید نور محمد قادری مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۸۵ء، ص ۲۸

نہ آنے دیا اور اتحاد کا نشہ ہندوؤں کی بے نہایت سفاکیوں سے ذرا بھی کم نہ ہونے پایا۔

سیاسی مقاصد جن کے لیے مسلمانوں کے خونوں کے سمندر بہانا بھی خوشی سے گوارا تھا انھیں ہندو دینے اتحاد کی کہاں تک رعایت کی اور مسلمانوں کے حقوق کو کس فراخ دلی کے ساتھ تسلیم کیا یہ بقدر ظاہر ہے جس کے بیان کی حاجت نہیں ہر قوم ترقی چاہتی ہے اپنی آزادی چاہتی ہے اپنے اختیارات اور آسائش میں اضافہ چاہتی ہے اس کے لیے جنگ کرتی ہے خونریزی کرتی ہے ملک کا برباد کرنا معاش کا فاسد کرنا تجارتوں کا تباہ کر ڈالنا سب کچھ گوارا کرتی ہے مگر اپنے نفع کو نہیں چھوڑتی ہندوؤں کا بھی یہی مطمح نظر ہے مگر وہ مسلمانوں کے لیے اپنے حفاظت حقوق کے بھی روادار نہیں اور جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اتنا تو اطمینان دلادو کہ ہمارا مستقبل خطرات سے امین رہیگا تو اس پر ہندو قوم بگڑ جاتی ہے اور کسی طرح مسلمانوں کو مطمئن کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی اور مفاہمت کی کوئی صورت نہیں بنتی مجالس ہوتی ہیں اور ناکام رہتی ہیں کانفرنسیں ہوتی ہیں اور نتیجہ نہیں نکلتا تو اب وہ مزعوم اتحاد جسکا سیاسی حدود میں بھی نام و نشان نہیں ہے کہاں بستا ہے بمبئی کی تازہ ہندو مسلم جنگ اس اتحاد کا شاہد اس اتحاد کا ثبوت بن سکتی ہو۔ اس اتحاد کے اتنے ہی معنے ہیں کہ ہندو جب چاہیں مسلمانوں کو قتل کر دیا کریں اور مسلمان یہ کہا کریں کہ ہم تو اتحاد کی وجہ سے زبان بھی نہیں ہلا سکتے چاہے مار ڈالو ہم تمہاری دوستی کا دم بھرا ہے تو اف بھی نہ کریں گے مگر اس جنگ کے سلسلہ میں ایک سبق خوب ملا جس سے فائدہ اٹھایا جائے تو وہ عقدہ بآسانی حل ہو سکتا ہے جسکی تدابیر میں ملک کے بڑے بڑے مسلم اصحاب رائے عاجز رہے وہ یہ کہ بمبئی کے ہندو کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی دوکانیں مسلمان محلوں سے ہٹا کر ہندو محلوں میں لیجائیں۔ ہندوؤں کے یہ افعال یہ تجویزیں یہ طرز عمل اتحاد کے ذرا بھی منافی نہیں لیکن مسلمان ایسا کریں تو اتحاد کے دشمن قرار دئے جائیں یہ کھلی ناانصافی ہے جب ہندو اپنی حفاظت اسی میں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے محلوں سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنے حدود علیحدہ کر لیں تو مسلمانوں کو یقیناً انکے محلوں میں جانے اور انکے ساتھ کاروبار رکھنے سے احتیاط رکھنا چاہیئے دونوں اپنے اپنے حدود جداگانہ قرار دیں اور اسی نکتہ کو ملحوظ رکھ کر سیاسی مباحث کو طے کر لیں یعنی ہندوستان میں ملک کی تقسیم سے ہندو مسلم علاقے جدا جدا بنالیں تاکہ باہمی تصادم کا اندیشہ اور خطرہ باقی نہ رہے ہر علاقہ میں اسی علاقہ والوں کی حکومت ہو مسلم علاقہ میں مسلمانوں کی اور ہندو علاقہ میں ہندوؤں کی اب نہ مخلوط و جداگانہ انتخاب کی بحثیں در پیش ہونگی نہ کونسلوں میں نشستوں کی منازعت کا کوئی موقعہ رہیگا

یہ ہے دو قومی نظریہ ـــــ نظریہ پاکستان ـــــ کے سفر کی مختصر داستان، جو علمائے اہل سنت کی کوششوں سے واضح ہو کر مقبول عام ہوا، اور جس کی وجہ سے اکثر اکابر کے خیالات میں انقلاب رونما ہوا۔

قرارداد پاکستان بلاشبہ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں منظور کی گئی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت مسلم لیگ میں کون لوگ تھے، جن کی شمولیت اور تحریک سے "مسلم لیگ" اسم بامسمیٰ اور جاندار سیاسی جماعت بن گئی۔

اس سوال کے جواب کے لئے حضرت سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:۔

"مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس نے بھیجا؟ اور کن لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اس کو بتایا؟ اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے گا تو وہ صرف "سنی" ہیں۔ پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے سنی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زین الحسنات (امین الحسنات) صاحب سجادہ نشین مانکی شریف (سرحد) نے لکھوا[1] لیا ہے۔ اگر ایک دم سارے سنی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی مجھے بتا دے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا، اس کا دفتر کہاں رہے گا اور اس کا جھنڈا سارے ملک میں کون اٹھائے گا؟ ان حقائق میں کیا اس دعوے کی روشنی موجود نہیں کہ پاکستان صرف سنیوں کو بنانا ہے؟[2]

---

[1] "دستور پاکستان کے متعلق قائد اعظم نے نومبر ۱۹۴۵ء میں پیر صاحب مانکی شریف کو خط میں صاف صاف لکھا کہ اس بات کے کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ قانون ساز جماعت جس میں بہت زیادہ اکثریت مسلمانوں کی ہوگی، پاکستان کے لئے ایسے قانون بنا سکے گی جو اسلامی قانون کے خلاف ہوں اور نہ ہی پاکستانی غیر اسلامی قانون پر عمل کر سکیں گے۔

(بقیہ ص۲۶ صفحہ پر)

قرارداد پاکستان کی تجویز سے پہلے ۱۹۳۹ء میں مولانا عبد الستار خان نیازی نے قائداعظم کی خدمت میں خلافتِ پاکستان تجویز پیش کی، قائداعظم بہت خوش ہوئے اور اس کے بعض اہم نکات کو تسلیم کرلیا، اور اس تجویز کو مسلم لیگ کی متعلقہ کمیٹی کے سپرد کرنے کا وعدہ فرمایا۔[1]

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو منٹو پارک (اقبال پارک) لاہور میں مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس ہوا، جس میں قرارداد لاہور پاس ہوئی، یہی قرارداد بعد میں قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی، مسلم لیگ کے اسی اجلاس میں سنی علماء و مشائخ نے بھی حصہ لیا، اور قرارداد کے حق میں تقاریر کیں، قرارداد کی تائید میں سنی علماء کی طرف سے تقریر کرنے والوں میں مولانا عبد الحامد بدایونی علیہ الرحمہ بھی ہیں۔[2]

مطالبۂ پاکستان کے اسی اجلاس میں مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری سرگرم رکنوں میں سے تھے[3] مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمہ سٹیج پر مولانا ظفر علی خان کے ساتھ تشریف فرما تھے[4] ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو حضرت امیر ملت علی پوری نے حسب ذیل تہنیتی تار قائداعظم کو دیا، اور اپنی مکمل تائید کا یقین دلایا کہ "فقیر معہ نو کروڑ جمیع اہل اسلام ہند دل و جان سے آپ کے ساتھ ہے اور آپ کی کامیابی پر آپ کو مبارکباد دیتا ہے، اور آپ کی ترقی مدارج

---

[1] ماثر الاجداد، پروفیسر منظور الحق صدیقی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء، ص ۲۰۳، ۲۰۴ / بحوالہ اکابر تحریک پاکستان ص ۲۴

[2] مولانا عبد الحامد بدایونی پر ایک نظر" از امام سید امیر علی بحوالہ تذکرہ اکابر اہل سنت مطبوعہ لاہور ملخصاً

ص ۵۰۴، قائداعظم کے ۷۲ سال، خواجہ رضی حیدر مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء، ص ۳۵۴

[3] روزنامہ نوائے وقت، لاہور ۳۱ دسمبر ۱۹۷۵ء

[4] حضرت شیخ القرآن، رانا منظور احمد خان ایم اے مطبوعہ وزیر آباد ۱۹۸۱ء، ص ۳۷

(بقیہ صفحہ ۲۹ سے آگے)

"پاکستان کا منشور آزادی" صفحہ ۱۹ (بحوالہ ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور اگست ۱۹۷۶ء، ص ۷۴)

[1] الخطبۃ الاشرفیہ للجمہوریۃ الاسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۹۴۶ء، ص ۸

کے لئے دعا کرتا ہے ۱؎

مطالبہ (قرارداد) پاکستان کے اعلان کے ساتھ ہی علمائے اہل سنت نے اپنی مساعی تیز تر کر دیں، اور اپنی تمام تر توجہ تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے وقف کر دی۔ تعلیمی و مذہبی مدارس، خانقاہوں، عرس کے مبارک موقعوں، مذہبی جلسوں اور سُنیت کے ترجمان اخبار و رسائل ——— غرض ہر مقام سے پاکستان کا نعرہ بلند ہونے لگا۔ ——— قیام پاکستان کے لئے ان حضرات کے دل میں جو تڑپ اور والہانہ لگاؤ، عشق و جنون کی حد تک تھا، روز روشن سے زیادہ عیاں ہے۔ اس کی ایک جھلک آپ تقسیم ملک سے قبل ہندوستان سے شائع ہونے والے ہفت روزہ "الفقیہ" امرتسر کے سرورق کے ان عکسوں سے لگا سکتے ہیں، جو آئندہ صفحات پر دیئے جا رہے ہیں۔ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے مذکورہ ترجمان نے سنہ ۱۹۴۳ء کے اوائل سے "امرتسر" کے ساتھ لفظ (پاکستان) کا اضافہ کر دیا تھا۔ کتاب ہذا میں دو شماروں کے سرورق کا عکس شامل کیا جا رہا ہے۔ جنگ عظیم دوم کے دوران حالات انتہائی نازک تھے۔ اس ہنگامی دور میں "پاکستان" کے لفظ کا تکرار حکومت برطانیہ کے غضب کو دعوت دینا تھا، اور بالخصوص صحافت کی دنیا میں، جہاں معمولی سی بات پر بھی ضمانت طلب کی جاتی اور ضمانتیں ضبط ہونا تو روز مرہ کا معمول بن چکا تھا۔ مذکورہ اخبار اپنے سرورق پر "امرتسر (پاکستان)" لکھتا رہا۔

۱؎ تذکرہ شاہ جماعت: سید حیدر حسین شاہ پوری، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۷۳ء، ص ۱۸۱

"تار کا پتہ :- "الفقیہ" امرتسر　　۴۸۶　　رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۱۹

ہفتہ وار　　۸ صفحہ

ہندوستان بھر میں اہل السنۃ والجماعۃ کا واحد ارگن

الفقیہ امرتسر (پاکستان)

فی پرچہ ۲؍

ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخوں کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے

شرح چندہ
سالانہ چندہ بیرونی [illegible]
ششماہی [illegible]
سالانہ بذریعہ وی پی [illegible]
ششماہی [illegible]
بیرون ہند سے سالانہ چندہ
مع محصولڈاک صرف چھ روپے
وی پی بھیجے
نمونہ کا پرچہ [illegible]

اغراض و مقاصد
۱۔ دینی مسائل کی تبلیغ و اشاعت
کی خصوصاً حفاظت کرنا
۲۔ فرقہائے جدیدہ کے
اعتراضات کا دندان شکن
جواب دینا۔
۳۔ اسلامی و ملکی خبروں کی اشاعت
اور گورنمنٹ اور رعایا کے حقوق
کی نگہداشت

ایڈیٹر :- ابو الریاض
معراج الدین احمد

تاریخ اجرائے الفقیہ
۸ جولائی ۱۹۱۸ء

جلد ۲۵ | مطبوعہ ۳ شعبان ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۱-۲۸ اگست ۱۹۴۲ء یوم جمعہ | نمبر ۳۱ و ۳۲

درِ حضور پہ حاضر غلام ہو جائے

(از منشی کرم کریم صاحب دیوبندی)

ہو مدینہ میں یارب مقام ہو جائے
تیری جناب مقدس میں سرورِ عالم
جو جان جائے شہیدی کی طرح روضہ پہ
یہیں ہے دل سے بھروسا تری شفاعت پہ
یہ آرزو ہے کہ اک بار زندگانی میں
طلب نہ باغ ارم کی نہ خواہش جنت
خدا کے واسطے اب تو نگاہ و لطف و کرم

وہیں پہ عمر دو روزہ تمام ہو جائے
قبول میرا درود و سلام ہو جائے
تو عاشقانِ محمدؐ میں نام ہو جائے
بلا سے آج ہی یوم القیام ہو جائے
درِ حضور پہ حاضر غلام ہو جائے
عطا مجھے درِ خیر الانام ہو جائے
ادھر بھی اے شہِ والا مقام ہو جائے

زباں سے کہتا ہوا لا الٰہ الا اللہ
کرم کریم الٰہی تمام ہو جائے

نایاب تحفہ

سالہائے گذشتہ اخبار الفقیہ ۱۹۲۲ء تا ۱۹۴۱ء کے مکمل فائلیں یک یک سال کے الگ الگ جو نہایت محنت و جانفشانی سے اکٹھے کئے گئے قابل دید تحفہ ہیں جس سال کی ضرورت ہو منگوا لیں بہت تھوڑی تعداد میں موجود ہیں قیمت فی سال علاوہ محصولڈاک ایک روپیہ جلد درخواست کر کے منگوائیں ورنہ پچھتانا پڑیگا

منیجر اخبار الفقیہ امرتسر

اطلاع سرکار علی پور [illegible] ماہ شعبان المعظم کی ۲۴ و ۲۵ تاریخ کو سالانہ [illegible] میں رونق افروز ہونگے

[illegible]

[illegible] معراج الدین [illegible] پرنٹر پبلشر و ایڈیٹر [illegible] امرتسر سے شائع ہوا۔

تار کا پتہ: الفقیہ امرتسر — ۴۸۶ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۱۹

ہو الاول — یا معین

ہندوستان بھر میں اہل السنت والجماعت کا واحد آرگن

الفقیہ امرتسر (پاکستان)

فی پرچہ ۳ر

شرح چندہ — اغراض و مقاصد

ہر انگریزی ماہ کی ۷ و ۱۴ و ۲۱ و ۲۸ تاریخوں کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے

تاریخ اجرائے الفقیہ ۷ جولائی ۱۹۱۹ء

ایڈیٹر: ابو المعراج حکیم معراج الدین احمد

جلد ۲۷ — مطبوعہ ۱۵/۲۲ رجب ۱۳۶۳ھ ۷/۱۴ جولائی ۱۹۴۴ء یوم جمعہ — نمبر ۲۵/۲۶

خدا کی رحمت مدام تم پر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

خدا کا پیارا ہمارا رہبر امام اعظم ابو حنیفہ
خدا کے بندوں پہ جس کا ہے فیض [illegible]
قسم ہے دورِ قمر ہو شہرہ تری فقاہت کا [illegible]
امام مالک، امام حنبل، بخاری و شافعی [illegible]
[illegible]
[illegible]
تری بدولت ہوا منور رسول اکرم کا دین [illegible]
کلام حق کے سمجھنے والے حدیث قدسی کے نکتہ دان

سپہر دین نبی کا اختر امام اعظم ابو حنیفہ
نہ ہوا ثانی تمہارا ہمسر امام اعظم ابو حنیفہ
تری فضیلت کا ذکر گھر گھر امام اعظم ابو حنیفہ
مثال انجم ہیں تو ہے خاور امام اعظم ابو حنیفہ
وہ ہے حبیب شفیع محشر امام اعظم ابو حنیفہ
ہے چرخ دین نبی کا محور امام اعظم ابو حنیفہ
ہے تم پہ خورشید دیں منور امام اعظم ابو حنیفہ
خدا کی رحمت مدام تم پر امام اعظم ابو حنیفہ

جلا کے کر دے گا خاک تم کو جو ہوا ہے نجدی کے دل میں جل کر
ترے فضائل ہیں ساستا کر امام اعظم ابو حنیفہ

اطلاع

جن حضرات کے نام ۳۰ جولائی [illegible] پرچہ الفقیہ میں مع اردو [illegible] سالانہ چندہ جولائی ۱۹۴۴ء میں ختم ہے وہ [illegible] مہربانی آئندہ سال کیلئے [illegible] ورنہ ۵ اگست ۱۹۴۴ء [illegible] الفقیہ میں اطلاع بھیجیں [illegible] اگست ۱۹۴۴ء کا پرچہ وی پی [illegible] وصول کر [illegible] بالکل [illegible] نام [illegible] ساتھ واپس کر دیں [illegible]

تحریک پاکستان کی جدوجہد کے ابتدائی دور میں "پاکستان" کا تصور اس تدریج

اور مد و جزر بنا کر یوپی کے اضلاع اور بہار کو پاکستان بنانے کے مطالبے ہوتے رہے۔

لیکن ہندو کی عیاری اور فرنگی کی مسلم کش پالیسی اتنی بھرپور اور مکمل تھی کہ گورداسپور

جیسا مسلم اکثریتی علاقہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس موقع پر ایک قرارداد کا ذکر دلچسپی سے

خالی نہ ہوگا، جو اجمیر شریف کے عرس کے موقع پر علمائے کرام کی طرف سے پیش ہو کر پاس ہوئی

"...... چونکہ اجمیر شریف مسلمانوں کی مذہبی و روحانی زندگی کا ایک مسلمہ

سب سے بڑا مرکزی مقام ہے اس لئے اس کو پاکستان میں شامل کیا جانا بے حد ضروری ہے۔"[1]

اس اہم قرارداد کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

اخبار دبدبہ سکندری رامپور نمبر ۴۳ جلد ۸۵ — ۲ — مطبوعہ ۹ جون ۱۹۴۷ء

اجمیر شریف کو پاکستان میں شامل کیا جائے

[illegible]

تقسیم ہند کی تجویز مان لی گئی

[illegible]

[1] اخبار دبدبہ سکندری، رامپور۔ مطبوعہ ۹ جون ۱۹۴۷ء ص ۲۔

اہل سنت و جماعت کے مشائخ عظام اور علمائے کرام بالخصوص امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادگان، تلامذہ، خلفاء اور منتسبین نے تحریک پاکستان میں مثبت کردار ادا کیا۔ پاکستان کے ساتھ ان کی وفاداریاں غیر مشکوک رہیں، جن سنی علماء و مشائخ نے تحریک پاکستان میں موثر کردار ادا کیا ہے، اُن کا شمار مشکل ہے، چند ایک اسمائے گرامی ذکر کیے جاتے ہیں۔

مجاہد اسلام پیر محمد امین الحسنات مانکی شریف (م ۱۳۷۹ھ / سنہ ۱۹۶۰ء)

امیر ملت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری (م۔ ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء)

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء (ابن امام احمد رضا بریلوی)

عمدۃ الفضلاء مولانا مفتی صاحب داد خاں (م۔ ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء)

مجاہد ملت۔ مولانا عبدالحامد بدایونی قادری (م۔ ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء)

مجاہد اسلام مولانا پیر عبدالرحمن بھرچونڈی شریف (م۔ ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء)

محسن ملت مولانا عبدالسلام باندوی م۔ ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۸ء (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی م ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۴ء (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

رہبر طریقت پیر سید غلام محی الدین گولڑوی (م ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء)

مجاہد اسلام مولانا فضل الحسن حسرت موہانی (م۔ ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء)

رئیس المتکلمین مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی م ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

غازی کشمیر مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری م ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء (ابن خلیفہ رضا بریلوی)

صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی رضوی، اعظمی م ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری (م ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء)

شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی (م ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء)

تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر نعیمی (م۔ ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۶ء)

امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ جلالپوری (م۔ ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء)
مفتیٔ اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی (م۔ ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء)
صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی م۔ ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء (تلمیذ امام احمد رضا بریلوی)
رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اور

نقیب ملت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)
غزالیٔ دوراں مولانا سید احمد سعید کاظمی ملتان)

محسن ملت مولانا محمد برہان الحق عبدالباقی جبل پوری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)
مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی
مبلغ اسلام مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی
مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (ابن امام احمد رضا بریلوی)
شیخ الاسلام پیر محمد قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف
صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی وغیرہ مدظلہم الاقدس[1]

تحریک پاکستان کے مجاہدین سنی علماء و مشائخ کی ملی و سیاسی خدمات کا اعتراف ہفت روزہ "اقدام" نے یوں کیا ہے:

"حضرت پیر صاحب زکوڑی، صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب گولڑہ شریف، حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر صاحب مانکی شریف، خواجہ نظام الدین صاحب تونسہ شریف وغیرہم نے جد و جہد آزادی میں جو نمایاں خدمات انجام دیں، وہ روزِ روشن

---

[1] اکابر کی یہ نامکمل فہرست حروفِ تہجی کے لحاظ سے ہے، تحریک پاکستان کے سنی اکابر کی تفصیلی فہرست کا یہ مقام متحمل نہیں۔ "تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس" (زیرِ ترتیب) میں ان اکابر کا ذکر ممکنہ حد تک کر دیا جائے گا۔

کی طرح واضح ہیں ان کے علاوہ مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صاحب قادری میرٹھی نے مسلم لیگ کی طرف سے کئی ممالک کا دورہ کر کے پاکستان کی اہمیت دنیا پر واضح کی۔ اور سفیرِ اسلام مشہور ہوئے مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا ابوالحسنات مرحوم، مولانا محمد یوسف صاحب سیالکوٹی، مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی، مولانا محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں، مولانا محمد عارف اللہ صاحب میرٹھی راولپنڈی نے ملک کا دورہ کر کے سوئے ہوئے مسلمانوں کو بیدار کیا۔ یہاں تک کہ ان تمام مقتدر علمائے کرام کا وفد کشمیر بھی گیا۔ اور محاذ کشمیر پر مجاہدین کو کافی خوراک بہم پہنچائی۔ مخدوم سید شوکت حسین سجادہ نشین موسیٰ پاک شہید نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی میں حصہ لیا"۔ ۱؎

اسلامی سلطنت ——— پاکستان، کے قیام میں ان سُنی علماء و مشائخ کی کوششیں ناقابل فراموش ہیں پاکستان کے ساتھ ان کا تعلق عشق کی حد تک رہا۔ اور ایسا ہونا ایک فطری امر تھا۔ کیونکہ اس گمراہی اور اسلام کی کس مپرسی کے عالم میں قیام پاکستان کو وہ ایک "شرعی فریضہ" سمجھتے تھے۔ سُنی علماء و مشائخ نے تحریک پاکستان کے دوران "پاکستان" کی حمایت میں اسی نوعیت کے شرعی فتاوی جاری کئے جس نوعیت کے فتاویٰ عبادات و معاملات "جائز ناجائز اور حلال و حرام میں جاری کرتے ہیں۔ حالانکہ اس دور میں اسلامی مملکت کے قیام کی حمایت تو در کنار لفظ "پاکستان" بھی ناقابل برداشت تھا، پاکستان سے عداوت میں کانگریسی، احراری، جمعیت العلمائے ہند وغیرہ جماعتوں کے علماء ہندوؤں کے ہم نوا تھے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر مختصراً پاکستان کی حمایت میں سُنی علماء و مشائخ

۱؎ ہفت روزہ اقدام لاہور ۲۰ مئی ۱۹۶۳ء از رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ

کے سنہری فتاووں کی چند جھلکیاں دکھا دی جائیں۔

امیر ملت، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے فرمایا:

"...... اس بناء پر فقیر جمیع مسلمانانِ ہند سے اپیل کرتا ہے کہ جس طرح فقیر نے شملہ کانفرنس کے موقع پر اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانانِ ہند کی واحد سیاسی جماعت ہے۔ اب چونکہ جدید انتخابات ہونے والے ہیں۔ اس موقع پر جیسا کہ قائداعظم محمد علی جناح صاحب نے مسلمانانِ ہند سے اپیل کی ہے کہ ہر ایک مسلمان کو مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دینا چاہئے۔ اور اپنی حیثیت سے زیادہ چندہ دینا چاہئے۔ فقیر بحیثیت امیر ملت قائداعظم مسٹر محمد علی جناح کی اس اپیل کی پرزور تائید کرتا ہے۔ اور جمیع مسلمانانِ ہند سے عموماً اور اپنے یارانِ طریقت سے خصوصاً جو لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں ہیں، مکرر پرزور اپیل کرتا ہے کہ اس موقع پر ہر طرح سے مسلم لیگ کی امداد کریں۔ اور میرے متوسلین انشاء اللہ تعالیٰ مسلم لیگ کی امداد کرتے رہیں گے"۔[1]

محدث علی پوری کا ایک اور بیان ملاحظہ ہو۔ یہ بیان اس وقت کا ہے جب کہ مسلم لیگ نے ابھی تک "قرار دادِ لاہور" پاس نہیں کی تھی۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ ابھی تک "پاکستان" مسلم لیگ کا نصب العین نہ تھا۔ کانگرسی وزارت کے خاتمہ پر

---

[1] ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۲۱/۲۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء، ص ۱۱،
اخبار دبدبۂ سکندری رامپور ۱۵ / اکتوبر ۱۹۴۵ء، ص ۱۳

قائد اعظم کی اپیل پر پورے ملک میں "یوم نجات" منایا گیا، مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۹ء کو علی پور سیداں، ضلع سیالکوٹ میں "یوم نجات" کی تقریب میں آپ نے فرمایا:

"دو جھنڈے ہیں، ایک اسلام کا، دوسرا کفر کا، مسلمانو! تم کس جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو گے؟ سب نے باآواز بلند کہا کہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے! پھر — ارشاد فرمایا کہ جو کفر کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے، اُن میں سے اگر کوئی مرجائے گا تو کیا تم اس کے جنازے کی نماز پڑھو گے؟ سب نے انکار کیا، پھر — دریافت فرمایا کہ کیا تم مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن کرو گے؟ سب نے اقرار کیا کہ نہیں ہرگز نہیں! پھر — ارشاد فرمایا کہ اس وقت سیاسی میدان میں اسلامی جھنڈا مسلم لیگ کا ہے۔ ہم بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ اور سب مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہئے؟" [۱]

مذکورہ بالا خبر کو مکرر پڑھئے۔ اور حضرت امیر ملت کی سیاسی بصیرت، نظریہ پاکستان سے وابستگی کے اظہار میں جرأت مندانہ اقدام کا اعتراف کیجئے۔ اللہ اللہ! "دو قومی نظریہ" کی اس سے بڑھ کر سادہ و بہترین تشریح اور کس طرح ممکن ہے:

اہل سنت وجماعت کے ترجمان، آل انڈیا سنی کانفرنس کے بانی اور ناظم اعلیٰ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے مسلم لیگ کی حمایت میں اعلان فرمایا:

"مسلمانوں کو اپنے قیمتی ووٹ کانگریس کو دینا حرام ہے، اور احرار، خاکسار، یونینسٹ وغیرہ بھی مسلمان اکثریت سے کٹ کر گاندھی نہرو کے زر خرید غلام ہیں، انہیں مسلمانوں کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں ہے۔ مسلمانوں

---

[۱] ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، جنوری ۱۹۴۰ء، ص ۸

کے ووٹ حاصل کرنے کا حق صرف اسی سُنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ہے جو کونسلوں میں جاکر مسلمانوں کے جائز حقوق کی نگہداشت کریں اور احکام شریعت کے مطابق جدوجہد کریں۔[1]

جنگ آزادی میں مسلم لیگ کی حمایت میں حضرت دیوان سید آل رسول علی خاں زیب آستانہ عالیہ اجمیر شریف کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے:

"مسلم لیگ نے حصول پاکستان کے لئے انتخاب لڑنے کا اعلان کر دیا ہے، اس لئے ہر مسلمان دل و جان کے ساتھ مسلم لیگ کا ساتھ دے۔"[2]

حضرت پیر لاڈلے حسین شاہ سجادہ نشین گلبرگہ شریف (دکن) نے فرمایا:

"صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔"[3]

حضرت خواجہ غلام سدید الدین سجادہ نشین تونسہ شریف نے ایک خصوصی اعلان میں فرمایا:

"مریدان باصفا اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔"[4]

حضرت پیر صاحب سجادہ نشین دربار پاک پتن، کا ارشاد ہے:

"مسلمانوں کے ووٹ کے حق دار صرف مسلم لیگ نمائندے ہیں۔"[5]

حضرت مولانا خواجہ محمد قمر الدین صاحب، زیب آستانہ سیال شریف نے ارشاد فرمایا:

"ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جنگ پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دے۔"[6]

---

[1] ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، جلد ۲۸، شمارہ ۳۸-۳۷ مورخہ یکم تا ۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۵

[2] اشتہار: "حضرات صوفیائے کرام کا اعلان حق — صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو"۔ شائع کردہ، پنجاب مسلم لیگ

[3] ایضاً [4] ایضاً [5] ایضاً [6] ایضاً

حضرت مولانا سید غلام محی الدین صاحب، سجادہ نشین گولڑہ شریف، کا ارشاد ہے:

"مسلمانو! اس معرکۂ حق و باطل میں مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔" [1]

حضرت پیر سید جماعت علی، محدث علی پوری نے ارشاد فرمایا:

"محمد علی جناح ہمارا بہترین وکیل ہے اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔" [2]

حضرت پیر سید فضل شاہ، سجادہ نشین جلال پور شریف (جہلم) کا ارشاد ہے:

"مسلمانو! وحدتِ ملت کو قائم رکھو اور مسلم لیگ کا ساتھ دو۔" [3]

مسلم لیگ کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے ایک اور اشتہار مطبوعہ سول ملٹری پریس ڈیرہ اسماعیل خان شائع ہوا۔ جس میں تیس ۳۰ جلیل القدر سنی مشائخ عظام اور علمائے کرام نے حضرت پیر محمد عبداللطیف صاحب زکوڑی شریف و دیگر جملہ مسلم لیگی امیدواروں کی پرزور حمایت کرتے ہوئے متفقہ طور پر فرمایا:

"سب مسلمانوں کا اولین فرض ہے کہ مسلم لیگ کی حمایت کریں اور پاکستان کے قیام کے لئے اپنا خون پیش کرکے باعث صد افتخار سمجھیں کہ بغیر قیام پاکستان اس ملک میں باعزت زندگی محال ہے۔"

اس اشتہار میں پاکستان کی حمایت میں صرف تین دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء اور دو اہل حدیث علماء کے نام تائیدی طور پر درج ہیں۔

اگلے صفحات پر مسلم لیگ کی طرف سے شائع شدہ مذکورہ بالا دونوں اشتہارات کے عکس درج ہیں۔

---

[1] ایضاً [2] ایضاً [3] ایضاً

حضرات صوفیائے کرام کا اعلان حق

صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو

۱۔ حضرت جناب مقبول احمد صاحب قبلہ خلیفہ بارگاہ عالیہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سرہند شریف

نے تلقین فرمایا۔ کہ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے۔ جو مسلمان مسلم لیگ میں شامل نہیں ہوتا [illegible] اسلام کا مخالف ہے۔

۲۔ حضرت دیوان سید آل رسول علی خان مدظلہ آستانہ عالیہ اجمیر شریف۔

کا ارشاد ہے مسلم لیگ نے پاکستان کے لئے اچھی بات [illegible] اعلان کر دیا ہے۔ اسلئے ہر مسلمان [illegible] مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائے۔

۳۔ حضرت پیر بادشاہ حسین شاہ مدظلہ سجادہ نشین گلبرگہ شریف دکن۔

نے فرمایا کہ صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔

۴۔ مولینا حافظ خواجہ غلام سدید الدین مدظلہ سجادہ نشین تونسہ شریف۔

نے ایک خاص اعلان میں فرمایا۔ مریدان باصفا اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔

۵۔ حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ دربار پاکپتن شریف

کا ارشاد ہے۔ مسلم لیگ کے ووٹ کے حقدار صرف مسلم لیگی نمائندے ہیں۔

۶۔ مولینا حافظ شاہ محمد قمر الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین سیال شریف۔

کا ارشاد ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جنگ پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔

۷۔ مولینا الحاج سید شاہ غلام محی الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین گولڑہ شریف۔

نے فرمایا ہے۔ مسلمانو! اس معرکہ حق و باطل میں مسلم لیگ کا ساتھ دو۔

۸۔ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری مدظلہ

نے فرمایا۔ محمد علی جناح ہمارا بہترین وکیل ہے۔ اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔

۹۔ حضرت مولینا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف۔

کا ارشاد ہے۔ مسلمانو! وحدت ملت کو قائم رکھو۔ اور مسلم لیگ کا ساتھ دو۔

۱۰۔ حضرت مولینا حافظ قاری سید محمد شاہد صاحب [illegible] امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی علیہ الرحمۃ [illegible] سرہند شریف

نے فرمایا اگر مسلمان اس نازک وقت میں مسلم لیگ کا ساتھ نہیں دیں گے تو مسلمانوں کی عزت اور حیثیت دنیا سے [illegible] مٹ جائیگی۔

۱۱۔ حضرت سلطان محمد حسن اولاد سلطان العارفین باہو سلطان سجادہ نشین حبیب سلطان صاحب قبلہ

نے فرمایا کہ مسلمانوں کو چاہیے [illegible] مسلم لیگ [illegible] قائد اعظم محمد علی جناح [illegible] مسلم لیگ کی پوری مدد کریں۔

۱۲۔ حضرت عبدالرزاق شمس العرفی کلانور (رہتک)

نے برادران طریقت [illegible] اسلام [illegible] مسلم لیگ [illegible] خوشنودی حاصل کریں گے۔

۱۳۔ حضرت سجادہ نشین خانقاہ میر فاضل شاہ صاحب لوہانہ ضلع حصار

نے اعلان کیا۔ کہ مسلمان اپنی تمام کوششیں آل انڈیا مسلم لیگ کی کامیابی کیلئے صرف کر دیں۔

۱۴۔ جناب فرید الدین صاحب سجادہ نشین درگاہ [illegible] شریف [illegible] مریدوں کے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے

اور فرمایا [illegible] امیدواروں کی شکستوں کو بھول جائیں مسلم لیگ اور صرف مسلم لیگ کے نام کو یاد رکھیں۔

۱۵۔ سجادہ نشین حضرت شاہ جیونا علیہ الرحمتہ ضلع جھنگ کا اعلان۔
سب مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

۱۶۔ صاحبزادہ محمد ظہور الحق صاحب چشتی و نقشبندی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ گورداسپور کا اعلان
سب مسلمان انتخابی مہم میں مسلم لیگ کا تعاون کریں۔

۱۷۔ حضرت سید منظور احمد سجادہ نشین مکان شریف کا اعلان۔
مسلمانان ہند کی زندگی اور وقار کا انحصار حصول پاکستان کے نصب العین پر ہے۔ اور مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔

۱۸۔ حضرت سید الطاف حسین نقشبندی سجادہ نشین موسے خیل کا اعلان۔
سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ سارے اختلافات بھلا کر مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

۱۹۔ حضرت میاں علی محمد خاں صاحب چشتی نظامی مد ظلہ العالی مجہ شریف بسی پٹھاناں ضلع ہوشیارپور کا ارشاد گرامی۔
مسلم لیگ کے امیدواروں کو کامیاب بنا کر اپنی ملی یکجہتی کا ثبوت دیں۔

۲۰۔ سجادہ نشین دربار غوثیہ سکھو چک ضلع گورداسپور کا اعلان۔
تمام مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہو جانا چاہیئے اور پاکستان مسلمانوں کا آزاد مرکز ہو گا جہاں شریعت کے مطابق قانون نافذ ہوں گے۔

۲۱۔ جناب حضرت پیر صدرالدین صاحب قبلہ جو کہ محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت خواجہ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ سجادہ نشین ملتان نے مسلم لیگ اور پاکستان کے حصول کا حکم دیا ہے۔

۲۲۔ سجادہ نشین چورہ شریف نے مسلم لیگ کی حمایت اور پاکستان کے حصول کا مسلمان کا اساسی فرض قرار دیا ہے۔

۲۳۔ اس کے علاوہ مانکی شریف کے پیر صاحب مانکی اور دیگر اصحاب نے شرعی پاکستان کے حصول کیلئے حکم صادر فرمایا ہے۔

۲۴۔ سجادہ نشین زکوڑی شریف کوٹ مولوی فضل حق صاحب قبلہ۔

۲۵۔ بابا جی صاحب امام خیل۔

۲۶۔ کاکا خیل حضرات۔

۲۷۔ حافظ عبدالرحیم صاحب سجادہ نشین سلوانہ۔

۲۸۔ بابا صاحب فقیر امیر تحصیل ٹانک۔

۲۹۔ مولانا حافظ حضرت محمد ابراہیم صاحب سجادہ نشین موسے زئی شریف تحصیل کلاچی۔

۳۰۔ استاذ العلماء مفتی اعظم حضرت مولانا مولوی سردار احمد صاحب شیخ الحدیث بریلی شریف۔

۳۱۔ حضرت مولانا حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی مرحوم کے خلف الرشید جانشین صاحبزادہ۔

۳۲۔ جانشین شیخ الہند حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند صدر المدرسین مدرسہ عالیہ ڈابھیل۔

۳۳۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی رہنما ئے اہلحدیث۔

۳۴۔ حضرت مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اہلحدیث۔

۳۵۔ حضرت مولانا مولوی داؤد محمد صاحب سرحدی سابق صدر جمعیت العلماء سرحد اور جملہ علمائے سرحد و جمعیت الاسلام نے متفقہ طور پر فرمایا ہے۔

کہ سب مسلمانوں کا اولین فرض ہے کہ **مسلم لیگ کی حمایت کریں۔** اور پاکستان کے قیام کے لئے پیہم جد و جہد کرکے باعث صد افتخار سمجھیں کیونکہ قیام پاکستان ہی اس ملک میں باعزت زندگی کا ضامن ہے۔

مندرجہ بالا مشائخ عظام و علمائے کرام کے ارشادات عالیہ کے مطابق مسلمانوں کو چاہیئے کہ حلقہ انتخاب ڈیرہ جنوبی و اختلافات جناب حضرت پیر صاحبزادہ محمد عبداللطیف صاحب قبلہ سجادہ نشین ایک زکوڑی شریف ڈیرہ اسماعیل خان اور جملہ مسلم لیگی امیدواروں کو کامیاب بنا کر اسلام کا بول بالا کریں۔

وما علینا الا البلاغ

تحریک پاکستان اور صوفیائے کرام



گزشتہ دنوں ایک دوست عزیز نے
ایک قدیم اور بوسیدہ اشتہار دکھایا جو تحریک پاکستان
کے زمانے میں پنجاب مسلم لیگ شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے
شائع کیا گیا تھا۔ اس اشتہار میں بعض صوفیائے کرام کی طرف سے مسلم لیگ کی
حمایت کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس اشتہار کی حیثیت چونکہ
ایک تاریخی دستاویز کی ہے اس لیے اس کا عکس حاصل
کر کے قارئین کے مطالعہ کے لیے شائع کیا جا رہا ہے
[illegible]



حضرات صوفیائے کرام کا اعلان ہے
صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو!

حضرت دیوان آل رسول علی خاں مدظلہ سجادہ نشین اجمیر شریف
کا ارشاد ہے
"مسلم لیگ حصول پاکستان کیلئے انتخاب لڑنے کا اعلان کر چکی ہے
ہر مسلمان دل و جان سے مسلم لیگ کے ساتھ ہے"

حضرت پیر لاڈلے حسین شاہ مدظلہ سجادہ نشین [illegible] شریف دکن
نے فرمایا
"صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے"

مولانا حافظ خواجہ غلام السدیدین مدظلہ سجادہ نشین تونسہ شریف
نے ایک خاص اعلان کیا
"ہر مرید اور معتقد مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں"

حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ دربار پاک پتن شریف
کا ارشاد ہے
"مسلمانوں کے ووٹ کے حقدار صرف مسلم لیگی نمائندے ہیں"

مولانا الحاج شاہ محمد قمر الدین چشتی نظامی مدظلہ
سجادہ نشین سیال شریف کا ارشاد ہے
"ہر مسلمان کا فرض ہے کہ [illegible]"

مولانا الحاج سید غلام محی الدین شاہ چشتی نظامی مدظلہ
سجادہ نشین گولڑہ شریف نے فرمایا
"مسلمانو! [illegible] مسلم لیگ [illegible]"

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے فرمایا
"[illegible]"

حضرت مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ [illegible]
کا ارشاد ہے
"مسلمانو! وحدت ملت کو قائم رکھو اور مسلم لیگ کا ساتھ دو"

پنجاب مسلم لیگ | **جاری کردہ شعبہ نشر و اشاعت**

جناب محمد حنیف شاہد مشائخ عظام کی تحریک پاکستان میں خدمات کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"۱۹/ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو جب صوبہ سرحد اور پنجاب کے پیروں، سجادہ نشینوں صوفیوں اور روحانی پیشواؤں کا ایک اہم اجتماع پشاور میں ہوا، تو اس میں ایک تجویز منظور ہوئی جس میں مسلم لیگ سے وفاداری اور قائداعظم کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ سجادہ نشین پیر مانکی شریف نے اس اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"اس وقت مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی ضرورت ہے۔ ہر مسلمان کو حصول پاکستان کے لئے پوری جدوجہد کرنی چاہئے، جہاں وہ عزت اور آزادی سے رہ سکیں گے۔ حصول پاکستان کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا کہ ہر مسلمان مسلم لیگ میں شریک ہو کیونکہ صرف مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو صرف اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی اور آزادی کے لئے کوشاں ہے۔"[1]

خواجہ حسن نظامی نے ۱۲/ نومبر ۱۹۴۵ء کو مندرجہ ذیل بیان دیا:۔

"حضرت پیر مہر علی شاہ کے سجادہ نشین پیر غلام محی الدین نے اپنے سب مریدوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں......"[2]

۲۰/ جنوری ۱۹۴۶ء کو حضرت پیر عبدالرشید سجادہ نشین دربار بو علی قلندر پانی پت نے حسب ذیل بیان دیا:

---

[1] اسلام اور قائداعظم، محمد حنیف شاہد مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۴۲

[2] ایضاً، ص ۱۴۳

"اس وقت مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے اور پاکستان مسلمانانِ ہند کا بہترین نصب العین ہے"۔[1]

۱۰ مارچ ۱۹۴۶ء کو سید محی الدین لال بادشاہ (پیر مکھڈ شریف) ایم ایل اے نے مسلم لیگ میں شمولیت کے وقت قائدِ اعظم کو ایک مکتوب میں لکھا:

"میں نہایت مسرت و ابتہاج کے ساتھ آپ کی وساطت سے اپنی ناچیز خدمات ملتِ اسلامیہ کے حضور پیش کرتا ہوں ..... مفادات کے لیے میری حقیر پیش کش کو تا درِ مطلق قبول فرمائے ..... اس وقت ہر فردِ ملت کا یہ مقدس فرض ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائے۔ یہ فرض ہر دوسرے فرض پر مقدم ہے ....."۔[2]

مولانا عبدالحامد بدایونی پہلی مرتبہ ۱۹۱۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ میں شریک ہوئے۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی زیرِ صدارت منعقد ہونے والے اس جلسہ میں آپ نے خطاب بھی فرمایا۔ اس کے بعد ۱۹۳۷ء کے لکھنؤ کے سیشن میں مولانا نے باقاعدہ عملی طور پر حصہ لیا اور تقسیمِ ہند تک آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن رہے۔ ۱۹۴۰ء کی قراردادِ پاکستان کی حمایت میں تاریخی اجتماع سے آپ کا خطاب ہمیشہ یادگار رہے گا۔ مسلم لیگ کے ایما پر بیرونی ممالک کا دورہ کر کے مطالبہ پاکستان کی وضاحت کی۔ ۲۱ اپریل ۱۹۴۷ء کو مولانا بدایونی نے مشرقِ وسطیٰ کا دورہ کے تاثرات کو یوں بیان کیا:

"میں جلالۃ الملک ابن سعود کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے پاکستان کے نظریہ کی بہت تائید فرمائی اور مسٹر جناح کی سیاسی دوراندیشی

---

[1] ایضاً ، ص ۱۴۳ ، ۱۴۴

[2] ایضاً ، ص ۱۴۵

کا اعتراف کرتے رہے ..... مصر اور دیگر بلادِ اسلامیہ کے اکابر کا نظریہ بھی یہی ہے کہ وہ سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ "مسٹر جناح اسلام کے قائداعظم ہوں گے"۔ [۱]

الہ آباد کے مسلم لیگ کے صوبائی اجلاس میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے فرمایا:

"میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں نے جو کچھ طے کر لیا ہے۔ وہ اسے حاصل کر کے رہے گا۔"

"ہم طے کر چکے ہیں کہ ہندوستان کی سرزمین میں ایک ہی جھنڈا بلند ہو اور وہ جھنڈا اسلام کا ہو، ہم پاکستان چاہتے ہیں، پاکستان کو حاصل کر کے رہیں گے اور پاکستان کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دیں گے۔" [۲]

مولانا کرم علی ملیح آبادی نے الہ آباد صوبائی مسلم لیگ کے اجلاس میں خطاب کے دوران فرمایا:-

"مسلمانوں کا رویاں رویاں پاکستان سے بھرا ہوا ہے۔ کیونکہ ہر مسلمان کو پاک وصاف رہنے، پاک صاف لباس پہننے، پاک غذا کھانے اور پاک زمین پر رہنے کا حکم ہے۔"

"میں اعلان کرتا ہوں کہ پاکستان ایک شرعی مطالبہ ہے۔" [۳]

علمائے اہلِ سنت نے مطالبۂ پاکستان کی وضاحت اور مسلم لیگ کے موقف کی حمایت میں اندرونِ ملک شہر شہر اور قریہ قریہ طوفانی دورے کئے، جس کے نتیجے میں

---

[۱] ایضاً ص ۱۶۴

[۲] روزنامہ مساوات لاہور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء یوم استقلال ایڈیشن، ص ۳

[۳] ایضاً

لوگ دھڑا دھڑ مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے اور اہل سنت کی مساجد مسلم لیگ کا پلیٹ فارم بن گئیں۔ بیرون ملک رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے مختلف ممالک کے دورہ پر علمائے اہل سنت کی مساعی نہایت قابل قدر ہیں خود مسلم لیگ نے ان سُنّی علماء و مشائخ کو بیرونی ممالک کے دورہ پر روانہ کیا تاکہ مسلمانوں کے موجودہ سیاسی موقف کو دنیا پر واضح کریں۔ مشہور صحافی جناب مختار حسن کی یہ رائے کتنی غیر جانبدارانہ ہے، جس میں انہوں نے سُنّی علماء و مشائخ کی مساعی کا بالعموم اور مولانا شاہ محمد عبد العلیم صدیقی کا بالخصوص ذکر کیا ہے،

"مولانا عبد العلیم صدیقی بہت عظیم مبلغ اسلام تھے۔ کہا جاتا ہے انہوں نے اپنی زندگی میں مختلف ملکوں کے ۵۰ ہزار افراد کو مشرف بہ اسلام کیا۔ تحریکِ پاکستان کے لئے کام کرنے والے علماء و مشائخ میں ان کا نام بڑا نمایاں تھا۔ انہوں نے بیرونِ ملک بھی برصغیر کے مسلمانوں کی سیاست اور مطالبۂ پاکستان کو واضح کرنے کے لئے دورے کئے۔ مولانا صدیقی پاکستان آئے، تو پہلی عید آزادی کی امامت کی، قائد اعظم نے انہی کی اقتدار میں یہ نماز ادا کی تھی۔" [1]

جناب منیر احمد منیر نے علامہ صدیقی کی خدمات کا اس طرح اعتراف کیا ہے:۔

"قائد اعظم نے انہیں اسلامی ممالک میں تحریکِ پاکستان کے لئے راہ ہموار کرنے کے مشن پر بھیجا تھا۔" [2]

قیام پاکستان کے سلسلہ میں سُنّی علمائے کرام کی مساعی جمیلہ اور بیرون ہند دوروں سے متعلق اخبار "دبدبہ سکندری" رامپور کی بعض اشاعتوں کے عکس آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں:۔

---

[1] ہفت روزہ زندگی لاہور ۲۴ تا ۳۰ ستمبر ۱۹۷۳ء، ص ۱۰

[2] ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۶ جون ۱۹۷۲ء، ص ۱۲

مطبوعہ ۲۳ر اپریل ۱۹۴۷ء

نظریۂ پاکستان پر ملک الحجاز کی تائید و حمایت

مولانا عبدالحامد صاحب قادری کا بصیرت افروز بیان

۲۰ر اپریل کو ریاست میسور کی مسلم لیگ کانفرنس کا پانچواں اجلاس بمقام شموگہ منعقد ہوا جس میں حضرت الحاج جناب مولانا مولوی شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی نے (جو مشرق وسطیٰ کے دورہ کرنے والے مسلم لیگی وفد کے رئیس تھے) ایک بصیرت افروز تقریر کی جس میں آپ نے فرمایا کہ میں اس دورہ میں ابن سعود ملک حجاز کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ اور ابن سعود کو پاکستان کا نظریہ بتایا جس کی انھوں نے گرمجوشی سے تائید کی اور مسٹر جناح کے سیاسی تدبر کا اعتراف کرتے رہے مولانا بدایونی صاحب نے بتایا کہ مصر اور دیگر بلاد اسلامیہ کے اکابر کا بھی نظریہ یہی ہے اور وہ سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ مسٹر جناح دنیائے اسلام کے قائد اعظم ہوں گے۔

مولوی محمد عبدالاحسان صاحب صدر مجلس استقبالیہ کانفرنس نے اس موقع پر جملہ محبان وطن سے استدعا کی کہ وہ باہم سر جوڑ کر بیٹھیں اور کوئی ایسا فارمولا تیار کریں جسے کارفرما رکھنے سے اکثریت اقلیت کی حق تلفی نہ کر سکے تاکہ اقلیتوں کے دلوں میں اعتماد کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

ایک قرارداد میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ جھگڑا چکانے کے لئے اکثریتی [illegible] اور [illegible] کیا جا رہا ہے [illegible] کانگریس [illegible] مسلم لیگ [illegible]

[illegible]

[illegible]

... سیاسی اختلافات کا
... عداوت کا طریق کار اختیار
... کی گئی کہ وہ صورت حالات کو سمجھے اور
تسلیم کرے۔ مسٹر لیاقت علی خاں صاحب
چودھری خلیق الزماں صاحب
کے بیانات پڑھ کر سنائے گئے۔

[illegible] کلکتہ [illegible]

خلاصۂ اخبارات

مخدوم سید صدرالدین شاہ جیلانی انتقال فرما گئے

عاشورہ کی شام کو انتقال

[illegible]

صدر وفد [illegible] مسلم لیگ [illegible] مصر [illegible]

[illegible]

مطبوعہ ۱۰ جنوری ۱۹۴۷ء

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کنوینر وفد حجاز

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی نے کراچی تشریف لا کر ذیل کا بیان اشاعت دیا۔

حضرت محترم الحاج مولانا عبدالحامد صاحب [illegible] ذیل بیان [illegible] اشاعت دیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے وفد حجاز کے متعلق حسب ذیل بیان [illegible] حکومت سعودیہ کا وفد کے ساتھ [illegible]

[illegible]

مسلسل واقعات کی روشنی میں یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ سُنّی علماء و مشائخ نے مطالبۂ پاکستان میں انتہائی جذبہ اور خلوص سے کام کیا، دن رات ایک کر کے قیام پاکستان کی منزل کو قریب کیا۔ اگر ان علماء کی کوششوں کو الگ کر لیا جائے تو اتنے قلیل عرصہ میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت معرض وجود میں نہ آتی۔ یہ اکابر علمائے اہل سُنّت اور مشائخ عظام کی مساعی جمیلہ ہی تھیں کہ مسلمانوں کی مسجدیں مسلم لیگ کی جلسہ گاہ اور مدرسے و دارالعلوم اس کے دفتر بن گئے۔ ہر خانقاہ سے "پاکستان زندہ باد" اور "لے کے رہیں گے پاکستان" کے نعرے بلند ہونے لگے۔ قائدِ اعظم خود ان حضرات کی مخلصانہ مساعی کے معترف تھے۔ مختلف موقعوں پر ان سے ملاقات کر کے مزید تعاون کے خواہاں رہے۔ چنانچہ جب ۱۹ مارچ ۱۹۳۹ء کو علی گڑھ سے واپسی پر مسلمانان بریلی کی دعوت پر مسلم لیگ کے تنظیمی دورے پر بریلی تشریف لائے تو بدایوں، شاہجہاں پور، مراد آباد اور قرب وجوار کے ہزار ہا مسلمان بریلی پہنچ گئے۔ مولانا حکیم قاری احمد (نبیرہ حضرت وصی احمد محدّث سورتی) صدر سٹی مسلم لیگ، پیلی بھیت صدہا کارکنوں کے ہمراہ پر جوش استقبال کے لئے بریلی تشریف لائے۔ رات کے عظیم الشان جلسہ میں گورنمنٹ ہائی اسکول بریلی کے ہیڈ مولوی ببنے خاں رامپوری نے قائدِ اعظم کی شان میں فارسی کی ایک نظم پڑھی جس کے چند اشعار یہ ہیں ؎

جناح آمد بریلی را بہار اندر بہار آمد	برائے پیشوائی صد ہزار اندر ہزار آمد
ہجوم عاشقان دیدار جو در کوچہ و برزن	بہ شہر تشنہ کامان محبت جوئے بار آمد
ہزاراں سال باشد تازہ و خرم بہار ما	بریلی را بہارِ بے خزاں یادگار آمد[1]

---

[1] قائدِ اعظم کے ۷۲ سال: خواجہ رضی حیدر، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۳۴۰

۱۹۴۲ء کو جب دوبارہ قائد اعظم بریلی تشریف لائے تو شاندار طریقے سے آپ کا استقبال ہوا، وہ یادگار اور تاریخی تھا۔ دور دور سے لوگ قائد اعظم کے استقبال کے لئے بریلی اُمنڈ آئے تھے۔ بریلی اسٹیشن سے آٹھ دس میل تک لوگ چاند تارہ بنی ہری ہری جھنڈیاں ہاتھوں میں لئے ریلوے لائن کے دونوں جانب کھڑے تھے۔ بریلی اسٹیشن پر اپنے قائد کو دیکھنے کے لئے لوگ دیوانہ وار ٹوٹ پڑے۔ ہجوم اتنا زیادہ تھا کہ غیر معمولی وزن کے باعث ریلوے کا آہنی پل ٹوٹ گیا اور ریلوے اسٹیشن کا سارا نظام بگڑ گیا۔ رات کو ایک لاکھ کے مجمع میں قائد اعظم نے تقریر کرتے ہوئے اہل بریلی کا شکریہ ادا کیا۔ [1]

سواد اعظم اہل سنت کے اکابر مسلم لیگ کی واحد نمائندہ سیاسی حیثیت کے قائل تھے، سیاسی معاملات میں مسلم لیگ کی حمایت کو وہ اپنا فریضہ تصور فرماتے اور مسلمانِ ہند کے وسیع تر مفاد میں ہر نازک موڑ پر مسلم لیگ کی مکمل تائید و حمایت کرکے اس کے موقف کو مضبوط بناتے، اسی قسم کی ایک مثال "شملہ کانفرنس" کے موقع پر حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں زیب آستانہ عالیہ بریلی شریف کا وائسرائے کے نام تار ہے، جس میں آپ نے مسلم لیگ کے زاویہ نظر کی حمایت کی، حضرت مفتی اعظم کا تار روزنامہ "انجام" دہلی مؤرخہ ۱۵ جولائی ۱۹۴۵ء میں بھی شائع ہوا۔ [2]

مشہور نقاد و صحافی جناب شوکت صدیقی لکھتے ہیں:۔

"مولانا مصطفےٰ رضا خاں نے ہمیشہ تحریک پاکستان کی کھل کر حمایت کی۔" [3]

---

[1] برگ گل، مجلہ وفاقی گورنمنٹ اردو کالج کراچی مطبوعہ ۱۹۷۶ء، مضمون "ریشمی رومال اور قائد اعظم"، ڈاکٹر شفیق بریلوی، ص ۲۸۹/۱۸۴

[2] ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۲۸ نومبر ۱۹۴۵ء، ص ۷

[3] ہفت روزہ الفتح کراچی ۱۴-۲۱ مئی ۱۹۷۶ء، ص ۲۱

مسلم لیگ کے موقف کی حمایت میں علمائے بریلی کا بیان اور حضرت مفتی اعظم ہند کے تار کی خبر بصورت روزہ الفقیہ امرتسر میں بھی شائع ہوئی، اس کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

> **الفقیہ امرتسر** ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء
>
> خیال کے ماتحت شملہ کانفرنس کے زمانہ میں وائسرائے کو حضرت مولانا مولوی مصطفےٰ رضا خانصاحب مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی کی جانب سے لیگ کی تائید میں تار بھی بھیجا گیا تھا۔ جو ۱۵ جولائی ۱۹۴۵ء کے روزنامہ انجام دہلی میں شائع ہوا ہے۔ حضرت مولانا موصوف اس وقت برائے حج بیت اللہ شریف تشریف لیگئے ہیں۔ بنارس کانفرنس نے جسکے صدر حضرت مولانا موصوف ہیں اپنے بنارس کے عالیہ جلسہ میں مسلم لیگ سے تعاون کرنے اور اس کی تائید وحمایت کرنے کا صاف طور سے اعلان کیا ہے (انجام ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

نوٹ: وائسرائے ہند لارڈ ویول نے شملہ میں کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان مفاہمت کرانے کی خاطر ۲۵ جون ۱۹۴۵ء کو ایک کانفرنس طلب کی، جو ۱۴ جولائی ۱۹۴۵ء تک جاری رہی۔ مسلم لیگ کے اراکین اس امر کی یقین دہانی چاہتے تھے کہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں مسلمان ارکان کی نمائندگی صرف مسلم لیگ ہی کرے مگر گاندھی کے معاندانہ رویہ اور لارڈ ویول کے متحدہ ہندوستان کے نظریہ کے باعث یہ شملہ کانفرنس ناکام ہوگئی۔ قائد اعظم نے لارڈ ویول کے منصوبہ کو دام ہمرنگ زمین قرار دیا۔

"۱۴ جولائی کو شملہ سے قائد اعظم نے ایک بیان جاری کیا جس میں آپ نے شملہ کانفرنس کی ناکامی کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس موقع پر میں ان ہزاروں مسلمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنے تاروں اور خطوط سے میری حوصلہ افزائی کی ہے۔"

(قائد اعظم کے ۲۷ سال، ص ۴۳۵)

جمعیت علمائے پاکستان کے مقتدر راہنما اور آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے سابق ممتاز رکن مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی نے اپنے ایک انٹرویو میں سُنی علما کی سیاسی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"میں آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس کو کامیاب بنانے کے لئے صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور محدث اعظم حضرت مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی علیہما الرحمۃ کی معیت میں ملک کے طول و عرض (یو۔ پی، سی۔ پی، بہار، پنجاب، مغربی و مشرقی بنگال) کے دورے کرتا رہا، اس کانفرنس نے ملک کے گوشہ گوشہ میں تحریک آزادی کو ایک نئی زندگی بخشی، مجاہد ملت مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی اور حضرت مولانا صبغۃ اللہ صاحب فرنگی محل (لکھنؤ) کی رفاقت میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسوں، کانفرنسوں اور بعض مشاورتی مجلسوں میں شرکت کرتا رہا، نواب محمد اسماعیل خاں صاحب صدر صوبائی مسلم لیگ (یو۔ پی) کی زیر قیادت میں نے شہری مسلم لیگ پولیٹیکل کانفرنس میرٹھ منعقدہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء و یکم، ۲ جنوری ۱۹۴۶ء مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے شرکت کی۔ اور ۱۸۵۷ء سے لے کر تحریک پاکستان تک مسلمانوں کی جدو جہد آزادی مختصر طور پر صدارتی خطبہ میں پیش کی۔" [1]

---

[1] انٹرویو: شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی از محمد صدیق سعیدی، ملتان (قلمی)

حسن اتفاق: یہ صفحات کتابت کے مرحلہ میں تھے کہ اخبار دبدبۂ سکندری رامپور ۹ جنوری ۱۹۴۶ء دستیاب ہوا، جس میں مذکورہ تاریخی خطبہ صدارت شائع ہوا، اس کا عکس آئندہ صفحات پر ہدیۂ ناظرین ہے۔

(مرتب)

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

بطفیل حمایت سلطان کونین جہاں دار دین پناہ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا

رجسٹرڈ حروف ایل نمبر ۱۵

تار کا پتہ: دبدبہ سکندری رامپور

نواب ... سید کلب علی خاں بہادر خلد آشیاں کی علمی یادگار

دبدبۂ سکندری

رامپور

قیمت ۲ ر

۱۸۶۶ء سے چھپتا ہے

۱۲۸۳ھ میں جاری ہوا

مالک و مدیر محمد فضل حسن صابری

جلد ۸۴ — نمبر ۵

مطبوعہ ... ۲۳ جنوری ۱۹۴۶ء یوم چہار شنبہ

سنی کانفرنس

[illegible]

خطبۂ صدارت

حضرت علامہ شاہ محمد عارف اللہ صاحب قادری صدر مجلس استقبالیہ

جو علامۂ موصوف نے شہری مسلم لیگ پولیٹکل کانفرنس میرٹھ منعقدہ ۱۳ دسمبر ۱۹۴۵ء و یکم و ۲ جنوری ۱۹۴۶ء کے اجلاس اول ۱۳ دسمبر میں خود پڑھا

مرسلہ جناب سکریٹری صاحب مسلم لیگ میرٹھ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف رسلہ و سید انبیائہ محمد و آلہ و صحابہ اجمعین۔

حضرات! محترم علمائے کرام، مشائخ عظام و برادران اسلام۔ اس وسیع پنڈال میں یہ عظیم الشان اجتماع پولیٹکل کانفرنس کے نام سے منعقد ہوا ہے۔

اس سے قبل کہ اس اجتماع کے مقصد کی طرف اشارہ کروں مجھے اجازت دیجئے کہ [illegible] مسلم لیگ میرٹھ اور اراکین استقبالیہ کی طرف سے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کروں جنہوں نے بیرونی دور دراز مقامات سے سفر کی صعوبتیں برداشت فرما کر کانفرنس کو شرف قدوم سے نوازا۔

ان دلی تشکرات کے بعد جو اس سخت ترین موسم میں آپ کی تشریف آوری سے میرٹھ کے مسلمانوں کے دل میں فراوانی کے ساتھ موجود ہیں اس سرزمین کی خصوصیت کی طرف چند کلمات میں ضرور اشارہ کروں گا۔

سرزمین میرٹھ اپنے علماء، صوفیا اور ارباب روحانیت و مردان حق آگاہ کی وجہ سے صدیوں سے امتیاز رکھتی ہے اس کی تفصیل کے بغیر میں اس تحریک آزادی کی طرف اشارہ کروں گا جس کو بعد میں انگریزی حکومت اور اس کے بدخواہوں نے غدر ۱۸۵۷ء کے نام سے پکارنا شروع کیا لیکن حقیقت میں یہ تحریک آخری بادشاہ دہلی کی بے بسی کو ختم کرنے اور بڑھتے ہوئے انگریزوں کے اقتدار کا مقابلہ کرنے کے لئے تھی۔ یہ تحریک میرٹھ ہی سے شروع ہوئی اور اس طرح میرٹھ اس چیز پر بجا فخر کر سکتا ہے کہ آزادی کا نعرہ اس سرزمین سے پہلے میرٹھ کے مسلمانوں نے بلند کیا [illegible] کی ایک جزوی جماعت برطانوی استبداد کے خلاف برابر آواز بلند کرتی رہی یہاں تک کہ جب تحریک خلافت شروع ہوئی تو میرٹھ صوبے کے تمام اضلاع مغربی میں پیش پیش تھا اور [illegible] ہونے کے بعد اضلاع مغربی کا مرکز بھی شمار کیا گیا، چنانچہ جب تحریک خلافت

[illegible]

لفظ پاکستان کو سنتے ہی ہندوؤں نے مسلمانوں کی [illegible]

[illegible]

آخری قطرہ بہانے کے لئے تیار ہو۔

کانگریس اور مسلمان

مسلمانوں نے ۱۸۵۷ء میں اسی آزادی کی خاطر [illegible]

[illegible]

حضرات یہ وہ باتیں ہیں جن کی بنا پر مسلمان لیڈر کانگریس سے علیحدہ ہوئے [illegible]

میں نے آپ کا بہت سا قیمتی وقت [illegible]

[illegible]

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

نظریہ پاکستان، قرارداد پاکستان اور قیام پاکستان کی منزل تک کے سفر میں سُنّی مشائخ و علماء کے کردار کی ادنیٰ سی جھلک آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ تفصیلات کا یہ موقع نہیں ہے کہ اس کے لئے کئی دفاتر درکار ہیں۔

چلتے چلتے نظریہ پاکستان کے مخالفین اور متحدہ قومیت کے علمبرداروں کے طرزِ عمل پر بھی ایک نظر ڈالئے تاکہ معلوم ہو سکے کہ جو لوگ ——— آج ——— قیام پاکستان تک کی منزل کی تمام کارروائی اپنے نام لکھوانا چاہتے ہیں ان کا کردار کیسا رہا۔ تاریخ کی یہ ستم ظریفی نہیں تو کیا ہے کہ آج وہ لوگ پاکستان کے کرتا دھرتا بن بیٹھے ہیں جنہیں لفظ "پاکستان" سے بھی چڑ تھی ؎

نیرنگیِ سیاستِ دوراں تو دیکھئے

منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث، جمعیت العلماء ہند کے صدر جناب مولوی حسین احمد مدنی اپنے ایک قلمی دستخط شدہ فتویٰ میں لکھتے ہیں:

"ہم نے جہاں تک چھان بین کی پاکستان کا مطالبہ برطانوی خواہشوں اور اونکی دسیسہ کاریوں کے مطابق ہے ..... ہماری سمجھ میں ابتک یہ مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہے اور بالخصوص اون مسلمان لوگوں کو جوکہ اقلیت والے صوبوں یوپی بہار مدراس برار بمبئی راجپوتانہ مالوہ وغیرہ میں رہتے ہیں مزید مشکلات کا سامنا ہو جائے گا جن کے لئے مسٹر جناح فرماتے ہیں کہ میں تم اقلیت والوں کو اکثریت والوں پر قربان کرتے ہوئے تمہاری نماز جنازہ پڑھنا چاہتا ہوں

واللہ اعلم

(دستخط) ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

۲۳ ذی قعدہ سنہ ۶۴ھ [1]

مسلم اقلیت والوں کو اکثریت والے علاقوں پر قربان کرنے اور ان کا جنازہ پڑھنے کا بہتان ——— کانگریسی ذہن کی پیداوار تھا، حالانکہ ملک تقسیم ہوتا یا نہیں، اقلیت تو بہر حال اقلیت ہی رہتی ۔ مگر رشتہ اسلام کی بنا پر مسلم اقلیت والے صوبوں نے تحریک پاکستان میں اس قسم کی قربانیاں دیں جن کی مثال نہیں۔ محمد مظفر مرزا ایم اے اور پروفیسر البیرونی کی غیر جانبدارانہ رائے ملاحظہ ہو:

"جب قرارداد لاہور منظور ہوئی تو کانگریس کے بعض حلقوں میں جن کے سربراہ مسلمان کانگریسی تھے، یہ تنقید پیش کی تھی کہ اس قرارداد میں مسلم اکثریتی علاقوں کا ہی مسئلہ پیش نظر رکھا گیا ہے اور ہندو اکثریت کے علاقوں کے مسلمانوں کے مفادات کو قابل توجہ تصور نہیں کیا گیا۔ ہندو اکثریت کے صوبوں کے مسلمان باشندوں کو تجویز کردہ پاکستان سے کیا حاصل ہوگا؟ اس پر حضرت قائداعظمؒ نے ہندو اکثریتی صوبوں کے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ اس پروپیگنڈے کا مقصد محض مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ملک تقسیم ہو یا نہ ہو، وہ اپنے علاقوں میں ہر لحاظ سے اقلیت کے طور پر رہیں گے، لہذا انہیں اپنے بھائیوں کے راستے میں رکاوٹ کا باعث نہ بننا چاہئے۔" [2]

مطالبۂ پاکستان کی مخالفت میں جاری ہونے والے کانگریس کے ہمنوا مولوی حسین احمد مدنی کے قلمی فتویٰ کا عکس آئندہ صفحہ پہ دیا جا رہا ہے۔

---

[1] قلمی فتویٰ جناب حسین احمد مدنی مورخہ ۲۳ ذی قعدہ سنہ ۱۳۶۴ھ (نومبر سنہ ۱۹۴۵ء)

[2] تحریک پاکستان اور آئین پاکستان مطبوعہ لاہور، ص ۱۳۰

۴۹۶

استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(الف) علمائے کرام و مشائخ عظام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کیلئے ممبر بنکر جانا جائز ہے یا ناجائز

(ب) بصورت جواز حلف وفاداری انگریزی کونسل کے ہر ایک ممبر سے لینا ہے اس کا کیا حل ہو سکتا ہے قطع المیثاق ہو جاتا ہے لیکن ممبر ہو جانے کے بعد ... کر دینے سے کچھ حرج لازم نہیں آتا؟

(۲) مسلم لیگیوں کا مطالبۂ پاکستان درست ہے یا غلط؟ بینوا توجروا

الجواب

(۱) (الف) چونکہ زمانہ حاضرہ اور غیر مذہبی لوگوں کے جانے سے تجربہ ہوا کہ ہر دو میں مسلمانوں اور ملک کو زیادہ نقصان ہے اس لیے حسب قاعدہ شرعیہ "اخف البلیتین" کا اختیار کرنا ضروری ہے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جانیوالے اشخاص دیانتدار مذہبی اور سمجھدار ہوں یا ایسی پارٹی میں ہوں جسکا پارلیمانی لیڈر ایسا ہو اور کسی مذہبی اور سیاسی بہتر پارٹی دستور کا ذمہ دار ہو۔

(ب) اولاً جو حلف وفاداری لیا جاتا ہے اس میں شرعی قسم نہیں ہے۔ ثانیاً اس میں بادشاہ برطانیہ سے وفاداری کا حلف ہے موجودہ حکومت سے نہیں ہے۔ جو کہ خلاف معہود بیان اور خلاف اپنے اعلانات کے ہے، حاضرہ طریقہ سے جو سسٹم کو دوا کرنی انشاء اللہ ... قطع المیثاق کے موجود ہوتے ہوئے احوال حاضرہ کی بنا پر شرعی طور پر حرج نہیں ہوگا۔ علاوہ ازیں ان الفاظ میں مختلف معانی ہو سکتے ہیں۔ مستحلف کی نیت کا یا بند ہونا اس وقت میں ہے جبکہ وہ ظالم نہ ہو ... حالف ہی کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

(۲) ہم نے جابجا کہہ چکے ہیں کہ پاکستان کا مطالبہ برطانوی خوشنودی اور اس کی ریشہ دوانیوں کے مطابق ہے (دیکھو مدینہ بجنور ۱۲ اگست ۱۹۴۱ء جلد ۳۰ نمبر ۵۹ صفحہ ... ممالک متحدہ کا خط)

(اور بیان ... مدینہ بجنور ... ۹ جون ۱۹۴۳ء ...)

ہمارے سمجھ میں اب تک یہ مسلمانوں کیلئے مفید نہیں ہے اور بالخصوص ان لوگوں کو جو اقلیت والے صوبوں یوپی بہار ... میں رہتے ہیں مزید مشکلات کا سامنا ہو جائیگا ... تم اقلیت والوں کو اکثریت والوں پر قربان کر رہے ہو ... نماز جنازہ پڑھنا ...

واللہ اعلم

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ
۲۳ ذیقعدہ ۶۲

انہی مولوی حسین احمد نے اکتوبر ۱۹۴۵ء میں ایک فتوے میں مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا، اور قائداعظم کو "کافرِ اعظم" کا لقب دیا تھا۔[1] اس فتویٰ پر مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا ردِ عمل (جو رسالہ پیغام ——— بنام کلکتہ کانفرنس کے آخری سرورق پر شائع ہوا) کا عکس، آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں:-

---

[1] پیغام بنام موتمر کل ہند جمعیت علماء اسلام، کلکتہ، طبع ہاشمی بک ڈپو لاہور، ص ۸۴

[2] قائد کو بُرے ناموں سے یاد کرنے اور ان پر اتہام تراشی کرنے پر ہر ہوش مند نے اس کی مخالفت کی، علامہ شبیر احمد عثمانی نے لکھا ——— "جب ایک جانب سے قائدِ اعظم کی جگہ کافرِ اعظم اور ملعون و عیار وغیرہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں تو لاکھوں اشخاص کے سینوں میں یہ لفظ تیر و نشتر بن کر لگتے ہیں ......"

(ایضاً ——— ص ۲۷، ۲۸)۔

نوٹ:- یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ "خطباتِ عثمانی" طبع نذر سنز لاہور (۱۹۷۲ء) میں صفحہ ۸۲ پر قائداعظم کو "کافرِ اعظم" کا خطاب دینے کا ذکر کرتے ہوئے مولوی حسین احمد کا نام حذف کر کے اس کی جگہ "ایک جلیل القدر عالم" لکھ دیا گیا ہے۔

(مرتب)

۴۸

اسلام اور مستقبل قوم کے مقاصد کے سخت خلاف ہے کیونکہ پاکستان کے سوال کا فیصلہ بڑی حد تک ان انتخابات کے نتائج پر منحصر و موقوف ہے۔

دستخط ظفر احمد عثمانی تھانوی صدر اجلاس

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کا مدلل و مسکت جواب ــ مولانا حسین احمد صاحب کا بے بنیاد و بے دلیل فتویٰ - نئی دہلی ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء

مولانا حسین احمد صاحب نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائد اعظم کو "کافر اعظم" کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں جو فتویٰ دیا تھا اسکا مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے اپنے مکتوب میں جو دہلی کے ایک روزنامہ میں شائع ہوا ہے حسب ذیل جواب دیا ہے۔ مولانا موصوف مولانا حسین احمد صاحب کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ مسلم لیگ کی شرکت کو احکام شریعت کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے اسکے کیا دلائل شرعیہ پیش کئے ہیں۔ محض کسی عالم کے اتنا کہہ دینے سے کہ فلاں چیز ناجائز ہے دوسرے علماء کیسے ساکت ہو سکتے ہیں؟ دلائل سامنے ہوں تو ان پر کہا جائے۔ مجھے تو عدم جواز کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ غلطیاں اور کوتاہیاں کس جماعت اور کس شخص سے نہیں ہوتیں۔ ہمارے بڑے بڑے مقدس ادارے بھی ان سے مستثنیٰ نہیں۔ لیکن یہ چیز اسکا سبب نہیں بن سکتی کہ ان اداروں میں شرکت ہی حرام ٹھہرا دی جائے۔ اسلئے کہ فوائد اور منافع اسکے مضار اور نقصانات سے زائد ہوں۔

مسلم قوم کی مستقل ہستی لیگ نے منوائی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمام امور سے قطع نظر کر کے اگر لیگ کے وجود سے اتنا کام ہو گیا کہ مسلم قوم کی مستقل ہستی اور اسکی غیر مخلوط صاف آواز پھر انگریز اور ہندو دونوں کے نزدیک تسلیم ہو گئی اور تھوڑی سی مدت میں بدون بہت زیادہ نقصان اٹھائے دنیا نے ہندوستان کے اندر ایک تیسری طاقت کے وجود کا اعتراف کر لیا۔ بلکہ لیگ اور کانگریس کو صلح یا جنگ کے ہر معاملہ میں ایک ہی صف میں دوش بدوش کھڑا کیا جانے لگا۔ تو کیا یہ فائدہ شرعی اور سیاسی نقطہ نظر سے کچھ کم ہے؟" رہبر دکن حیدرآباد دکن

مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء

جمعیت العلمائے ہند کے ایک اور رہنما جناب مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی اپنے ایک قلمی دستخط شدہ فتویٰ میں علماء و مشائخ کی تحریک پاکستان کی کوششوں اور مسلم لیگ کے مطالبۂ پاکستان کی تردید و مخالفت میں لکھتے ہیں:-

"پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ حقیقی پاکستان تو نہ مانگا جاتا ہے نہ اس کے ملنے کی توقع......" [1]

اس قلمی فتویٰ پر جناب احمد سعید صاحب (ناظم جمعیت العلمائے ہند) اور جناب حبیب المرسلین صاحب نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔ مدرسہ امینیہ اسلامیہ کی مہر بڑی صاف پڑھی جاتی ہے۔ مذکورہ قلمی فتویٰ کا عکس بھی ملاحظہ ہو:

---

[1] قلمی فتویٰ مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، دار الافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

نوٹ:- کانگریس کی حمایت میں فتویٰ دینے والے مفتی صاحب موصوف اس سے پہلے بھی ہندوؤں کی حمایت میں شدھی تحریک کے بانی شردھانند کے مسلمان قاتل کے جہنمی ہونے کا فتویٰ جاری کر چکے تھے

(ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد جلد ۳، شمارہ ۳۰، رجب ۱۳۴۵ھ)

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) علمائے کرام و مشائخ عظام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کا ممبر بنکر جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۲) بشرط جواز جو حلفیہ عہد وفاداری ان سے لیا جاتا ہے۔ اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ کیا انگریزوں کے عہدنامے پر دستخط کر دینے سے مطمئن بالاسلام ہونے کے بعد ہرج لازم نہیں آتی؟

(۳) مسلم لیگیوں کا مطالبۂ پاکستان درست ہے یا غلط؟ بینوا توجروا

الجواب

ہندوستان میں حکومت کا معاملہ بڑی نزاکت اختیار کر چکا ہے۔ اسلئے اس کے متعلق احکام دینا بہت مشکل اور پیچیدہ ہوگیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ علما اور مشائخ اسمبلی میں ممبر بنکر جائیں تو بہتر ہے اسلئے جواز کا فتوے دیتا ہوں

اسمبلی میں جس عہدنامے پر دستخط لئے جاتے ہیں۔ اسمیں اتباع شریعت کے پختہ عہد کے ساتھ دستخط کئے جا سکتے ہیں۔

پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ حقیقی پاکستان تو نہ مانگا جاتا ہے نہ اسکے ملنے کی توقع۔ جو پاکستان کہ مانگے جاتے ہیں وہ تمام ہندوستان سے اسلام کی شوکت مٹاکر ایک چھوٹے سے قطعہ میں محدود کر دینا ہے اور اسمیں بھی مخالف قومی پارٹی موجود ہے۔ اور باقی ہندوستان کے کروروں مسلمانوں کو مخالفین کے ہاتھوں میں بے دست و پا بناکر چھوڑ دینا ہے

یہ صورت مضر اور یقیناً مضر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ
دہلی



الجواب صحیح

حضرت مفتی صاحب قبلہ کی [illegible] اور
[illegible]

حبیب المرسلین
نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

[illegible]

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے "احرار کانفرنس" علی پور میں ڈنکے کی چوٹ کہا تھا:

"(پاکستان کا مطالبہ کرنے والے) مسلم لیگ کے لیڈر بے عقلوں کی ٹولی ہے جنہیں اپنی عاقبت بھی یاد نہیں اور جو دوسروں کی عاقبت بھی خراب کر رہے ہیں۔ اور وہ جس مملکت کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان نہیں خاکستان ہے"[1]

امروہہ کے ایک جلسہ میں عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر کا ایک جملہ یہ بھی تھا:

"جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے، وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں"۔[2]

ایک دوسرے موقعہ پر پسرور میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

"اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے"۔[3]

ابو الکلام آزاد نے مجلس احرار اور دوسری مسلم لیگ مخالف جماعتوں سے اپیل کی کہ:

"وہ منظم ہو کر ایک وجود بن جائیں اور ڈٹ کر مسلم لیگ کا مقابلہ کریں"[4]

اس اپیل پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور مؤرخ رئیس احمد جعفری رقمطراز ہیں:۔۔۔

"اور بلاشبہ مولانا (آزاد) کی یہ اپیل کارگر ہوئی۔ اور خاکسار، جمعیت علماء اور دیگر جماعتوں نے مسلم لیگ کے خلاف ایک محاذ بنا لیا، انہوں نے مسلم لیگ کے راستے میں کانٹے بچھائے، پتھر پھینکے، چاقو اور خنجر سے وار کئے، جلسے درہم برہم کرنے کی کوشش کی۔ کانگرس نے اور کانگرس کے ان حلیفوں نے کوئی

---

[1] اخبار ملاپ لاہور ۲۶ دسمبر ۱۹۴۵ء بحوالہ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۸ صفر ۱۳۸۸ھ

[2] چمنستان، ظفر علی خان، ص ۱۶۵

[3] تاریخ نظریۂ پاکستان، پیام شاہجہانپوری مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۷۰ء، ص ۴۰۰

[4] آزادی ہند ابو الکلام کی خود نوشت، مترجم رئیس احمد جعفری مطبوعہ لاہور طبع پنجم، ص ۱۲۶

دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، مجلسِ احرار کے واعظانِ خوش مقال اور علمائے شیوا بیان دورے پر نکل پڑے، مجھے بمبئی کا وہ جلسہ یاد ہے جس میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور شورش کاشمیری کی خطابت نے رنگ باندھ دیا تھا، لیکن بُری طرح پٹے۔ دیوبند کے طلباء کی ایک جماعت مولانا حسین احمد مدنی مغفور کی سربراہی میں شہر شہر اور قریہ قریہ کا گشت کر رہی تھی۔ جہاں موقعہ ملتا مولانا آزاد بھی پرواز کے یعنی طیارہ پر اڑ کر پہنچ جاتے۔ بغرض تفریق بین المسلمین اور تضعیف شوکتِ مومنین میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ احرار و خاکسار میدان انتخاب میں زورِ بیان اور قوتِ استدلال سے زیادہ دست و بازو کی طاقت کے بل پر اُتر آئے، ہنگامہ آرائی کی، شورش اور بدامنی کے مظاہرے کئے۔ ان کا کوئی "عظیم الشان جلسہ" ایسا نہ ہوا جس میں مسلم لیگ کو اور قائد اعظم کو ایک ایک منہ سو سو گالیاں نہ دی گئی ہوں۔ قائد اعظم کی ذات پر گفتنی اور ناگفتنی الزامات نہ لگائے گئے ہوں، مسلم لیگ کی قیادت کے خلاف کفر و فسق کے فتوے نہ دیئے گئے ہوں۔"[1]

۱۹۳۹ء میں جناب ابوالاعلیٰ مودودی نے ارشاد فرمایا:

"لیگ کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرزِ فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو۔"[2]

---

[1] ایضاً، ص ۱۶۷

[2] مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوئم ص ۳۰/ بحوالہ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء، چودھری حبیب احمد مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء، ص ۰۸

صالح انقلاب کی داعی جماعت ـــــ جماعت اسلامی کے بانی جناب مودودی صاحب اس سے ایک قدم اور بڑھتے ہیں، مسلم لیگ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی فلاح و بہبود، اسلامی مملکت کے قیام اور دو قومی نظریہ کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل دوسری تمام ملی و سیاسی جماعتوں کو بھی بیک جنبش قلم بے عمل اور اسلامی تعلیمات سے ناواقف بتاتے ہیں، ملاحظہ ہو:

"اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اسلام کے نام پر کام کر رہی ہیں، اگر فی الواقعہ اسلام کے معیار پر ان کے نظریات، مقاصد اور کارناموں کو پرکھا جائے، تو سب کی سب جنس کاسد (کھوٹا) نکلیں گی، خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علمائے دین و مفتیان شرع متین، دونوں راہ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔"[1]

۴۶-۱۹۴۵ء کے انتخابات جو مطالبہ پاکستان کی بنیاد پر منعقد ہوئے تھے اور انہی کی بدولت مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آئی تھی، اس نازک مرحلہ پر جماعت اسلامی نے مسلم لیگ کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیا جس کا صاف مطلب کانگریس کی خاموش حمایت تھا، اس سے حصول پاکستان کے کاز کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا تھا[2]۔ "۱۹۴۵ء کا تاریخی الیکشن" کے عنوان سے جماعت اسلامی کا ترجمان "کوثر" رقمطراز ہے:

"بعض خوش فہم لیگی حضرات کا خیال تھا کہ جماعت اسلامی اس الیکشن میں ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی امداد کرے گی اور مسلم لیگ کا ساتھ

---

[1] ایضاً، ۷۸/ ایضاً

[2] روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۷ مئی ۱۹۷۸ء، ص ۴

دے گی۔ چنانچہ انہوں نے مخلصانہ طور پر جماعت اسلامی کو اسی سلسلہ میں دعوت بھی دی، جو اس نے ٹھکرا دی اور صاف اعلان کر دیا کہ:۔

"ووٹ اور الیکشن کے معاملہ میں ہماری پوزیشن صاف صاف ذہن نشین کر لیجئے پیش آمدہ انتخابات یا آئندہ آنے والے انتخاب کی اہمیت جو کچھ بھی ہو اور ان کا جیسا بھی اثر ہماری قوم یا ملک پر پڑتا ہو، بہر حال ایک با اصول جماعت ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے یہ ناممکن ہے، کہ کسی وقتی مصلحت کی بناء پر ہم ان اصولوں کی قربانی گوارا کر لیں۔ جن پر ایمان لائے ہیں"۔ [1]

یہ بات تاریخ سے حذف نہیں کی جا سکتی کہ جس وقت مسلم لیگ قائد اعظم کی عظیم قیادت میں پاکستان کے قیام کے لئے غیر مسلم اقوام سے صف آرا تھی تو جماعت اسلامی نے ..... نہ اشتراک کیا نہ تعاون کیا بلکہ مخالفت میں پیش پیش رہی [2] ——— لیکن یہ ایک طرفہ تماشہ ہے کہ پچھلے دنوں میاں طفیل محمد امیر جماعت اسلامی نے ایک بیان میں اس قسم کا تاثر دیا کہ پاکستان کے بانیوں میں جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بھی ہیں۔ لیکن بھلا ہو جناب مودودی صاحب کا، جنہوں نے دبے لفظوں میں میاں صاحب کے بیان کی تردید کرتے ہوئے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ پاکستان کی تحریک میں ہم نے کوئی حصہ نہیں لیا۔

پاکستان کی مخالفت میں کام کرنے والی مختلف جماعتوں کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب ضیاء الاسلام تحریر کرتے ہیں:۔

---

[1] کوثر ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء بحوالہ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء، ص ۴۰۹، ۴۱۰

[2] روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۰ مئی ۱۹۷۶ء، ص ۲

"اس امر کا تذکرہ ضروری ہے کہ جمعیت العلمائے ہند۔ مجلس احرار۔ اور یونی نسٹ پارٹی کے گٹھ جوڑ نے ہمارے قومی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی جو ناپاک سازش مرتب کی تھی، وہ خضر حیات ٹوانہ اور کانگریس کی کولیشن حکومت کی صورت میں منظر عام پر آگئی اور ان دشمنانِ اسلام نے پنجاب کے مسلم اکثریتی صوبہ میں پاکستان کے مخالفین کا تسلط قائم کر دیا اور ابو الکلام آزاد نفیس نفیس اس کام کی تکمیل کے لئے لاہور میں عرصہ دراز مقیم رہے، تاکہ پاکستان کے حصول کے مقصد کو ضرب کاری لگائی جا سکے۔" ؎۱

آگے چل کر آپ لکھتے ہیں:۔

"تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور اس قسم کے دوسرے لوگ مثلاً ابوالکلام آزاد اور حسین احمد مدنی صدر جمعیت علماء ہند اپنے دور میں فن خطابت کے امام تھے، ہندو کانگریس نے ان کے فن خطابت ہی کی وجہ سے ان کو بھاری قیمت کے عوض خرید رکھا تھا، متحدہ ہندوستان میں جب کانگریس نے رابطہ عوام کی ہمہ گیر مہم شروع کی، تو سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام کے نام پر بے وقوف بنانے کے لئے انہیں حضرات کے فن خطابت کا استعمال کیا ہے۔" ؎۲

۱۹۳۵ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے نفاذ کے بعد مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد نے ایک نیا رُخ اختیار کیا، مسلم لیگ کی تنظیم نو کی گئی اور ۱۹۳۷ء کے انتخابات کے لئے تیاریاں شروع ہوگئیں۔ ان انتخابات کے نتیجہ میں قائم ہونے والی کانگرسی وزارتوں کے

؎۱ ایضاً، ۲۶ر اگست ۱۹۷۱ء، ص ۴

؎۲ ایضاً

مظالم کی بنا پر سنہ ۱۹۴۰ء میں علیحدہ وطن کا مطالبہ ———— مطالبہ پاکستان کیا گیا۔

قائداعظم نے تمام مسلمان جماعتوں سے مسلم لیگ کی حمایت کرنے کی درخواست کی۔ مذاکرات ہوئے، مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام کی وضاحت کی گئی۔ اسی دوران قائداعظم نے اکابر دیوبند سے بھی مسلم لیگ کی تائید کی اپیل کی۔ مگر جمعیت علماء ہند کے اکابر مسلم لیگ کی بجائے کانگریس کے حامی بن گئے۔ ان حالات کا تذکرہ "قائداعظم کے ۷۰ سال" میں اس طرح کیا گیا ہے۔

"ان اجلاسوں سے مولانا حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید نے بھی خطاب کیا اور انہوں نے کہا کہ دیوبند کا ادارہ اپنی تمام خدمات لیگ کے لئے پیش کر دے گا۔ بشرطیکہ پروپیگنڈہ کا خرچ لیگ برداشت کرے اس کام کے لئے پچاس ہزار روپے کی رقم بھی طلب کی گئی جو لیگ کی استعداد سے باہر تھی۔ اس لئے محمد علی جناح نے اس مطالبے کو مسترد کرتے ہوئے کہ نہ اتنا سرمایہ لیگ کے پاس فی الوقت موجود ہے اور نہ ہی اس کا مستقبل میں امکان ہے اس لئے صرف قومی جذبہ کے پیش نظر کام کیا جائے۔ مرزا ابوالحسن اصفہانی نے لکھا ہے کہ ان علماء کو اس سے مایوسی ہوئی اور وہ رفتہ رفتہ ہندو کانگریس کی طرف ڈھلتے گئے اور کانگریس پارٹی کے لئے

ؔ جناب مفتی محمد شفیع سابق مفتی دیوبند (م سنہ ۱۹۷۶ء) اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں۔

"۲۵ء کے آخر میں یہ نوبت آگئی کہ سیاست کا علم کانگریس کے ہاتھ میں تھا اور مسلمان اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ اب اس انداز کی سیاست دیوبند میں بھی در آئی تھی ... دیوبند میں کانگریسی مزاج پختہ ہوتا چلا گیا۔"

(ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور جولائی سنہ ۱۹۷۹ء ص ۲۸)

پرچار کرنے لگے جو ظاہر ہے کہ ان کے مالی تقاضے پوری کر سکتی تھی۔ ۱ے

مندرجہ بالا ناقابل تردید شواہد و حقائق کی روشنی میں یہ تاریخی حقیقت بالکل بے غبار ہو گئی کہ نظریۂ پاکستان پیش کرنے والوں میں سُنّی علماء و مشائخ سرِفہرست ہیں ــــ نظریہ کی وضاحت ــــ اور اسے عوام تک پہنچانے کے لئے ہر قسم کی کوششیں کیں۔ لاہور میں منظور ہونے والی قراردادِ پاکستان کی سُنّی علماء و مشائخ نے کھل کر تائید کی۔ سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت کو مسلم لیگ کے قریب لانے کے لئے ٹھوس مساعی کیں ــــ تحریکِ پاکستان کی جنگ میں اہلِ سُنّت نے دامے، درمے، قدمے، سخنے ــــ ہر طرح حصّہ لیا ــــ راہنمایانِ طریقت ــــ مشائخِ عظام اور پاسبانِ شریعت ــــ علمائے کرام نے پاکستان کی ضرورت پر شرعی فتاویٰ جاری کئے ــــ انہی اکابر کی اپیل پر ان کے مریدین، تلامذہ، متوسلین اور متعلقین نے انتخابات (۴۶-۱۹۴۵ء) کے موقعہ پر مسلم لیگ کے امیدواروں کو ووٹ دے کر کامیاب بنایا ــــ مالی امداد کی ــــ جانی قربانیاں پیش کیں ــــ غرضیکہ ــــ بے غرض ہو کر صرف "پاکستان" ــــ کے قیام کی خاطر وہ سب کچھ کیا، جو انسانی بس میں تھا ــــ بالآخر ان کی مخلصانہ دعاؤں اور بے لوث جد و جہد سے تحریکِ پاکستان کامیابی سے ہمکنار ہوئی ــــ کانگرسی عزائم خاک میں مل گئے۔ کانگرسی، احراری، اور جمعیت علمائے ہند کے اکابر کے علی الرغم ــــ دنیا بھر میں مسلمانوں کی سب سے بڑی مملکت ــــ پاکستان ایک زندہ حقیقت بن کر سامنے آ گئی۔

والحمد للہ رب العالمین

۱ے قائدِ اعظم کے ۷۲ سال: خواجہ رضی حیدر، ص ۳۰۴ ـ ۳۰۳

نوٹ:۔ تفصیلات کے لئے مطالعہ فرمائیں "قائدِ اعظم میری نظر میں" از ایم۔ اے۔ ایچ اصفہانی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

تحریک پاکستان کی تاریخ سے متعلق حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی مخالفت اور کانگریس کی ہمنوائی میں جمعیت العلمائے ہند، احرار، خاکسار اور نیشنلسٹ اکابر نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ جماعت اسلامی نے اگرچہ کانگریس کی مخالفت بھی کی، مگر وہ مسلم لیگ کی حمایت سے ــــــ انتہائی ضرورت کے وقت بھی ــــــ دست کش رہی۔

قیام پاکستان کے صرف تیس سال بعد ہی جبکہ تحریک پاکستان کے کارکن اور عینی شاہد ابھی بفضلہ زندہ اور موجود ہیں یہ مضحکہ خیز دعوے کئے جانے لگے ہیں کہ ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدواروں کی کامیابی بھی "جمعیت العلماء ہند" کی جدوجہد کی مرہون منت ہے۔ حال ہی میں شائع ہونے والی ایک کتاب "قائد اعظم اور مسلم پریس" سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حالیہ انتخاب (۱۹۳۷ء) کے سلسلہ میں مسلم لیگ کو جن صوبوں میں کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ مسٹر جناح اور مسلم لیگ کے نام پر نہیں بلکہ جمعیت العلماء ہند کے ان مجاہدین کی بدولت حاصل ہوئی ہے جو ملک کی خاطر اور استبدادی نظام کے خلاف مسلسل جہاد کرتے ہوئے قید و بند کی مصیبتیں جھیل چکے ہیں اور نازک سے نازک موقع پر انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو اغیار کی نظروں میں ذلیل ہونے سے بچایا ہے"[1]

اس عجیب منطق اور استدلال کا کیا کہنا ہے

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد

۴۶ ــــ ۱۹۴۵ء میں جبکہ مسلم لیگ کا مطالبۂ پاکستان مسلمانان ہند کے دلوں کی دھڑکن

---

[1] قائد اعظم اور مسلم پریس (جلد اوّل)، پروفیسر احمد سعید مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء، ص ۱۳۱

بن چکا تھا اور قیام پاکستان یقینی نظر آنے لگا تھا، جمعیت العلمائے ہند سے منسلک بعض موقع شناس مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے ـــــــ مسلم لیگ کے اکابر بھی اس بات کے حق میں تھے کہ انتخابات کے موقع پر علماء دیوبند میں سے ہی ایک گروہ ایسا تیار کیا جائے جو مسلم لیگ کے موقف کی حمایت کرے اور وہ جمعیت العلماء ہند کا توڑ ہو۔ اس مقصد کے لئے علامہ شبیر احمد عثمانی، مولوی طاہر عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی اور چند دیگر علماء کے ذریعے "جمعیت علماء اسلام" کی بنیاد رکھی گئی جس کا پہلا اجلاس اکتوبر ۱۹۴۵ء میں علامہ راغب احسن بنگالی کی دعوت پر ہوا۔ اس اجلاس میں علامہ عثمانی کو شرکت کی دعوت دی گئی، آپ بیماری کی وجہ سے اس میں شریک نہ ہو سکے، بلکہ اپنی طرف سے ایک پیغام ارسال کیا۔

جناب ظفر احمد انصاری جو قائد ملت کے پرسنل سیکرٹری رہے ہیں، نے اس حقیقت کا اعتراف یوں کیا ہے:

لہ ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء کو جب امرتسر میں جمعیت العلمائے ہند کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں دیگر علماء کے علاوہ علامہ شبیر احمد عثمانی بھی شریک ہوئے تھے۔ اس کے بعد جمعیت کے تقریباً ہر اجلاس میں آپ شریک ہوتے اور ملکی سیاسیات اور مجلس شوریٰ کی تجاویز میں حصہ لیتے رہے۔ یہ صورت حال ۱۹۴۵ء تک قائم رہی۔ پروفیسر محمد انوار الحسن شیر کوٹی لکھتے ہیں:۔

"......اس طرح علامہ عثمانی ۱۹۱۹ء سے لے کر ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلمائے ہند دہلی کے رکن رکین اور اس کی مجلس شوریٰ کے موثر ممبر رہے"۔

آگے چل کر آپ یوں لکھتے ہیں:

"علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے اور قومی تحریکات میں ہمیشہ آگے رہنے کی کوشش کی۔ تحریک خلافت سے لے کر ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء اور کانگریس کو آپ کے تعاون کا فخر حاصل رہا۔ بہت سی کمیٹیوں میں صدارت کے فرائض انجام دیئے"۔

(خطبات عثمانی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء، ص ۵۸ــ۵۹)

"اکتوبر ۱۹۴۵ء میں کلکتہ میں جمعیت علماء اسلام قائم ہوئی۔ اس سلسلہ میں کلکتہ کے احباب نے پیش قدمی کی اور ہندوستان کے تمام علاقوں کے ان علماء کو باعانت مرکزی مسلم لیگ مجتمع کرنے کی کوشش کی گئی، جو لیگ کے حامی تھے۔ ۲۶ - ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو محمد علی پارک کلکتہ میں علماء کی کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں ہندوستان کے مختلف صوبوں کے پانچ سو سے زیادہ علماء و مشائخ نے شرکت کی" سلہ

جمعیت العلماء اسلام کے قیام ـــــ اس کی تشکیل اور نصب العین کے سلسلہ میں چوہدری خلیق الزمان لکھتے ہیں:۔

"جمعیت جنوری ۱۹۴۶ء میں کلکتہ میں بنی جس کے صدر مولانا شبیر احمد عثمانی ہوئے۔ اس کے قیام کا سہرا ظفر احمد انصاری کے سر ہے جو کمیٹی آف الیکشن کے سیکرٹری تھے، وہ دو برس سے کوشش کر رہے تھے کہ جمعیت العلماء ہند کا کوئی جواب پیدا کیا جائے، تاکہ دیوبند اور مسلمانوں پر اس کا اثر کسی طرح کم ہو۔ اس سلسلہ میں ظفر احمد انصاری نے مولانا طاہر عثمانی سے بارہا گفتگو کی یہاں تک کہ بالآخر مولانا طاہر عثمانی کی امداد سے مولانا شبیر احمد عثمانی کو جمعیۃ العلماء اسلام کی صدارت کیلئے راضی کر لیا، اور نواب اسمٰعیل خان صاحب نے بھی اس اقدام کو بہت پسند کیا چنانچہ سید احمد اختر سیکرٹری مسلم لیگ میرٹھ نے جمعیۃ العلماء اسلام کا ایک اور جلسہ میرٹھ میں منعقد کیا جس میں میں (چوہدری خلیق الزمان) بھی اس کانفرنس میں شرکت کیلئے بلایا گیا مولانا شبیر احمد عثمانی سے میری پہلی ملاقات یہیں نواب اسمٰعیل خان صاحب کے گھر پر ہوئی۔" سلہ

سلہ چراغ راہ کراچی ـــــ نظریہ پاکستان نمبر، ص ۲۳۲ بعنوان "نظریہ پاکستان اور علماء"

سلہ شاہراہ پاکستان مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء، ص ۹۷۰

آل انڈیا سُنّی کانفرنس

پس منظر —— اور —— مقاصد

غیر منقسم ہندوستان میں ہماری غفلتوں سے اغیار نے فائدہ اٹھایا، ہمارے تفرق و تشتت سے ایک طرف زر کشی و شہرت پسندی کی ہوس بڑھی تو دوسری جانب توہّب اور ادعاءِ نبوت کی بدولت نیچریوں، چکڑالویوں اور منکرین حدیث وغیرہ نے سر اٹھایا، کفار و مشرکین ہند کی کوششیں تھیں کہ تمام اسلامیانِ ہند کو ہندو بنا لیا جائے یا انہیں ملک سے نکال باہر کیا جائے۔ انہوں نے ہر موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا چنانچہ ——

- شدھی کی شکل میں فتنۂ ارتداد کی تحریک
- سنگھٹن کی صورت میں فتنۂ ارتداد کی تنظیم اور توسیع
- ہندو مسلم اختلاف کے بہانے ذبیحہ گاؤ پر پابندی
- اذان کہنے پر فساد
- مساجد کا انہدام
- کتاب مقدس کی بارہا توہین
- خونِ مسلم کی ارزانی
- رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں

- سُوراج اور آزادی کے نام پر گاندھویت کا جادو
- تحریک خلافت میں گاندھی کی قائدانہ حیثیت
- ہندو کے اشارے سے ہجرت اور عدم تعاون ـــــ کی تباہ کاریاں۔
- عقائد اسلامیہ کو مسخ کرنے کے لئے وارد ھا سکیم اور ودیا مندر سکیم۔
- تعلیمی اداروں کی ناگفتہ بہ حالت اور اُن پر ہندوؤں کا تسلط
- کانگرس کی ذیلی جماعتوں کی اسلام دشمنی
- مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ ملا کر ان کا قومی و ملی تشخص ختم کرنا ـــــ وغیرہ

ایسے بے شمار واقعات اور حادثات تھے جنہوں نے اسلامی قلوب کو تڑپا دیا۔

اگرچہ سُنّی علماء و مشائخ کے مدارس، آستانے اور خانقاہیں اپنے اپنے مقام پر مرکز کی حیثیت رکھتے تھے جن سے کفر و الحاد اور رسوم بدعیہ کے انسداد اور عقائد حقہ کی حفاظت وصیانت اور اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام لیا جاتا رہا مگر کفر کی آندھیوں اور اتحاد کے نام پر الحاد کی منظم یورشوں کے پیش نظر ضروری ہو گیا تھا کہ تمام سُنّی علماء و مشائخ اپنی اپنی تدابیر کو یکجا کر کے منظم طریقہ سے ملّت اسلامیہ کی رہنمائی کا فریضہ سر انجام دیں۔ ـــــ باہمی کشاکش کے مریضوں، نفسانیت کے اسیروں اور دشمنوں کی چیرہ دستیوں کا شکار ہونے والوں کو بیداری بخشیں ـــــ اغیار کے ظلم و استبداد کے خلاف فریاد نہ کر سکنے والوں کو فریاد رسی کے منصب تک پہنچا دیں ـــــ حوادث و آفات کی گھنگھور اور بھیانک گھٹاؤں کی بجلیاں شرر بار کو معدوم کر دیں ـــــ غلامان مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خواب غفلت کی حیلہ گری کو اپنے اللہ اور رسول (جلاوعلی وصلی اللہ علیہ وسلم) کے فضل و کرم سے کافور کر دیں ـــــ کانگریسیوں، احراریوں، خاکساروں اور ہندو مسلم اتحاد کے داعیوں کے منصوبے خاک میں ملا دیں ـــــ اُن لوگوں کو جو گاندھی کے فسوں کا شکار ہو چکے تھے ـــــ سواد اعظم

کے رابطے کے ساتھ دوبارہ ملادیں ـــــــ اسلامیان ہند کے قلب حزیں کو صبر و سکون،
اتحاد و وداد، نظم و ارتباط اور دینی اعزاز عطا کریں ـــــــ ضرورت اس امر کی تھی
کہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود، شریعت کے مطابق ان کی مشکلات حل کرنے، دین کی طرف
سے بے پرواہی اور غفلت کو دور کرنے اور باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے ایک "مرکز" ہو
جو ہر معاملہ میں ان کی راہنمائی کرے، معاملات ملی ہوں یا سیاسی ـــــــ معاشرتی ہوں
یا انصاری ـــــــ انفرادی ہوں یا اجتماعی ـــــــ غرضیکہ ان اسباب کو اکٹھا کیا جائے
جس سے مسلمانوں کی ترقی مقصود ہو۔

قبل ازیں اتحاد و اتفاق بین المسلمین کے مقدس مقصد کے لئے جتنی کوششیں
ہو چکی تھیں، سب ناکام ہو گئیں، شاید ہر بار ایک ہی نوعیت کی غلطی کو دہرایا جا رہا تھا
کہ اتحاد کے ہر محرک نے مسلمانوں کے تمام فرقوں کو ملا کر ان میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی،
مگر غور کرنے پر معلوم ہوا کہ اگر ان میں اتحاد پیدا ہو سکتا تو یہ جدا ہی کیوں ہوتے۔ تو ائے مخالفہ
کو ایک جگہ جمع کرنے سے اتحاد کی بجائے فساد کا منظر سامنے آتا ہے ـــــــ اور
پھر ہر فرقہ کی ایک الگ فکری حیثیت ہے جس کی وجہ سے کسی دوسرے فرقہ کے کسی
فرد کا اس میں شامل ہونا ناممکن ہوتا ہے، وہ اپنی اپنی کانفرنسیں الگ الگ منعقد کرتے ہیں۔
اس میں کسی دوسرے کی جھلک دیکھنے کے بھی روادار نہیں ہوتے، شیعہ اپنی کانفرنسوں
میں سنی کو دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے، اہل حدیث و غیر مقلد تبلیغی اجلاس منعقد کرتے ہیں۔
اس کے ارباب اقتدار و مجاز اور مقررین صرف اہل حدیث ہی ہوتے ہیں اور ان کی تنظیموں
میں کسی دوسرے کی شمولیت ناممکن ہے۔

مذکورہ بالا واقعات و حادثات ـــــــ ضروریات اور مشکلات کو مدنظر رکھتے

ہوئے سُنی علماء و مشائخ نے سوادِ اعظم اہلِ سُنت و جماعت کے اکابر اور عمائدین کو خالص اپنے اجتماع کے لئے دعوت دی، چنانچہ برصغیر بھر میں اہلِ سنت و جماعت کا عدیم النظیر اجتماع ——— سنیوں کا واحد نمائندہ اجلاس اور خالص ایوانِ سنیت کا اقتدار

"الجمعیۃ العالیۃ المرکزیۃ"
یعنی "آل انڈیا سُنی کانفرنس"

کے نام سے موسوم ہوا۔ سُنیوں کی اس ملک گیر تنظیم کا پہلا اجلاس مرادآباد میں

۲۰ر شعبان تا ۲۳ر شعبان ۱۳۴۳ھ

بمطابق ۱۶ر مارچ تا ۱۹ر مارچ ۱۹۲۵ء

منعقد ہوا۔ سنیوں کی اس مرکزی ——— قومی جماعت کی تشکیل میں علماء و مشائخ کی دردمندانہ کوششیں بالعموم اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کی مساعی جمیلہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس، مرادآباد کے پہلے چار روزہ اجلاس میں تین سو علمائے کرام، مفتیانِ عظام اور مشائخ ذوی الاحترام نے شرکت فرمائی، ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

عارفِ ربانی مولانا سید احمد اشرفی کچھوچھوی (م ۱۳۴۳ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

مناظر اسلام مولانا سید غلام قطب الدین برہمچاری اشرفی (م ۱۳۵۰ھ)

مجاہد اسلام مولانا سید محمد سلیمان اشرف، بہاری (م ۱۳۵۲ھ) پروفیسر علی گڑھ وخلیفہ امام رضا بریلوی۔

شیخ المشائخ مولانا سید محمد علی حسین اشرفی (م ۱۳۵۵ھ) زیبِ آستانہ کچھوچھہ شریف

مجاہد ملت مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی (م ۱۳۵۵ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان قادری (م ۱۳۶۲ھ) ابن وخلیفہ امام احمد رضا بریلوی

شیخ الفقہاء مولانا عبد المجید آنولوی (م ۱۳۶۲ھ)

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

امیر ملت مولانا سید جماعت علی محدث علی پوری (م ۱۳۷۰ھ)

زبدۃ الفقہا مولانا عبد الحفیظ حقانی آنولوی (م ۱۳۷۷ھ)

رئیس المحدثین مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی (م ۱۳۸۱ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

حضرت مولانا محمد یعقوب خاں بلاسپوری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

حضرت مولانا محمد حسین اجمیری

حضرت مولانا سید فاضل کچھوچھوی

حضرت مولانا معوان حسین رامپوری

حضرت مولانا محمد یٰسین عباسی چڑیاکوٹی [1]

سواد اعظم کی عظیم مذہبی و قومی تنظیم، ان کی دینی و دنیوی بہبودی کا مرکز، فرائض تبلیغ کی ادائیگی کا مقدس اجتماع اور سنیوں کی منتشر قوتوں کی جامع تحریک ——— "آل انڈیا سنی کانفرنس" کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا حال لکھتے ہوئے رئیس المحدثین سید محمد اشرفی کچھوچھوی رقمطراز ہیں:۔

"یہ کانفرنس کس طرح شروع ہو کر ختم ہوئی۔ اس کے متعلق بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مجموعی حیثیت سے ہندوستان میں قومی قوت سے اس درجہ شاندار جلسہ کی مثال نہیں مل سکتی۔ وہ حضرات جن کے سامنے ہندوستان کا مشرق و مغرب ہے اور جنہوں نے ایسے ایسے جلسے

---

[1] ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شوال ۱۳۴۳ھ / مئی ۱۹۲۵ء ص ۱۳ ـ ۲۰

دیکھنے میں جن کا تذکرہ بھی ہم لوگوں کو عجیب معلوم ہوتا ہے اون کا بیان ہے کہ اس قدر منظم و باقاعدہ و پر شوکت جلسہ کبھی نظر سے نہیں گذرا اور نہ شرکت سے پہلے گمان تھا کہ کانفرنس کا افتتاح اس شان و شوکت سے ہوگا۔

"جمعیت اشرفیہ"، "انجمن اظہار الاسلام" اور "جماعت رضائے مصطفیٰ" کے رضاکاروں اور مجلس استقبالیہ کے اراکین کا نظم و ضبط اور انتظام و انصرام کا سلیقہ نہایت قابلِ تعریف تھا۔ رضاکار، جن کی تعداد کئی سو تھی، باقاعدہ وردی میں ملبوس تھے، جن میں تاریخ التحصیل علماء، درجہ تکمیل کے طلبا اور رؤسا شہر کے نونہال فرزند شامل تھے ان کا رویہ نہایت صبر و سکون کا آئینہ دار تھا۔ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کا خیمہ عجیب شوکت رکھتا تھا۔ اس کا علم پھریرا مسلمانوں کو تبلیغ کی دعوت دے رہا تھا۔ بعض حضرات اس نظام کو دیکھ کر بے ساختہ کہہ اٹھتے تھے:

"اس ملکوتی نظام کو کیا کہا جا سکتا ہے؟" سلہ

برصغیر کے تمام علاقوں ——— سندھ سے لے کر بنگال تک تمام مرکزی، علمی مقامات اور استانہ ہائے عالیہ کے مقتدر علماء اور مشائخ اس کانفرنس میں تشریف لائے، بالخصوص بریلی، دہلی، رامپور، مرادآباد اور کچھوچھہ کے علماء کی شرکت نے کانفرنس کو مؤثر کر دیا، قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی خیموں سے ذکر و فکر، ذوق و سرور سے کیف آور صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ بعض ضیکہ یہ منظر بجائے خود دیدنی تھا اور کانفرنس کے اندر اہل سنت و جماعت کی شوکت کا پتہ دے رہا تھا۔

انجمن حزب الاحناف لاہور کی جانب سے شائع شدہ رسالہ ضیاء القنادیل

سلہ ایضاً، ص ۱۵ ـــــ ۱۶

مطبوعہ ۱۹۲۵ء کے آخری ورق پر آل انڈیا سُنّی کانفرنس مراد آباد کے انعقاد پذیر جلسہ کا جو اشتہار شائع ہوا اس کا عکس آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں، جس سے کانفرنس کے مبارک اجتماع اور اس کے اغراض و مقاصد واضح طور پر معلوم کیے جا سکتے ہیں:

آل انڈیا سُنی کانفرنس

منجانب

انجمن اہل سنت وجماعت مراد آباد

سُنی تبلیغی کانفرنس کے شاندار اجلاس

تمام ہندوستان کے مشہور افاضل نامور علما اکابر مشائخ ممتاز سجادہ نشین.. معزز رؤسا منتخب اہل زبان اور تبلیغی وفود کا مبارک اجتماع مسلمانوں کے اہم ترین مقاصد تبلیغ تعلیم معاشرت ادائے قرض باہمی تعلقات اور دوسرے امور میں مسلمانوں کی رہنمائی اور ضروری اصلاحات و تنظیم اہلسنت کے لئے بتاریخ ۲۰ تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کیا جائیگا۔ امید کہ حامیان اسلام اس اہم اور ضروری کانفرنس کی شرکت مسلمانوں کے روز افزوں تنزل و انحطاط کو دور کرنے کے لئے ضروری خیال فرمائیں گے۔

المعلن قاضی مولوی محمد اعظم حسین رئیس اعظم و صدر انجمن اہلسنت و جماعت و حضرت مولانا

نجدی وہابی ابن سعود کے وظیفہ خوار یا مدح خواں اخبارات نے کچھ دنوں سے اپنے مربی ممدوح کو غازی لکھنا ترک کر دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ شروع سے ہم لکھ رہے ہیں احباب معزز اخبارات وکیل امرتسر وغیرہ میں غیر مسلم حکومت سے ابن سعود کے خفیہ معاہدہ کا راز فاش ہونے پر مسلم پبلک سے وہ شرما گئے ہیں۔ اجی جناب شریف حسین تو غدار تھا ہی کہو اب جناب غازی ممدوح کا کیا نام رکھو گے جس نے خفیہ معاہدہ کے ذریعہ اپنی ذریات کو بھی غیروں کے ہاتھ رہن کر دیا۔

اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل امیر ملت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری کی تحریک اور تمام حاضرین کی تائید پر شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی کو کانفرنس کی صدارت کے لئے منتخب کیا گیا۔ صدارتی خطبہ آپ نے اسی مجلس میں خود لکھا اور اس کو حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی نے پڑھا۔ یہ خطبہ بعد میں ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شوال المکرم ۱۳۴۳ھ مئی ۱۹۲۵ء میں "الخطبۃ الاشرفیۃ" کے نام سے شائع ہوا۔ کتاب ہذا میں اسی خطبہ کا عکس شامل کیا جا رہا ہے۔ اختصار کے باوجود خطبہ اپنی مثال آپ تھا، جس میں پیش آمدہ حالات و واقعات کو پیش کر کے اتحاد و اتفاق بین المسلمین کی ضرورت کو واضح کیا گیا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے اسی اجلاس میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا استقبالی خطبہ پیش فرمایا، جو دو مجلسوں میں پڑھا گیا۔ یہ خطبہ اس قدر جامع تھا کہ اس میں

(ا) ہندوستانی سیاسیات

(ب) اغیار کی پالیسیاں

(ج) تدابیر و نافع

(د) نظام عمل

(ہ) اقتصادی اور معاشرتی ترقی کی تدابیر

(و) ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت اور دو قومی نظریہ کی وضاحت

(ز) اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد عالیہ وغیرہ

تمام شعبے شرعی نقطہ نظر سے واضح کئے گئے۔

یہ عظیم الشان کانفرنس چار دن تک جاری رہی، ہر روز دو نشستیں ہوتیں، علماء و مشائخ اپنے اپنے مواعظ حسنہ سے حاضرین کو مالا مال کرتے۔ امیر ملت پیر جماعت علی محدث علی پوری کا فی البدیہہ خطبہ سادگی اور صاف گوئی میں ہمیشہ مثال رہے گا۔

اتفاق اور اختلاف کی وجوہات بیان فرمائیں۔

اس کانفرنس میں مختلف تجاویز منظور ہوئیں جن کا تعلق عہدیداروں، مرکزی کمیٹی اور نظام عمل وغیرہ سے تھا۔ قراردادوں کے پیش کرنے کی سعادت مولانا احمد مختار میرٹھی کے حصہ میں آئی۔ آئندہ سال کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر، حضرت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری مقرر ہوئے اور ناظم اعلیٰ حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اور نائب۔ ناظم مولانا محمد شفیع عباسی منتخب کئے گئے۔ شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی کچھوچھوی اور مولانا سید محمد اشرف اشرفی سرپرست قرار پائے۔

قراردادوں میں رج بل کی مخالفت، امیر امان اللہ خان امیر افغانستان کے قتل مرتدین کی حمایت، مرزائیوں اور مرتدین کے ساتھ افغانستان کے سلوک کے بارے میں لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو مداخلت نہ کرنے، ابن سعود نجدی کے غاصبانہ قبضۂ حجاز ظالمانہ حرکات اور مرزائیوں کی حمایت میں کانگریس کے اشتعال انگیز کلمات پر نفرت کا اظہار کیا گیا۔ [۱]

عہدیداروں کا انتخاب ایک سال کے لئے ہوا۔ ۱۹۲۷ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی منتخب ہوئے۔ [۲]

سنی کانفرنس کا رکن ہر راسخ العقیدہ سنی بن سکتا تھا اور سنی کی تعریف رکنیت کے فارم پر درج کر دی گئی، تعریف یہ تھی:

"سنی وہ ہے جو ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق ہو سکتا ہو یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین خلفاء اسلام اور مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماء دین سے

---

[۱] ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ مئی ۱۹۲۵ء / شوال المکرم ۱۳۴۳ھ

[۲] ماہنامہ السواد الاعظم مرادآباد ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ / جولائی ۱۹۲۷ء، ص ۱۲

شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی حضرت ملک العلماء بحر العلوم صاحب فرنگی محل حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی، حضرت فضل رسول صاحب بدایونی حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین صاحب رامپوری، اعلیٰحضرت مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہم المولیٰ تعالیٰ کے مسلک پر ہو۔[1]

الجمعیۃ العالیۃ الاسلامیہ ــــــ آل انڈیا سنی کانفرنس کے ان مقاصد کا خلاصہ جو اس کانفرنس کے قیام کا مقصد بنے، یہ ہے:

۱۔ برصغیر کے سنی مسلمانوں کی کثیر تعداد کے انتشار کو دور کر کے ان کو منظم کرنا۔

۲۔ انفرادی طور پر مذہبی اور تبلیغی کام کرنے والوں میں ربط پیدا کر کے متحدہ قوت بنانا

۳۔ برصغیر کے تمام شہروں، قصبات اور دیہات میں اسلامی انجمنیں بنانا اور موجودہ انجمنوں کو جمعیت عالیہ کے ساتھ مربوط کرنا۔

---

[1] ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۲۱ اگست ۱۹۲۵ء ص ۹

نوٹ: سنی کی تعریف اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ ــــ سنی کانفرنس مراد آباد منعقدہ ۱۹ ـــ ۱۰ شعبان المعظم، ۲۳-۲۴ اکتوبر ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء کے اجلاس میں ان الفاظ میں قرار پائی۔

"سنی سے مراد وہ حقیقی مسلمان اور قدیم طریقے کا مسلمان ہے جس طریقے پر تمام فقہاء اور اکابر اولیاء حضور غوث اعظم و حضرت داتا علی ہجویری گنج بخش و حضور خواجہ غریب نواز و حضرت بہاؤ الدین نقشبند و حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سلاطین اسلام میں سے حضرت سلطان محمود غازی و سلطان اورنگ زیب غازی و امثالہما اور قریب زمانے فرنگی محل کے مشاہیر علماء میں سے حضرت ملک العلماء مولانا بحر العلوم اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت فضل رسول بدایونی و حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی و اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم قائم رہے۔"

(قلمی یادداشت؛ حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری مدظلہ العالی)

۴۔ تبلیغی کام کو منظم اور وسیع کرنا۔

۵۔ تبلیغی تربیت کے لئے خاص مدارس کا اجراء

۶۔ مذہبی تعلیم سے ہر مسلمان کو باخبر کرنا۔

۷۔ انگریزی خواں طلباء کے لئے مذہبی تعلیم کا خاص اہتمام کرنا۔

۸۔ مزدوروں اور پیشہ ور افراد کے لئے شبینہ مدارس جاری کرنا۔

۹۔ مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا ان کی معاشرت کی اصلاح کرکے مسلمانوں سے ہی اشیاء خریدنے کی رغبت دلانا۔

۱۰۔ مسلمانوں سے قرض کی عادت چھڑانا اور غیر اقوام سے قرض لینے سے بچاؤ کی تدابیر کرنا

۱۱۔ مقروض مسلمانوں کے لئے محدود مدت میں قرض اتارنے کے طریقے۔

۱۲۔ بیکار مسلمانوں کے لئے ذرائع معاش تجویز کرنا اور انہیں کام مہیا کرنا وغیرہ [1]

علامہ عبد المصطفیٰ ازہری نے تقسیم ہند سے قبل ایک مضمون بعنوان "علمائے اہلسنت اور سیاست ہند کے تین دور" میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے پس منظر کو بیان کرتے ہوئے علمائے اہل سنت کی سیاسی بصیرت اور ان کے عملی اقدام کو تاریخی طور پر ثابت کیا، اس مضمون کو مندرجہ ذیل تین ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا:۔

(ا) ۱۸۵۷ء

(ب) تحریک خلافت اور

(ج) مطالبہ پاکستان

ایک اقتباس آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

---

[1] ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد، ذی قعدہ ۱۳۴۵ھ / مئی ۱۹۲۷ء

"تحریک خلافت کے بعد جبکہ مسلمان نہ صرف منتشر و غیر منظم تھے بلکہ انتہائی غفلت و جمود کا عفریت ان پر مسلط ہو چکا تھا ادھر ملک کے سیاسی حالات میں تیزی کے ساتھ انقلاب آ رہا تھا، بین الاقوامی آویزش و تجارتی مصالح کی بناء پر ہندو مہاجنوں اور انگریز ساہوکاروں میں حکومت کا سودا ہو رہا تھا شدید خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ مسلمان اس برِ کوچک کی بساط سیاست پر کہیں ہمیشہ کے لئے مات نہ کھا جائے جس پر ہزار سال تک نہایت جاہ و جلال عدل و انصاف کے ساتھ اس نے حکمرانی کی ہے۔ ہندو کانگریس اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی حق تلفی کے درپے تھی، اور اپنی اکثریت و دولت کے بل پر اسلامی تہذیب بلکہ مسلمانوں کے ملی وجود کو یکسر نیست و نابود کر دینے کا تہیہ کر چکی تھی، ادھر علماء دیوبند جمعیۃ العلماء ہند دہلی برلا و ڈالمیا کی تجوریوں کا شکار بن چکی تھی اور اپنی دسیسہ کاریوں کی بدولت عین میدان جنگ میں مسلم افواج کے اندر انتشار و رخنہ اندازی کرنے میں پانچویں کالم کا کام کر رہی تھی۔ بیچاری مسلم لیگ علماء اہل سنت کے محبوب نصب العین پاکستان کو لے کر بے یار و مددگار تھی مسلمان راہ حق کی تلاش میں حیران و سرگرداں تھا اُسے صحیح راہ عمل نہیں ملتی تھی، وہ ہر سراب کو چشمۂ آب حیوان اور ہر چلید ادکو گوہر تاباں سمجھ کر لپکتا تھا مگر ہر قدم پر مایوسی اسے اپنا منحوس چہرہ دکھاتی تھی، قریب تھا کہ جید طبقا کے عملی میدان میں فوج مسلم کے پاؤں اکھڑ جانے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کمر ہمت ٹوٹ جاتی کہ نصرت الٰہی نے فوج مسلم کی دستگیری کی اور عین وقت علماء اہل سنت جمہوریت اسلامیہ نے پاکستان کا مطالبہ فرما کر مسلمانان ہند کی ایسی صحیح رہنمائی و بر محل رہبری فرمائی کہ سیاسیات ہند کا نقشہ ہی بدل گیا اور ہندو کانگریس کی بے پناہ زرپاشیوں اور غداران ملک و ملت کی انتہائی غداریوں کے علی الرغم پاکستان کے

مطالبہ کو عالم سیاست کے میدان میں ایسی شاندار کامیابی نصیب ہوئی جو تاریخ سیاست میں بے مثال ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ نہ صرف دنیائے ہندوستان بلکہ بیرون ملک بھی جو زبردست اثر در سوخ اسلامی سیاست و مطالبہ پاکستان کو حاصل ہے انہیں علماء و مشائخ اہل سنت کی مساعی جمیلہ کا مرہون منت ہے جن کا دوسرا نام جمہوریت اسلامیہ سنی کانفرنس ہے۔[۱]

غلام آباد ہندوستان میں سنی علماء کی یہ عظیم جماعت اس وقت بھی مؤثر کردار ادا کر رہی تھی جبکہ بساط سیاست پر مسلم لیگ ابھی تک اپنی نمائندہ حیثیت منوا نہ سکی تھی۔ یہ سنی کانفرنس کی ہی معاونت تھی کہ مسلم لیگ کو عوامی رائے کی قوت حاصل ہو گئی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے یوم تاسیس ہی سے ملک کے کونے کونے میں اس کے اجلاس منعقد ہونے لگے۔ شہر شہر، قریہ قریہ تنظیمیں بنیں۔ مقامی، ضلعی، صوبائی اور مرکزی سطح پر اس کے اجلاس[۲] منعقد ہوتے رہے۔

سنی کانفرنس کے اجلاس مختلف پلیٹ فارموں پر منعقد ہوتے رہے، جو اس کے وسیع اغراض و مقاصد پر شاہد ہے۔ جن پلیٹ فارموں سے آل انڈیا سنی کانفرنس کی آواز بلند ہوئی، ان میں سے چند یہ ہیں:

---

[۱] اخبار دبدبۂ سکندری رامپور مطبوعہ ۱ جون ۱۹۴۶ء

[۲] پریس پر کانگریس کا قبضہ ہونے کی وجہ سے ان اجلاسوں کی کاروائی اخبارات میں بہت کم شائع ہوتی۔ اس قلت کے باوجود اس وقت تک ایک سو پچیس سے زائد سنی کانفرنسوں کی کارروائی دستیاب ہو چکی ہے جو ان شاء اللہ "تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس" میں درج ہوگی۔ (مرتب)

۱۔ سنی کانفرنس کی تشکیل نو کا اجلاس

۲۔ سنی کانفرنس کا سالانہ اجلاس

۳۔ سنی کانفرنس کا غیر معمولی خصوصی اجلاس

۴۔ اہل سنت وجماعت کے مدارس کے سالانہ اجلاس

۵۔ مدارس اہل سنت کے جلسہ ہائے تقسیم اسناد و دستار فضیلت

۶۔ محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۷۔ گیارہویں شریف کی محفلیں

۸۔ بزرگان دین کے اعراس مبارکہ

۹۔ مسلم لیگ کے اجلاس

۱۰۔ مختلف مذہبی اور اصلاحی انجمنوں کے اجلاس

۱۱۔ سنی کانفرنس کے اکابر کے تنظیمی و اصلاحی دورے وغیرہ۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے طریق کار سے راہنمایان سنی کانفرنس کے مسلک کی نشاندہی آسان ہے، اس کے باوجود "سنی" کی تعریف فارم رکنیت پر درج ہوتی۔ سنی کی تعریف مختلف موقعوں پر اکابر کی تائید سے مؤید ہوتی رہی۔

"سنی" کی تعریف اور اس کی بارہا وضاحت اس لئے ضروری سمجھی گئی کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے شاندار کارناموں کو دیکھ کر بعض علمائے دیوبند نے اہل سنت کے عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے "سنی" کا لفظ استعمال کرتے ہوئے "سنی بورڈ" قائم کر دیا جس کا مقصد سواد اعظم اہل سنت کے راسخ العقیدہ عوام کو مسلم لیگ کی حمایت سے باز رکھنا تھا۔ جناب محمد عبدالغفور صاحب ناظم سنی کانفرنس بنارس مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "آج کل ہندوستان کے ہر ہر گوشہ میں سنی کانفرنس کا شہرہ ہو رہا ہے اور ملک کے ہر ہر قطعہ اور حصہ سے بنارس میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس

کی شرکت کے لئے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ یو پی سنی بورڈ کے نام سے لکھنؤ میں
کوئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ جو الیکشن کے معاملہ میں مسلم لیگ کی مخالفت
کر رہی ہے اس خیال سے کہ لفظ سنی سے مسلمانوں کو دھوکہ و مغالطہ نہ ہو ہم
یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اس سنی بورڈ سے
کوئی علاقہ نہیں ہے اور سنی کانفرنس سنی بورڈ اور اس کے اس طریقہ عمل کو
نہایت مذموم اور مسلمانوں کے لئے مضرت رساں سمجھتی ہے حقیقت
میں یہ وہابی جماعتیں ہیں جن میں سے کوئی کھل کر کانگریسی بنتا ہے جیسے کہ دیوبندی
صاحبان اور کوئی جمعیۃ العلماء کے لباس میں نمودار ہوتا ہے اور کسی نے سنی
بورڈ کا عنوان اختیار کیا ہے مسلمان ان سب سے ہوشیار رہیں اور ان کے
پروپیگنڈے میں نہ آئیں۔" [1]

لفظ "سنی" کی جاذبیت کے پیش نظر اس کا استعمال تقریباً ہر دور میں ہوتا رہا۔ مخالفین نے اس لفظ کو اپنے مخصوص عزائم کے لئے استعمال کیا ہے اور بعض اوقات اپنے جلسے "سنی کانفرنس" کے نام سے کرتے ہیں۔

سنی علماء نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اور انفرادی و اجتماعی طور پر تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چونکہ آل انڈیا سنی کانفرنس قیام پاکستان کو اپنی منزل اور دینی فریضہ سمجھتی تھی اس لئے اس کے عہدے دار و کارکنان مسلم لیگ کے لئے انتھک کام کرتے چنانچہ ایسی مثالیں بہت ملتی ہیں کہ سنی کانفرنس کے اراکین کے پاس مسلم لیگ کے قابل ذکر عہدے بھی تھے۔

---

[1] دبدبۂ سکندری رامپور ۲۴ ر اکتوبر ۱۹۴۵ء بحوالہ الفقیہ امرت سر ۲۱ تا ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء

مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے درمیان تعاون و یک جہتی قیام پاکستان اور مسلمانان ہند کے بدخواہوں کے مقابل کوہ گراں ثابت ہوئی ــــــ ان دونوں جماعتوں کی حیثیت عملاً یک جان و دو قالب کی سی ہو گئی تھی چنانچہ اکثر ان کے مشترکہ اجلاس منعقد ہوتے، جس کا کچھ اندازہ اخبار دبدبہ سکندری کے بعض عکس جو آئندہ صفحات پر دیئے جا رہے ہیں، سے ہوتا ہے۔

سنی کانفرنس کا نگریس کو کھلا چیلنج!

[illegible]

ریزولیوشن [illegible]

ضلع سنی کانفرنس بدایوں کی اہم تجاویز

اسلامی حکومت کے قیام اور انتخابات میں مسلم لیگ کی حمایت

از حضرت محترم جناب مولانا محمد یعقوب حسین ضیا القادری ناظم نشر و اشاعت ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس بدایوں

(۱) یہ اجلاس اس امر پر اپنی دلی مسرت کا اظہار کرتا ہے کہ حضرات مشائخین و علمائے اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام یعنی پاکستان اور مسئلہ انتخاب میں مسلم لیگ کی پرجوش حمایت فرما رہے ہیں اور مشرکین و نصاریٰ کے بالمقابل اسلامی احکام کا نشر و ابلاغ فرمانے میں اپنا فریضہ دعوت و حق انجام دے رہے ہیں یہ اجلاس یقین کرتا ہے کہ آئندہ انتخابات میں بھی سابقہ انتخابات کی طرح پورے انہماک کے ساتھ کامیاب مقابلہ کریں گے۔

۲۔ یہ جلسہ صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی ناظم عمومی آل انڈیا سنی کانفرنس و حضرت مولانا شاہ سید محمد اشرف صاحب محدث کچھوچھوی مدظلہ کی

(خلافت ۱۶ جنوری ۱۹۴۶ء)

موصولات

ضلع سنی کانفرنس کا روح پرور اجتماع

[illegible]

نقل سپاس نامہ

حضرت محترم! [illegible]

اے طیبہ سنت [illegible]

والا جاہ [illegible]

والا مرتبت [illegible]

جواب سپاس نامہ [illegible]

تجاویز سنی کانفرنس ضلع مین پوری

[illegible]

حضرت علامہ شاہ محمد عارف اللہ قادری (رکن مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان)

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی (صدر جمعیت علمائے پاکستان)

ضلع جالون میں سنی کانفرنس اور مسلم لیگ کا بول بالا

[illegible]

قصبہ کلپا ڑہ ضلع ہمیر پور میں سنی کانفرنس کی تشکیل

[illegible]

قصبہ سواڑی ضلع ہمیر پور میں سنی کانفرنس کا جلسہ

[illegible]

قصبہ پھپھوند ضلع اٹاوہ میں سنی کانفرنس کا قیام

(از جناب حکیم بدرالعباد صاحب ناظم سنی کانفرنس پھپھوند ضلع اٹاوہ)

جناب ایڈیٹر صاحب دبدبۂ سکندری رامپور - ۱۰ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ کو قصبہ پھپھوند ضلع اٹاوہ میں سنی کانفرنس قائم کی گئی ہے [illegible] عہدہ داران حسب ذیل منتخب کئے گئے - صدر مولوی سید انوار حسین صاحب نائب صدر عثمان احمد خاں صاحب خزانچی، ناظم حکیم بدرالعباد نائب ناظم سیٹھ عبداللطیف صاحب خزانچی مولوی امیر حسین صاحب - (ارکان) مجلس منتظمہ جناب [illegible] جناب ڈاکٹر اشفاق حسین [illegible] - جناب صفیر خاں صاحب جناب [illegible] صاحب - جناب حسن خاں صاحب۔

سنی کانفرنس پھپھوند ضلع اٹاوہ کی مساعی جمیلہ

(از جناب [illegible] صاحب سکریٹری پروپیگنڈہ کمیٹی مسلم لیگ)

پورے ضلع اٹاوہ میں مسلمانوں کی بہت کم آبادی ہے اور زیادہ تر غریب ہیں نہ کوئی بڑا زمیندار ہے اور نہ رئیس اس لئے کانگریس نے مسلم لیگ کے متعلق [illegible] امیدوار کھڑا کیا ہے جس کے لئے دو مہینہ سے شب و روز دورہ [illegible] رہا ہے [illegible] وقت قریب آ گیا ہے [illegible] پروپیگنڈہ [illegible] مسلم لیگ کا پروپیگنڈہ [illegible] سنی کانفرنس پھپھوند نے [illegible] صاحب [illegible] جنوری [illegible] جنوری کو [illegible] ضلع کا گشت کر رہے ہیں

[illegible]

موصولات

کلکتہ سنی کانفرنس کا عظیم الشان اجلاس

[illegible]

کچھوچھہ شریف کا شاندار جلوس و اجلاس

[illegible]

اکابر اہل سنت نے اس امر کو شدت سے محسوس کیا کہ باوجودیکہ مسلم لیگ مسلمانوں کی ــــــ نمائندہ سیاسی جماعت ہے اور اس کا نصب العین قیام پاکستان ہے۔ لیکن مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی، سیاسی، معاشرتی، تجارتی اور تمدنی رہنمائی کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس کو فعال بنایا جائے تاکہ مسلم لیگ کی حمایت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے دیگر شعبہ ہائے زندگی میں فعال نمائندگی اور رہبری کی جائے، اور جہاں کوئی مسلمان احکام شرعیہ کے خلاف قدم اٹھائے اس کی اصلاح کی جائے۔ چنانچہ طے پایا کہ برصغیر میں شہر شہر اور قریہ قریہ آل انڈیا سنی کانفرنس کی شاخیں قائم کی جائیں، ہر سطح پر اس کی تنظیم ہو، اس کے مقاصد عامۃ المسلمین تک پہنچائے جائیں۔ ملک بھر میں موجود مذہبی، تعلیمی اور معاشرتی اصلاح کی تنظیموں میں رابطہ پیدا کیا جائے۔ اور جب

۱۔ سنی تعلیم	۲۔ سنی تنظیم
۳۔ سنی اعتقاد اور	۴۔ سنی اتحاد

کی کارروائی مکمل ہو جائے تو مرکزی سطح پر آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس منعقد کیا جائے جس میں ملک کے ہر حصہ کی نمائندگی کے لئے ملک بھر میں پھیلی ہوئی سنی کانفرنسوں کے نمائندوں کو شرکت کی دعوت دی جائے تاکہ حکومت اور عوام کو ــــــ سنی تنظیم کی شوکت اور ہمہ گیری معلوم ہو جائے۔ اور سواد اعظم اہل سنت کی جماعتی آواز مؤثر ثابت ہو سکے۔ مئی ۱۹۴۵ء میں طے پایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس مرکزی سطح پر اگلے سال منعقد کیا جائے۔ اس سلسلہ میں مرکزی اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے ۱۹۴۵ء ہی میں تیاریاں شروع ہو گئیں۔ ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے علماء و مشائخ سے رابطہ کے لئے عمائدین اہل سنت نے ملک گیر دورے شروع کر دیئے تاکہ سنی کانفرنس کی موجودہ تنظیموں کو فعال بنایا جائے اور ملک کے باقی حصوں میں سنی کانفرنس کی شاخیں قائم کی جائیں۔ ایک سال کے قلیل عرصہ میں صوبائی، ضلعی اور مقامی تنظیموں کے متعدد اجلاس منعقد ہوئے۔

مولانا سید محمود احمد رضوی (سابق نائب ناظم سُنّی کانفرنس، لاہور بابت ۱۹۴۶ء) میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سُنّی کانفرنس کی اطلاع اس طرح دیتے ہیں:

"سالِ آئندہ کے لئے اہلِ بنارس نے آل انڈیا سنی کانفرنس کو مدعو کیا ہے۔ کوشش کی جارہی ہے کہ ہر ہر صوبہ میں آل انڈیا اجلاس سے قبل ضلع وار صوبائی کانفرنس منعقد کی جائے۔ تاکہ ہر ہر صوبہ سے معتمد نمائندے آل انڈیا کانفرنس میں شریک ہوسکیں، اور جہاں تک ممکن ہوسکے علماء و مشائخ کی بڑی تعداد آل انڈیا سُنّی کانفرنس میں بھیجنے کا اہتمام کیا جاوے۔ ایسے رؤساء و عمائد جو سُنّی کانفرنس کے مقصد کے ساتھ متفق ہوں، اور جذبہ و شوق رکھتے ہوں، ان کی شرکت بھی کانفرنس کی کامیابی کے لئے نعمت سمجھی جائے گی۔" [۱]

زعماء اہلِ سنت کے تنظیمی دورے نہایت کامیاب ہوئے، ہر جگہ ان کے شاندار استقبال ہوئے۔ ان کے مشن کو خوش آمدید کہا گیا۔ اور ان کی آواز اس قدر موثر ہوئی کہ تھوڑے ہی دنوں میں ملک کے گوشہ گوشہ میں سُنّی کانفرنس کی شاخیں قائم ہوگئیں، بے شمار لوگ اس کے رکن بن گئے، جن میں مسلم لیگ کے بعض عہدیدار بھی شامل تھے۔ برصغیر کی سُنّی آبادی نے برملا آل انڈیا سُنّی کانفرنس کی حمایت کا اعلان کردیا۔ کثیر تعداد میں علماء و مشائخ نے سُنّی کانفرنس سے اپنی وابستگی کا اعلان کردیا ـــــ اور اس کے مقاصد کو کامیاب بنانے کے لئے اپنے اپنے حلقۂ اثر میں اس کی موثر اشاعت کی۔ نتیجہ یہ ہوا۔

(ا) برصغیر کے کونے کونے میں سُنّی کانفرنس کی موثر تنظیم قائم ہوگئی۔

(ب) باٗیس ہزار سے زائد مقتدر علماء و مشائخ ـــــ سُنّی کانفرنس کے سرپرست بن گئے۔ [۲]

---

[۱] ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۷تا۱۴ مئی سنہ ۱۹۴۵ء، ص ۱۱

[۲] اخبار دبدبۂ سکندری رامپور ۲۶ اگست سنہ ۱۹۴۶ء، ص ۳

(ج) سنی کانفرنس کے شرکاء کی تعداد ایک کروڑ سے متجاوز ہو گئی۔ اس میں زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔ علماء بھی، مشائخ بھی، انگریزی خواں بھی، وکلاء بھی، تاجر بھی اور مزدور بھی ——— ! [1]

حقیقت میں
یہ سب پاکستان کے ووٹر تھے

سنہ ۱۹۴۰ء سے قبل بالعموم اور اس کے بعد بالخصوص اہل سنت کے تمام اجلاس ——— خواہ وہ مذہبی ہوں یا تعلیمی، سیاسی ہوں یا اصلاحی، عرس کی محفل ہو یا کسی دار العلوم کا جلسہ ——— تمام میں یہی موضوع مرکزی حیثیت کا درجہ رکھتا تھا کہ سنی کانفرنس کو مضبوط بنایا جائے اور اسلامی سلطنت ——— پاکستان ——— کو حاصل کر کے، اس میں اسلامی قوانین رائج کئے جائیں۔ اس نوعیت کے اجلاس ہر جگہ منعقد ہوئے ملک کے گوشہ گوشہ سے سنی مدارس اور سنی خانقاہوں سے نعرے گونجتے رہیں گے "پاکستان" کا نعرہ بلند ہوتا رہا۔ "پاکستان" ——— "ایک شرعی ضرورت" کے طور پر علماء و مشائخ کی تقاریر کا موضوع ہوتا۔ یہ مقام تفصیل کا متحمل نہیں۔ اختصار کے پیش نظر سنیوں کی ایک عظیم مذہبی و روحانی درسگاہ اور خانقاہ ——— آستانۂ عالیہ ——— بریلی شریف کے ایک اجتماع کی خبر ملاحظہ ہو۔ مولانا غلام معین الدین نعیمی سابق منصرم مرکزی دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس، مراد آباد **"عرس رضوی اور مسئلۂ پاکستان!"** کے عنوان سے رقمطراز ہیں:

"۲۳-۲۴-۲۵ صفر سنہ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۸-۲۹-۳۰ جنوری

---

[1] حیات صدر الافاضل، مولانا غلام معین الدین نعیمی مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۸

۱۹۴۶ء بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہٗ کا عرس شریف تھا، ملک کے اطراف واکناف سے علماء مشائخ امراء روٗسا تشریف لائے تھے۔ پنجاب، سندھ، کاٹھیاواڑ، سرحد، گجرات، بمبئی، بہار، بنگال، سی۔ پی۔ وغیرہ کے بکثرت زائرین حاضر تھے ...... خانقاہ شریف کے باہر بازار لگے ہوئے تھے ان میں جہاں اور قسم کی دکانیں تھیں ان میں ہوٹل بھی تھے ایک ہوٹل کا نام

حامدیؒ پاکستان ہوٹل

اور ایک کا

رضویؒ پاکستان ہوٹل

تھا

۲۵ صفر عرس شریف کی آخیر تاریخ تھی اس روز بھی علمائے کرام کے بیان ہوتے رہے اور مسائل حاضرہ یعنی الیکشن اور پاکستان کے متعلق علمائے کرام تقریریں فرماتے رہے .... "[۲]

اسی اجلاس میں صدر الشریعۃ مولانا محمد امجد علی اعظمی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی) نے حالات حاضرہ کا تجزیہ کرتے ہوئے سُنّی علماء کا جماعتی موقف بیان فرمایا۔

"...... کانگریس فتنۂ عظیمہ ہے وہ ہندوستان سے مسلمانوں کے استیصال کا ارادہ کر چکی ہے ...... علمائے اہل سنت مسلمانوں کو اس فریب کے جال میں پھنستا دیکھ کر صبر نہیں کر سکتے اس لئے ہم مدت سے اعلان کر رہے ہیں

---

[۱] منسوب بہ مولانا حامد رضا بریلوی (خلف الرشید امام احمد رضا بریلوی)

[۲] منسوب بہ امام احمد رضا بریلوی؎ دبدبۂ سکندری ۵ فروری ۱۹۴۶ء، ص ۹

اور ہماری تمام سنی کانفرنسیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر ہر صوبہ میں قائم ہیں، کانگریس کے مقابلہ میں پوری جدوجہد کر رہی ہیں چنانچہ پچھلے الیکشن (نومبر ۱۹۴۵ء کے مرکزی الیکشن) میں ان کانفرنسوں کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور کانگریس کو شکست ہوئی۔ سنی کانفرنس کی کوششیں بہت مفید ثابت ہوئیں اس وقت (فروری ۱۹۴۶ء میں ہونے والے صوبائی انتخابات کے لئے) ہم پھر یہی اعلان کرتے ہیں کہ مسلمان کانگریس کو اور کانگریس کے کھڑے ہوئے امیدوار کو کانگریس کی حامی جماعتوں جمیعت علماء دیوبندی پارٹی مولوی حسین احمد کے زیر اثر طوفان بپا کر رہی ہے اس کے علاوہ احرار و خاکسار یونینسٹ وغیرہ جن سے کانگریس کو مدد پہنچ رہی ہیں یا جو کانگریس کی ہوا خواہی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مسلمان ہرگز ان کی فریب کاری میں نہ آئیں۔" [۱]

حضرت مولانا امجد علی اعظمی کی تائید کرتے ہوئے صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس نے فرمایا:

"...... الیکشن کے معاملہ میں ہماری اجتماعی کوشش یہی ہے کہ کانگریس کو ناکام کر دیا جائے ہم اس خدمت کو مسلمانوں کے حق میں نافع سمجھ کر رضائے الٰہی کے لئے انجام دیتے ہیں ...... اس کے بعد آپ نے پاکستان کے مسئلہ پر بہت واضح اور مدلل تقریر فرمائی اور بتایا کہ "پاکستان کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان کے ایک حصہ میں ایسی اسلامی حکومت قائم کی جائے جو شریعت طاہرہ کے آئین اور فقہی اصول کے مطابق ہو ......" [۲]

---

[۱] ایضاً

[۲] ایضاً

۱۹۴۵ء ۔ ۱۹۴۶ء کے مرکزی اور صوبائی عام انتخابات برصغیر کی تاریخ میں معرکۃ الآراء نوعیت کے حامل تھے۔ انہی انتخابات کی بنیاد پر پاکستان حاصل ہونا تھا۔ کانگریس کا دعویٰ تھا کہ وہی تمام ہندوستان کے باشندوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ جمعیت علماء ہند، احرار، خاکسار اور یونینسٹ وغیرہ کانگریس کی تائید کر رہی تھیں۔ ان کا پروپیگنڈا ـــــ دن رات ـــــ یہی تھا۔ اس کے برعکس مسلم لیگ کا موقف تھا کہ اسلامیان ہند کی نمائندگی کا حق صرف مسلم لیگ کو ہے۔

انگریز کے چلے جانے کے بعد ملک کی حکومت کس کے پاس ہوگی ـــــ صرف ہندوؤں کے پاس ـــــ یا ہندوؤں اور مسلمانوں کا وطن الگ الگ ہوگا ـــــ ان تمام سیاسی امور کا فیصلہ انتخابات میں ہونا تھا۔ تاریخ اسلام کے اس نازک ترین موقع پر سواد اعظم اہل سنت وجماعت کی نمائندہ مذہبی وسیاسی تنظیم آل انڈیا سنی کانفرنس نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ ـــــ مسلم لیگ کی حمایت کی جائے، مسلم لیگ کے نمائندوں کو ووٹ دیئے جائیں اور مسلم لیگ کے ہر اس طریقہ عمل کی حمایت کی جائے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو۔ چنانچہ اکابر علمائے اہل سنت نے یہ تاریخی فتویٰ جاری کیا:

"آل انڈیا سنی کانفرنس، مسلم لیگ کے اس طریقہ عمل کی تائید کر سکتی ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو جیسے کہ الیکشن کے معاملہ میں۔ کانگریس کو ناکام کرنے کی کوشش اس میں مسلم لیگ جس سنی مسلمان کو بھی اٹھائے سنی کانفرنس کے اراکین وممبران اس کی تائید کر سکتے ہیں، ووٹ دے سکتے ہیں دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ مثلاً پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آئین شریعت کے مطابق

۱؎ ایضاً ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء ص ۳

فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود و مستحسن ہے۔[1]

اس فتویٰ کی ترتیب میں جو علماء بریلی جمع ہوئے اور جن کے دستخطوں سے یہ فتویٰ جاری ہوا۔ ان میں چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری (جانشین امام احمد رضا بریلوی)

مولانا ابو المحامد سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

صدر الشریعت مولانا مفتی امجد علی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

مولانا شاہ عبد الحامد قادری بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس، ممبر ورکنگ کمیٹی یوپی مسلم لیگ

مولانا مفتی محمد ابراہیم القادری بدایونی، بمبئی، مولانا سید مصباح الحق سجادہ نشین پھپھوند

مولانا شاہ عارف اللہ قادری، میرٹھ، مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی

مولانا مفتی محمد ابراہیم سمستی پوری، مولانا تقدس علی خاں رضوی، بریلی

مولانا عبد المصطفیٰ الازہری مبارک پوری، مولانا محمد اسماعیل محمود آبادی

مولانا وقار الدین پیلی بھیتی، مولانا محمد ایوب قادری ناگوری

مولانا ابو المعانی شمس الدین احمد جونپوری، مولانا محمد نذیر الاکرم مراد آبادی

مولانا غلام معین الدین نعیمی، مولانا ظہیر احمد مدرس عربیہ گجرات

مولانا غلام جیلانی میرٹھی، مولانا قاضی احسان الحق نعیمی، جموں و کشمیر

مولانا سید عبد الحق قادری اعظمی، مولانا محمد مختار اشرفی نعیمی

مولانا عبد المصطفیٰ مدرس دار العلوم اشرفیہ، مولانا محمد ثناء اللہ مدرس بنارس

---

[1] ایضاً، ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء، ص ۳

نوٹ: مذکورہ فتویٰ کا مطبوعہ عکس صفحہ ۱۰۸ پر دیکھیں

مولانا اختصاص الدین نعیمی ، مولانا محمد مصطفیٰ علی مدرس، میرٹھ

مولانا محمد سردار احمد، منظر اسلام بریلی، مولانا محمد اجمل سنبھلی

مولانا مختار احمد، امر تسر ، مولانا فضل الصمد سجادہ نشین پیلی بھیت [1]

مطالبہ پاکستان ، سنی علماء کے تعاون سے ہمہ گیر تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ علماء ومشائخ نے ملک اور بیرون ملک "پاکستان" کا مفہوم واضح کیا۔ مسلسل مساعی سے قیام پاکستان کے لئے راہ ہموار کی۔ ۱۹۴۵ء میں مولانا عبدالحامد بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس نے کنوینر حج وفد کی حیثیت سے حجاز مقدس میں حج کے موقع پر آئے ہوئے ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں کے سامنے مطالبہ پاکستان کو واضح کیا۔ اس وفد میں مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی بھی شامل تھے۔ وفد کی کوششوں سے ممالک اسلامیہ کے تمام مسلمان مطالبۂ پاکستان کے ساتھ متفق ہو گئے۔ اس شاندار کامیابی پر ۲ مئی ۱۹۴۶ء کو ایک ملاقات میں قائداعظم محمد علی جناح نے مولانا عبدالحامد بدایونی کو ان کی کامیاب خدمات پر مبارکباد دی۔ اور ان کی خدمات جلیلہ کو سراہا۔ [2]

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد ایسے مفید اور ہر دلعزیز تھے کہ عامۃ المسلمین نے اس کانفرنس کا بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ اور بڑھتے ہوئے طوفان کی طرح، اس کانفرنس نے سارے ہندوستان کو اپنے دامن میں لے لیا۔ ہندوستان کا کوئی ایسا شہر اور قصبہ نہ رہا جس میں سنی کانفرنس کی تنظیم قائم نہ ہوئی۔ آسام سے لے کر خیبر کے درہ تک، دکن سے لے کر ہمالیہ کے دامن تک تمام علاقہ سنی کانفرنس کے زیر اثر ہو گیا۔ ہر جگہ سنی حضرات نے

---

[1] ایضاً

[2] ایضاً، ۲۱ مئی ۱۹۴۶ء، ص ۸

سنی کانفرنس پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا اور اس کی پالیسی کو اپنا مقصد سمجھا۔

قوم مسلم کی تقدیر کا فیصلہ انتخابات پر تھا۔ انتخابات میں کانگرس اور اس کی حامی جماعتوں کی کامیابی کا صاف مطلب یہ تھا کہ برصغیر کے مسلمان ہمیشہ کے لئے غلامی کی زندگی بسر کرنے کے لئے تیار ہو جائیں، مسلم تشخص ہندو مت میں گم کر کے بے ضمیری کی زندگی گزارنے پر آمادہ ہو جائیں ــــــ یہ صورت حال کوئی بھی باغیرت مسلمان برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ ہر باشعور سنی شہری اس بات کے لئے بے چین تھا کہ مسلم لیگ اپنے مشن "حصول پاکستان" میں کامیاب ہو۔ پاکستان سنیوں کے دل کی دھڑکن بن چکا تھا ــــــ ایسے نازک مرحلہ پر اسلامیان ہند کو بالعموم ــــــ اور سنیوں کو بالخصوص ــــــ یہ روح پرور اعلان سنایا گیا کہ تمہارے درد کا علاج آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے عدیم النظیر اجلاس میں ہونے والا ہے جو بنارس میں بتاریخ ۲۴ تا ۲۷ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء (شنبہ، یک شنبہ، دو شنبہ، سہ شنبہ) کو انعقاد پذیر ہوگا۔ اس عظیم بالشان چار روزہ کانفرنس کو کامیاب بنانے ــــــ دنیا کو شوکت سنیت دکھانے ــــــ اور مسائل حاضرہ کا حل عامۃ المسلمین تک پہنچانے کے لئے ملک بھر کی سنی کانفرنس کی تنظیموں سے اپیل کی گئی کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے نمائندے بھیجیں۔

ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کی طرف سے جو دعوت نامہ جاری ہوا، اس میں "بنارس کانفرنس" میں غور و خوض اور منظوری کے لئے پیش ہونے والے مسائل کی پوری تفصیل درج تھی۔ زیر غور مسائل کا تعلق سنی کانفرنس کی توسیع و تنظیم، عہدیداروں کے لئے معیار، ضروری قوانین تعلیم و تبلیغ، اصلاح اعمال، جسمانی و معاشرتی امور، حکومت سے متعلق مسائل، نکاح و عائلی قوانین، اوقاف، مطالبۂ پاکستان اور مسلم لیگ کی تائید سے تھا۔ سیاسی و اقتصادی مسائل، آئینی اور انتظامی امور، عبادات اور معاملات سے متعلق احکام ــــــ غرضیکہ تمام پیش آمدہ مسائل سے متعلق

امور اس کانفرنس کے ایجنڈے پر تھے ـــــ اس سلسلہ میں ایک اخبار کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

اخبار دبدبۂ سکندری رامپور [illegible] ۵ [illegible]

آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس بنارس کا دعوت نامہ

[illegible]

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں غور و خوض اور منظوری کیلئے پیش ہونیوالے مسائل

[illegible]

تعلیم

[illegible]

تبلیغ اسلام

[illegible]

اصلاح اعمال

[illegible]

[illegible]

جسمانی و معاشی امور

[illegible]

حکومت کے قوانین

[illegible]

نکاح

[illegible]

اوقاف

[illegible]

پاکستان

[illegible]

مسلم لیگ

[illegible]

ایک ہزار علماء کی قیادت میں
بیشمار حق پرستوں کا روح پرور اجتماع

[illegible]

اس عظیم الشان کانفرنس کی اطلاع جہازی سائز کے پوسٹرز اور اخبارات کے ذریعہ ہندوستان بھر میں پہنچائی گئی۔ عامۃ المسلمین کا جوش و ولولہ کانفرنس کے سلسلہ میں دیدنی تھا۔ ہر چھوٹا بڑا "بنارس چلو" کی تحریک کا کارکن نظر آتا تھا۔ اسلامیان برصغیر کا جوش ایمانی ہی تھا، جو سنی کانفرنس کی کامیابی اور بعد ازاں قیام پاکستان کی ضمانت بن گیا۔

ایک اشتہار

بنارس چلو

آل انڈیا سنی کانفرنس کا اعلان
نواں اجلاس بنارس میں بتاریخ
۲۷-۲۸-۲۹-۳۰ اپریل
۱۹۴۶ء کو منعقد ہوگا ہندستان
کی تمام سنی کانفرنسیں انہیں
تاریخوں میں نمائندے بھیجنے کا
انتظام کریں۔ مرکزی دفتر بنارس بھیج
گیا ہے اب تمام خط و کتابت ذیل کے پتہ پر ہونی
چاہیے حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب
دامت برکاتہم ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس
حضرت شیخ عبد اللطیف صاحب اشرفی

تمام مجالس سنی کانفرنس کو مژدہ روح افزا

آل انڈیا سنی کانفرنس

بنارس چلو

ایک خبر

۷۸۶

ہوالقادر
تار کا پتہ: دبدبۂ سکندری رامپور اسٹیٹ

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

ہوالمبین
رجسٹرڈ حروف ے نمبر ۱۵

نواب الحاج سر سید کلب علیخاں بہادر خلد آشیاں کی علمی یادگار

دبدبۂ سکندری رامپور

قیمت ۲ / ۔

سنہ ۱۸۶۶ء سے چھپتا ہے

سنہ ۱۲۸۳ھ میں جاری ہوا

مالک و مدیر محمد فضل حسن صابری

نمبر ۱۵ | مطبوعہ ۹ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۴۶ء یوم جمعہ | جلد ۸۲

بنارس چلو

[illegible]

(ادارہ)

کیفستان

منقبت حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

[illegible]

شانِ رسالت

[illegible]

بدرگاہ سلطان الہند

[illegible]

علمائے کرام اور مشائخ عظام کا جذبہ رہنمائی اور سواد اعظم اہل سنت کے عامۃ الناس کا اپنے اکابر پر غیر متزلزل اعتماد ذہین کشاں کشاں بنارس لے آیا۔ ملک کے طول و عرض سے علماء مشائخ، وکلاء، امراء تجار، محنت کش، مزدور غرضیکہ ہر طبقہ کے مسلمان کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔

شمس الاطباء حکیم محمد حسین بدر (علیگ) نے جو اس عدیم النظیر اجلاس میں شامل تھے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے:

"اس کانفرنس میں
پانچ صد مشائخ
سات ہزار علمائے کرام اور
دو لاکھ سے زائد عوام
نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں حضرت سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے لندن سے آئے ہوئے وزارتی مشن لارڈ کرپس وغیرہ کو بھی شرکت کی دعوت دی لیکن ان لوگوں نے اجلاس کے آخر میں اپنی مصروفیت کی بناء پر عدم شرکت پر معذرت کا تار بھیج دیا۔" [1]

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے وزارتی مشن کو دعوت اس لئے دی کہ وہ بطور گورنمنٹ کے نمائندہ وفد کے مسلمانان ہند کی شوکت اور ان کے سیاسی موقف کو بچشم خود دیکھ لیں۔ سواد اعظم کے اجتماعی موقف اور مسئلہ پاکستان کی حمایت میں اتنا عظیم اجتماع اُس دور میں ایک تاریخی مثال ہے، جس کی نظیر نہیں ملتی۔ مشائخ اہل سنت کا شوق ملاحظہ ہو کہ پیرانہ سالی، ضعف اور نقاہت کے باوجود امیر ملت پیر سید جماعت علی

---

[1] سات ستارے مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۸۳

محدث علی پوری نے کانفرنس میں کرسی صدارت کو زینت بخشی۔

اجلاس کے آغاز میں خطبۂ استقبالیہ رئیس المحدثین ابو المحامد سید محمد محدث کچھوچھوی صدر مجلس استقبالیہ نے ارشاد فرمایا حضرات علماء اور مشائخ کرام میں اس خطبہ کی دھوم مچ گئی، اس خطبہ کی بلاغت و ندرت تبصرہ سے بلند ہے۔ اسی اجلاس میں آئندہ کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس کا صدر متفقہ طور پر آپ کو منتخب کیا گیا پانچ سو مشائخ کرام، سات ہزار علمائے عظام اور ایک کروڑ سے زائد سُنی مسلمانوں پر مشتمل آل انڈیا سُنی کانفرنس نے جو جماعتی متفقہ موقف اختیار کیا وہ یہ تھا کہ پاکستان ہماری زندگی ہے اس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں خدانخواستہ مسلم لیگ اگر مطالبۂ پاکستان سے دستبردار بھی ہو جائے تو آل انڈیا سُنی کانفرنس اس مطالبہ سے دستبردار نہ ہوگی۔[1]

سنی کانفرنس کے اس اجلاس میں جو قرارداد پاکستان سے متعلق بالاتفاق منظور ہوئی وہ یہ ہے:

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پُر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں، جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲) نیز یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:۔

صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت مولانا نعیم الدین صاحب

صدر الشریعت حضرت مولانا امجد علی صاحب

---

[1] ایضاً۔ ص ۹۸، حیات صدر الافاضل، ص ۱۸۶

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب
مبلغ اعظم حضرت مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی
حضرت مولانا عبد الحامد صاحب قادری بدایونی
حضرت مولانا الحاج سید ابو المحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی
حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان آل رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف
حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب، لاہور
حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف
حضرت پیر سید شاہ عبد الرحمٰن صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ)
حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات[1] صاحب مانکی شریف
خان بہادر حضرت حاجی مصطفیٰ علی صاحب بخشی (مدراس)
حضرت مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد صاحب، لاہور

(۳۰) یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کرے، یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبجات کے نمائندے لئے جائیں[2]

آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس کی منظور کردہ تجاویز اور قرار دادوں کو پڑھنے سے اس سوال کا جواب بخوبی مل سکتا ہے کہ مسلم لیگ جیسی "مسلم نمائندہ جماعت" کی موجودگی میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا قیام اور اس کی فعال کارکردگی وقت کی ایک "اہم ترین ضرورت" تھی۔ چونکہ مسلم لیگ کا نصب العین صرف ایک اسلامی ریاست

---

[1] آپ کا اسم گرامی امین الحسنات ہے، زین الحسنات لقب ہے۔

[2] خطبۂ صدارت جمہوریۂ اسلامیہ مطبوعہ مراد آباد ۱۹۴۶ء، ص ۲۹، اخبار دبدبۂ سکندری رامپور ۲۰ مئی ۱۹۴۶ء، ص ۲، حیات صدر الافاضل ص ۱۸۹ – ۱۹۰

کا قیام تھا (جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہو گیا) مگر آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا نصب العین اس سے کہیں ارفع تھا۔ سُنّی کانفرنس، سیاسی امور میں مسلم لیگ کی ہم نوا اور حامی تھی، لیکن وہ وسیع تر مقاصد جن کی ایک جھلک آپ گذشتہ صفحات پر ملاحظہ فرما چکے ہیں، ان کے حصول کے لئے سنّی کانفرنس کا علیحدہ وجود از بس ضروری تھا۔ سُنّی کانفرنس کے مرکزی دفتر سے جاری ہونے والے ایک مطبوعہ سوال نامہ (جو ہر علاقہ کے سُنّی اکابر کے نام جاری کیا گیا) اس کی مزید تصدیق کرتا ہے۔

۷۸۶

(الجمہوریۃ الاسلامیۃ)

از صدر دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس

مراد آباد

جناب مکرم زاد لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جمہوریت اسلامیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس) کا خطبہ صدارت مع تجاویز منظور شدہ اجلاس مذکور حاضر خدمت ہے۔ وقت کا اقتضا ہے کہ کام مستعدی سے کیا جائے اس لیے مکلف ہوں کہ امور مستفسرہ کے جواب بعد تحقیق جس قدر جلد ممکن ہو ارسال فرما کر مشکور کریں۔

(۱) تجاویز پر عمل کرنے کیلیے آپ کیا تدابیر اختیار فرماتے ہیں اور آپکے اندازہ میں کس قدر عرصہ میں کام باقاعدہ جاری ہو جائیگا

(۲) آپ کے حدود میں یتیم خانے، شفاخانے، مسافرخانے، جیلخانے کتنے اور کس کس مقام پر ہیں؟ ان میں مسلمان بچوں، بچیوں، عورتوں اور بالغ مردوں کے دین واخلاق کی نگرانی کی کیا صورت ہے؟
مسلمان یتیموں کی تعلیم و تربیت کے لیے کیا انتظام ہے؟

(۳) آپ کے حدود میں ابتدائی اور متوسط اور اعلیٰ تعلیم کی کتنی درسگاہیں اہلسنت کے زیر اہتمام کام کر رہی ہیں اور انکی حیثیت کیا ہے؟ براہ کرم نقشہ نمبر (۱) کے صحیح اندراج کرکے صدر دفتر میں ارسال فرمایئے۔

(۴) آپ کے علاقہ میں کتنی درگاہیں اور خانقاہیں ہیں؟ وہاں کے متولی، صاحب سجادہ، امام، امراء وغیرہ کے حالات سے نقشہ نمبر (۲) پر کرکے مطلع فرمایئے۔

(۵) سنی مسلمانوں کی جسمانی تربیت کیلئے ریاضت کا انتظام، ورزشیں، بنوٹ، کشتی وغیرہ کے اکھاڑے تیراندازی اور غلیل کی مشق کے انتظامات مکمل کرکے صدر دفتر کو مطلع فرمائیں۔

(۶) کیا آپ نے ایسے آئین نامہ کا کوئی مسودہ طیار کیا ہے جسکے ذریعہ سے عورت عند الضرورت خلع حاصل کر سکے اور اس میں یہ احتیاط بھی ملحوظ ہو کہ معمولی رنجش پر وہ اپنی بدعقلی سے خانہ بربادی نہ کر ڈالے؟

(۷) امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی نیکیوں کی ترغیب اور برائیوں سے نفرت دلانے کیلئے رضاکار بھرتی کیجیے، جو حسن اخلاق کے ساتھ خلق کو طاعت و حسن اخلاق و معاشرت کی تلقین کریں اور ناقص خیال سے روکیں۔ ان رضاکاروں کی تعداد اور انکے نظام عمل سے مرکز کو مطلع کیجیے۔ والسلام

محمد نعیم الدین عفی عنہ

ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اسلامی ریاست ــــــ پاکستان کے قیام کے باوجود مذکورہ بالا امور ابھی تک معرض التوا میں پڑے ہیں۔ پاکستان کے حصول میں مسلم لیگ کا کردار قائدانہ رہا اور عنانِ حکومت بھی اسی کے ہاتھ میں رہی۔ سنی کانفرنس کے اکابر مطمئن تھے کہ مسلم لیگ پاکستان میں اسلامی قوانین کا ضرور نفاذ کرے گی ــــــ لیکن بدقسمتی سے قائداعظم کو زیادہ مہلت نہ ملی، وہ جلد ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کا کوئی جانشین ایسا نہ آیا، جو اسلامی قوانین کا نفاذ کرکے مسلم لیگ کے سر سے اس قرضہ کو اتارتا۔ تاحال قوم اس مردِ مجاہد کی منتظر ہے۔

ع مردے از غیب آید و کارے کند

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مختلف اجلاسوں میں اجمیر شریف کا اجلاس خصوصی نوعیت کا حامل ہے، اس اجلاس کے انعقاد کی خاصی تشہیر کی گئی۔ ایک اخباری اشتہار کا عکس ملاحظہ فرمائیے:

اخبار دبدبۂ سکندری رامپور نمبر ۲۲ جلد ۸۲

دربار خواجہ غریب نواز میں ہندستان کے علما و مشائخ کا اہم فیصلہ

آزاد اسلامی حکومت کیلئے عظیم ترین قربانیاں پیش کیجائینگی

از محترم المقام جناب الحاج شیخ محمد عارفین صاحب ناظم اعلیٰ انجمن تبلیغ الاسلام
پھاٹک حبش خاں دہلی

اسلامی ہند کو معلوم ہے کہ گزشتہ مہینے میں دس کروڑ مسلمانوں کی مذہبی نمائندہ جماعت آل انڈیا سنی کانفرنس کا ایک عظیم اجتماع سرزمین بنارس میں منعقد ہوا تھا۔ اس اہم اجلاس میں صوبہ سرحد۔ سندھ۔ بلوچستان۔ پنجاب یوپی۔ سی۔ پی۔ بمبئی۔ مدراس۔ بنگال۔ اور آسام کے باثر مشائخ و علماء شریک تھے۔ اس اجلاس میں غور و خوض کے بعد متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ فرزندان توحید کی عزت و حیات کی حفاظت کے لئے پاکستان یعنی آزاد اسلامی حکومت قائم ہونا اشد ضروری ہے لہٰذا اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کرنے کی شاندار تیاریاں کی جائیں۔

الحمد للہ کہ اس عظیم فیصلے کے ماتحت علماء و مشائخ نے طوفانی دورے شروع کر دئے ہیں اور انہوں نے اپنے فرائض کی اہمیت کو صحیح طور پر محسوس کر لیا ہے۔ چنانچہ صوبہ سرحد کے علماء و مشائخ اور آزاد قبائل کے سرداروں کا ایک اہم اور نمائندہ اجتماع حضرت قدس مآب پیر صاحب مانکی شریف کے زیر اہتمام منعقد ہوا اور جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہم اپنے محبوب مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کریں گے۔

۵ رجب کو دربار خواجہ غریب نواز میں علماء و مشائخ کا

ایک اہم شاندار جلسہ بمقام اجمیر شریف

منعقد ہو رہا ہے۔ اس جلیل القدر اجتماع میں ہندستان کے تمام صوبوں کے علماء و مشائخ شریک ہو رہے ہیں اس جلسہ میں وزارتی مشن کی تجاویز کے ہر گوشہ پر گہری تنقید کی جائے گی اور آزاد اسلامی حکومت کے قیام کے لئے مناسب پروگرام طے کیا جائے گا۔

خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس کے موقع پر دیوان سیدشاہ
آل رسول علی خان سجادہ نشین دربار اجمیر کی دعوت اور صدارت میں آل انڈیا سنی کانفرنس
کا خصوصی اجلاس ۵ — ۶؍ رجب ۱۳۶۵ھ / ۷ — ۸؍ جون ۱۹۴۶ء کو اجمیر میں منعقد ہوا۔
اجلاس میں ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی۔ ایک لاکھ سے زائد کا اجتماع رہا۔
شرکاء حضرات میں چند کے اسماء گرامی یہ ہیں :۔

مولانا ابوالمحامد سید محمد اشرفی (صدر آل انڈیا سنی کانفرنس)

مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب (ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس)

مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی (ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس)

مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

حاجی محمد عارفین صاحب

مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں

مولانا مخدوم میاں صاحب

مولانا نذیر حسین دہلوی

مولانا عبدالمجید صاحب

مولانا محمد عابد القادری بدایونی [1]

علماء کی تقاریر کا موضوع بنارس سنی کانفرنس کی منظور کردہ تجاویز پر اعتماد، پاکستان کا حصول، مہا سبھائی تحریک کے مظالم کے خلاف احتجاج اور نفرت، اعراس مقدسہ کے لئے اصلاحی پروگرام وغیرہ امور تھے۔

---

[1] اخبار دبدبۂ سکندری رامپور مطبوعہ ۲۰؍ جون ۱۹۴۶ء، ص ۳

آل انڈیا سنّی کانفرنس کے اکابر ہندوستان کے تمام علاقوں میں موجود تھے۔ تقسیم ملک کے بعد تبادلۂ آبادی میں بعض علماء و مشائخ پاکستان چلے آئے اور بعض اپنی اپنی خانقاہوں، مدارس اور مساجد میں ہی محدود ہو گئے۔ مسلم لیگ کے اسلامی قوانین کے نفاذ کے وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے سنّی کانفرنس کے اکابر نے اپنی سرگرمیاں صرف محراب و منبر تک ہی محدود کر دیں۔ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں رہ جانے والی مسلم آبادی کی رہنمائی بھی انہی حضرات کو کرنا تھی۔ ملک کی تقسیم کے بعد دونوں حصوں میں موجود اکابر نے اپنے دائرۂ کار کو ہنگامۂ سیاست سے الگ رکھتے ہوئے روحانی و تعلیمی تربیت تک محدود کر لیا۔

قیام پاکستان کے بعد آل انڈیا سنّی کانفرنس کے پاکستان میں موجود اکابر اہل سنت نے صورت حال پر غور کرنے اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے مارچ سنہ ۱۹۴۸ء میں ملتان کی عظیم درسگاہ "انوار العلوم" میں جمع ہوئے، بڑے غور و خوض کے بعد طے پایا کہ آل انڈیا[1] سنّی کانفرنس کا اب نیا نام ——— "جمعیت علمائے پاکستان" ہوگا۔ اور اب صدارت کے فرائض علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری خطیب جامعہ وزیر خاں لاہور سر انجام دیں گے اور ناظم اعلیٰ غزالی دوراں سید احمد سعید کاظمی مہتمم دار العلوم انوار العلوم، ملتان ہوں گے۔

اس طرح حضور اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ۲۳ سال تک (سنہ ۱۹۲۵ء تا سنہ ۱۹۴۷ء) اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے جو کوششیں آل انڈیا سنّی کانفرنس نے انجام دیں وہ تاریخ کا ایک سنہری باب بن گئیں۔ لیکن بدقسمتی سے تاریخ نویس اس عظیم تنظیم کے عظیم کارناموں سے انصاف نہ کر سکے۔

---

[1] ہندوستان میں اس تحریک کو کلیۃً ختم کر دیا گیا، چونکہ آل انڈیا سنّی کانفرنس کا مقصد حقیقی صرف تعمیر پاکستان تھا۔ (فاضل بریلوی اور ترک موالات، ص ۸۰)

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس دور کی تاریخ لکھنے والوں میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو قیام پاکستان کے مخالف تھے اور آج تک یہ نظریہ ان کے قلب و ذہن قبول کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے یہ توقع کہ وہ تحریک پاکستان کے مجاہدوں کا اچھے الفاظ میں ذکر کرتے۔

ع ایں خیال است و محال است و جنوں

اس سلسلہ میں ایک کوتاہی اہل سنت کی بھی ہے کہ ہم اپنے اکابر کے زریں کارناموں کو نہ خود سپرد قلم کر سکے اور نہ غیر جانبدار مؤرخین کو اس طرف متوجہ کرا سکے جس کا شکوہ بجا طور پر بعض نامور مؤرخین کو ہے۔ بحمد اللہ اب غیروں کی اچھالی ہوئی گرد کی دبیز تہیں چھٹ رہی ہیں اور حقائق بے غبار ہو کر سامنے آ رہے ہیں۔ یہ مختصر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

کچھ خطبات کے بارے میں

اس کتاب میں سنی کانفرنس کے عظیم المرتبت قائدین کے چند مدلل خطبات ہیں جو انہوں نے مختلف اجتماعاتِ ملی میں ارشاد فرمائے۔ جہاں تک ان خطبات کی مذہبی وسیاسی افادی حیثیت کا تعلق ہے، وہ ایک مسلّمہ امر ہے۔ ان میں سے کا ہر خطبہ اور اس کے ضمنی عنوانات بجائے خود ایک مکمل عنوانات ہیں، جو ہر قاری کو غور وفکر کی دعوت دے رہے ہیں۔ لیکن ان خطبات کی ایک دوسری حیثیت سُنی کانفرنس کے اکابر کے ذہنی رجحانات اور فکری میلانات کی وہ سرگذشت ہے جو میدانِ عمل میں سُنی مشائخ وعلما کی قربانی وایثار اور استقامت واستقلال کی ایسی داستان ہے جو آئندہ نسلوں کے لئے عمل کی دعوت ہے۔

- برصغیر میں سُنی اکابر جن بڑے بڑے مسائل سے نبرد آزما ہوئے ان میں
- غیر ملکی سامراج کی گراں بار زنجیریں
- ہندوؤں کا متعصبانہ رویہ اور ان کے مظالم ——— اور

چند مدعیانِ اسلام کی خود غرضانہ اغراض کے تحت غیر اسلامی حرکات وغیرہ امور سب سے نمایاں اور معرکۃ الآرا رہے۔

ان خطبات میں اگرچہ وقتی مقتضیات کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے، تاہم وقت کی تمام صداؤں، حوادث کے پیہم وار ——— اور مرورِ زمانہ کے باوجود سُنی کانفرنس

کے بنیادی نصب العین میں کبھی بھی کوئی فرق نہیں آیا یہی اس کی صداقت وحقانیت کی دلیل ہے۔ ان خطبات کے پڑھنے سے جو جزئیات آسانی سے سامنے آتی ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(ا) آل انڈیا سنی کانفرنس کیا ہے؟

(ب) آل انڈیا سنی کانفرنس کا نصب العین کیا ہے؟

(ج) آل انڈیا سنی کانفرنس اور دیگر جماعتوں میں کون کون سی باتیں مابہ الامتیاز ہیں؟

(د) آل انڈیا سنی کانفرنس برصغیر میں پیش آمدہ مسائل میں کس حد تک راہنمائی کرتی رہی؟

(ہ) آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کی سیاسی بصیرت اور جذبۂ دینی کی جھلک۔

(و) اسلامیانِ ہند پر وارد ہونے والے پے در پے مصائب میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے اکابر کا قائدانہ طرز عمل۔

(ز) دو قومی نظریہ کے احیاء اور تحریکِ پاکستان میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے زعماء کی بے مثال قربانیاں اور ان تھک جدوجہد وغیرہ۔

بعض طبائع جو ناقدانہ فرائض کو انتقامی جذبہ کے تحت ادا کرنے کی عادی ہیں، ممکن ہے وہ ان خطبات میں اپنی حسب پسند مین میخ نکالیں۔ اُن کی خدمت میں گذارش ہے کہ دورِ حاضر کے بعض دانشور یہ بھول جاتے ہیں کہ دین اور سیاست لازم و ملزوم ہیں۔ دین کی جدائی سے سیاست ——— چنگیزیت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ سیاست ——— دین کے تابع ——— ایک رحمت ہے۔ اور دین ——— بغیر سیاست کے رہبانیت ہے۔ دونوں کے حسین امتزاج میں ہی خلافت راشدہ کا صحیح پَرتو دیکھا جا سکتا ہے ——— مردِ مومن کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ایک ہاتھ میں قرآن ہو تو دوسرے میں تلوار۔

ــــــ یہ دونوں ایک دوسرے کے محافظ ہیں ۔

گفت اگر از رازِ من داری خبر
سوئے ایں شمشیر و ایں قرآں نگر !
ایں دو قوّت حافظِ یک دیگر اند
کائناتِ زندگی را محور اند !

اکابر اہل سنت کے خطبات میں ایسے مقامات بھی آئیں گے جہاں محض سیاستدانوں کو ان کی بے راہروی پر تنبیہ کی گئی ہے اور ایسے کلمات بھی ملیں گے جہاں کسی مدعی اسلام کی اسلام سے بیگانگی یا اسلامی مزاج کے خلاف کسی حرکت پر سرزنش کی گئی ہے ۔ یہ مردانِ حُر ایسے قافلے سے تعلق رکھتے ہیں ، جو شرعی اور سیاسی تقاضوں کے مطابق قوم کی نہ صرف صحیح رہنمائی کرتے ہیں بلکہ بقدر ہمت اسلامی مزاج کے خلاف سرزد ہونے والی حرکات کا سدباب بھی کرتے ہیں ۔ اس لحاظ سے ان کا یہ دوسرا فرض بعض اوقات بظاہر ناخوشگوار محسوس ہوتا ہے مگر یہ حضرات ایک طبیب کی طرح فاسد مواد کی نشاندہی اور ایک ماہر جرّاح کی مانند تیز نشتر سے اس کے اخراج میں کوتاہی نہیں کرتے ۔ یہ ناخوشگوار فریضہ ہی صحت مندانہ نظریات کا محافظ ہے ۔

ان خطبات کا تعلق اگرچہ ماضی کے انقلابات و حادثات سے ہے ، مگر عالم گیر صداقتوں کی طرح ان خطبات کی افادی حیثیت آج بھی مسلم ہے ۔ اکابر اہل سنت نے اپنے ان خطبات میں قوم کو جو لائحہ عمل دیا ہے ، وہ آج بھی قابل عمل بلکہ واجب العمل ہے ۔ اقتدار کی شکست و ریخت کے باعث قومی و ملّی جذبات میں جو ہیجان و اشتعال پیدا ہوتا ہے ۔ ان جذبات کو شاہراہِ مقصود تک پہنچانے کے لئے یہ خطبات ایک راہنما سے

کسی طرح کم نہیں، بالخصوص وہ حضرات جن کے سپرد قومی رہنمائی کا فریضہ ہے یہ خطبات اُن کے لئے مشعل راہ ہیں، انہی کی روشنی میں وہ ملی پروگرام طے کر سکتے ہیں۔ ان سب امور کا کریڈٹ اکابر علماء و مشائخ اہل سنت کو پہنچتا ہے، جن کی سیاسی بصیرت اور دور اندیشی پر حالات شاہد عادل ہیں۔

اکابر اہل سنت کے ان خطبات کا ایک اور افادی پہلو بھی ہے، اور وہ ہے اُردو زبان کی خدمت۔ سنی علماء و مشائخ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ اُردو —— مسلمانوں کی قومی زبان کے طور پر استعمال ہو۔ حالانکہ ماضی میں —— غیر منقسم ہندوستان میں —— اور بدقسمتی سے مملکت خداداد پاکستان میں بھی —— اردو کے خلاف گہری سازشیں کی گئیں، اس کا درجہ کم کرنے کے تمام حیلے انہی حضرات کے تعاون سے ناکام رہے ان خطبات کا اردو زبان پر ایک گونہ احسان ہے اور بذات خود یہ خطبات اردو ادب کے شہ پارے بھی ہیں، اور بعض عبارات تو اردو نثر نگاری کا بہترین نمونہ ہیں۔

اِن خُطبات کو مرتب کرتے وقت آل انڈیا سنی کانفرنس کی تدریجی رفتار کو مدنظر رکھا گیا ہے، اس سے سُنّی کانفرنس کی فکرو عملی ترقی کا اندازہ ہو سکے گا۔ گذشتہ صفحات میں شامل عکسوں کے علاوہ کوشش یہ کی گئی ہے کہ مشائخ عظام کے خطبات بھی اصل حالت میں آپ تک پہنچیں، اس مقصد کے لئے اکثر مطبوعہ خطبات کے عکس شامل کئے گئے ہیں۔

خطبات کے آخر میں چند اہم تقاریر جو اخبارات میں شائع ہوئیں، وہ بھی درج ہیں یہ تقاریر اگرچہ مختصر ہیں، تاہم سنی علماء کی پاکستان سازی کے سلسلہ میں ان کی مساعی جمیلہ کا ایک دستاویزی ثبوت ہیں۔

الخطبۃ الاشرفیہ

خطبہ صدارت شیخ المشائخ حضرت سید محمد علی حسین اشرفی

سجادہ نشین کچھوچھہ شریف قدس سرہٗ

آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد

۲۰ — ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ / ۱۶ — ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء

آل انڈیا سنی کانفرنس کے یوم تاسیس کے موقع پر دیئے گئے اس خطبہ میں نہایت سادگی اور بے ساختگی سے جو امور بیان ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اعلانِ حق کے ارکانِ خمسہ — جرأت و ہمت، عقل و فراست، استقلال و شجاعت، صبر و قناعت اور تحمل و مروّت۔

(۲) حق کہنے میں موانع خمسہ ———— مادی قوت سے مرعوبیت، ملامت و نفرت سے بچنے کا خیال، جوش کا جذبہ جنون میں تبدیل ہو جانا، دین کی پاسداری نہ رہنا۔ اور شکم پروری، دنیا طلبی اور شہرت پسندی کی ہوس۔

(۳) نئے فرقوں کی پیدائش۔

(۴) برصغیر اور بلاد عرب میں مصائب کا باعث۔

(۵) جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی اور انجمن خدام الصوفیہ کی پاک و ہند میں خدمات کا جائزہ۔

(۶) مدرسہ و خانقاہ کا ربط اور اتفاق بین المسلمین کی ضرورت۔

(۷) خالص سنی تنظیم ——— آل انڈیا سنی کانفرنس کا نصب العین اور نظام عمل

آئندہ صفحات پر "خطبہ اشرفیہ" کا وہ عکس دیا جا رہا ہے، جو ماہنامہ اشرفی (کچھوچھہ شریف) شوال المکرم ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا۔

الخطبة الاشرفية

یعنی خطبہ صدارت شیخ المشائخ امام الاولیا سند الاصفیا حضرت مولنا مولوی ابو احمد سید شاہ علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی صاحب سجادہ کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس مرادآباد میں پڑھا گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللھم انی اسئلک بانک موجود و حبیبک محمود و من اتبعہ مسعود و انت بانک مشهود و ذلک مفقود و من خالف نبیک فهو مردود یا سبوح یا قدوس یا ودود یا ودود صل و سلم و بارک علی احمد محمود افضل مولود سیدنا و مولانا محمد ظل الوجود و علی الہ و صحبہ المنتقین من المخلوق و المحمود

اما بعد۔ معاصر بزرگو۔ اور علمائے شریعت کے علمبردارو۔ اے پیارے سنی بھائیو اور میرے اشرفی عزیزو میں اپنی تقریبا ہشتاد سالہ عمر کے جس مبارک ساعت میں آج پہنچا ہوں اوسکو اگر میں اپنی نصف صدی مدت کی تمناؤں اور برسات دل کی دعاؤں اور زاریوں کا نتیجہ کہوں تو بالکل بجا نہ ہوگا میرا اشارہ آپ کے اوس شاندار جلوس اور پرشوکت استقبال کی طرف نہیں ہے جسکو آپ نے آج اس فقیر کی آمد پر جوش وخروش کے ساتھ کیا تھا اور جسکا نتیجہ آپ کی مہمان نوازی اور سفید بالوں کی عزت افزائی کے سوا کچھ نہ تھا اور جسنے میری شخصیت میں کسی دینی حیثیت کا اضافہ نہیں کیا اگر میرے مقاصد میں جلوس و استقبال کا کچھ حصہ ہوتا تو آج میں کلکتہ میں ہوتا جہاں لاکھوں مسلمانوں نے غیر معمولی اہتمام سے بے مثال جلوس کا حیرت افزا نظارہ کرایا تھا اور اوس مقام کو چھوڑ کر کئی سو کوس کے فاصلہ کو طے کرکے دوڑا ہوا مرادآباد نہ آتا مگر میں جانتا

ہون کہ میرے لیے فیض اسی مین ہے کہ آج کی مقدس نشست مین شریک ہوکر اہل علم اور باخدا حضرات سے فیضیاب ہون اور یہی جذبہ ہے جو مجھکو یہان کھینچ کر لایا ہے اور مین اپنی کامیابی پر بیحد نازان ہون ہر حال مین آپ کے اخلاص ومحبت کی عزت کرتا ہوا آپکا سچا دُعاگو ہون کہ آپ کی پاک اور بے لوث نیت کا ثمرہ حق سبحانہ تعالےٰ آپ کو عطا فرمائے اور اور آج مین اپنے اوس درد کی کہانی آپکو سناتا ہون جو نصف صدی کی عمر رکھتا ہے یا یون کہئے کہ ایک ہشتاد سالہ ضعیف وناتوان کا تجربہ ہے مین محسوس کرتا ہون کہ اپنی حیات کا دور قریب قریب ختم کرچکا ہون اسلئے آپ سے امید ہے کہ اسوقت کی باتون کو میری وصیت سمجھکر آپ سنینگے اور بلا خوف لومۃ لائم حق گوئی اور حق پسندی کا آپ حلف اوٹھائینگے مین نہایت سادہ الفاظ مین اپنے واقعات کے تذکرہ کو آج سے شروع کرتا ہون اور آپ سے پوچھتا ہون کہ اس اجلاس مین حاضرین جلسہ کون لوگ ہین۔ اس سوال کا جواب صرف اسقدر ہے کہ سادات وشیوخ وخواجین وغیرہ جو مذہبی طور پر پورے سنی ہین اونکا یہ مجمع ہے اور شرکا مین زیادہ حصہ اون لوگون کا ہے جنکے آباواجداد بیرون ہند کے رہنے والے تھے مین خود اون دور افتادہ لوگون مین سے ہون جنکا کرۂ زمین پر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ مین اہلبیت کے گھر مین مسکن ہونا چاہئے تھا یا کم از کم جیلان وبغداد مین رہنا چاہئے تھا مگر آج اپنے اجداد کی قبرون سے دور اس تاریک ملک مین پڑا ہون۔ اب آپ ذرا دل ودماغ پر زور دیجئے اور ذرا پھر غور کیجئے کہ اپنا پیارا وطن محبوب گھر اپنا مقدس میراث آبائی ذرا سی گہوارہ جیسے کیون چھوٹا اور ایک اجنبی ملک مین ہم خوشی کے ساتھ کیون چلے آئے اس سوال کو آپ جسقدر سوچینگے اوسی قدر آپ اپنے ایمان ثابتہ سے قریب ہوتے جائینگے اور قدم بقدم سلوک کی ایک ایک منزل طے کرتے رہینگے یہان تک کہ حقیقی جواب تک پہونچکر پھر آپ اون تجلیون کا نظارہ کرینگے جنکے کشف وشہود کا نام خدارسی وولایت ہے۔ یعنے وہ سوال جو آج اس مجمع مین اوٹھا ہے اوسکا جواب وہ واقعات ہین جنکی ابتدا آج سے تیرہ سو برس پہلے ہوئی تھی یہ وہ زمانہ تھا جبکہ عرب کی تاریکیان شب دیجور کو شرمندہ کرتی تھین اور اس خطہ پاک کی جہالتین ضرب المثل ہوگئی تھین یہ ٹھیک ہے کہ یورپ کی وحشت ایشیا کی بت پرستی افریقہ کا غرور بھی حد سے متجاوز تھا مگر عرب کی اندھیر نگری کا وہ عالم تھا کہ کرۂ زمین مین اوپر لعنت ونفرت کی بوچھار پڑتی تھی اور کسی قلب مین اونکی انسانیت

تسلیم کرنے کی گنجائش نہ تھی یہانتک کہ وجود مطلق کی تجلیون کے تنوعات وتعینات کی نیرنگیان ظاہر ہوئین شان جمال کی گھنگور گھٹائین تمام عالم پر اوٹھین اور رحمت کا جھرن برسا گئین سیاہی دور ہوئی تاریکی چھنٹ گئی صبح ہوئی اور دیکھنے والون نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ عرب کے افق اور فاران کے مطلع سے ایک بینظیر آفتاب قرب وخورشید محبوبیت چمکا جسکی نورانی کرنون اور شعاعون نے تمام عالم کو روز روشن کردیا اور جسکی گرمی کا نظارہ آج بھی کرلو کہ کرۂ زمین کے چپہ چپہ پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی دھوم ہے ایک سایۂ الٰہی ہے جو عالم کے سرون پر جلوہ فرما ہے اور جس سایہ کی وسعت بڑھتے بڑھتے آج بھی ماکان ومایکون کو محیط ہے یہی ظل ہے جسکی درازی پر شان ربوبیت مباہات فرماتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے الم تر الی ربک کیف مد الظل یعنے قادر وقیوم نے اپنے بندون پر رحم فرمایا اور اپنے بنانے کی لاج رکھی کہ اپنے پیارے سید المرسلین خاتم النبیین انجمن دنیا کے صدر نشین حضور پرنور سید عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو زمین پر بھیجا اور حضور کی افضلیت مطلقہ ومحبوبیت خاصہ کے حضور عرش سے فرش تک نے بکمال نیازمندی سر جھکا دیا پھر کیا تھا ظلمت کافور ہو گئی تاریکی کی جگہ نور حزن وملال کے بدلے امید وسرور نے جگہ پائی سعادت مند روحین حلقہ بگوشی کا عہد کرنے لگین جاہل عالم ہو گیا بزدل بہادر کردیا گیا اور جزیرۃ العرب کی خوفناک حالت ویکے اس دفعتہ سے بدل گئی جو لوگ چوری ڈکیتی، بیحیائی، خونریزی، بت پرستی، شراب نوشی بے امنی کے عادی ہو رہے تھے وہی لوگ بے حرصی، عدل پسندی، جہاداری، توحید پرستی، خدائے قدوس کی رضامندی وبا امنی کے مثال بنگئے جس قوم کے افراد کا مشغلہ اوٹھایا جاتا تھا اوس قوم مین صدیق اکبر فاروق اعظم، ذوالنورین، حیدر کرار ہو ہو کر نکلے جنکا نام ادب سے لینا حق پرستی کا جزو لاینفک ہو گیا رضی اللہ تعالے عنہم ورضوا عنہ وارضاہم عنا۔

ان توحید کے متوالون شمع رسالت کے پروانون حق پرستی کے دلدادون خدائے قدوس کے سوا کسی سے نہ ڈرنے والون کی حیات کا مطمح نظر اور زندگی کا مقصد غیر حق سے ہٹ کر صرف اعلان حق ہو گیا اور وہ نہین وہ اپنے کو زیادہ کامیاب باور کرتا تھا جو اعلان حق مین زیادہ حصہ حاصل کرتا تھا چنانچہ یہی جذبہ تھا جو توحید کا نعرہ کہ معظمہ کے

گلیون اور مدینہ طیبہ کے کوچون ہی مین چکر کھا کر نہین رہ گیا بلکہ جزیرۃ العرب سے نکلا تمام ایشیا وافریقہ ویورپ غرض ربع ارض مسکونہ مین پھیل گیا اور اسلامی تکبیر کی آواز نشست یورپ کے ایوانون اور افریقہ کے صحراؤن اور ایشیا کے پہاڑون سے آنے لگی ہر مغربی ہوا برکات توحید ساتھ لاتی اور ہر مشرقی ہوا اوسکا شاندار استقبال کرتی۔ انشاپردازو کے قلم کتابون کی سطرون مین علوم کی روشنیان عبادت کی شیرینیان بلکہ سمندر کی موجین پہاڑون کی چوٹیان ریگستان کے ذرے سواحل کے دلدل بلکہ نیزہ کی نوک تلوار کی باڑھ گھوڑون کی ٹاپین اور توپون کی گرج کا واحد فرض یہ تھا کہ اعلان حق کی رفاقت کرین اور اسلامی صداقت کے اعتراف سے رطب اللسان رہین یہی اعلان حق کا جذبہ تھا جسکے نشہ نے توحید و رسالت کے متوالون سے گھر بار عزیز و یار سب کچھ چھڑایا اور دنیا نے دیکھا کہ حق پرستون کا گروہ عرب سے نکلکر دنیا مین پھیل گیا کیا تم اوسکو نہین پہچانتے جو عرب سے چشت آیا اور بڑھتے بڑھتے جس نے سرزمین ہند مین آکر اعلان حق کا فرض ادا کیا اور اپنی قوت صداقت سے بڑے بڑے نبرد آزماؤن کے زور بازو اور شجاعت کے غرور کو خاک مین ملا دیا جسپر دار الخیر اجمیر شریف کا تقدس قیامت تک گواہ رہیگا۔ درحقیقت اعلان حق کا نشہ وہ کیف نہین ہے جسکو دنیا کی کوئی قوت اوتار سکے۔ یہی سرور تھا جسنے حضور غوث العالم محبوب یزدانی تارک السلطنۃ مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کو سمنان کے آزاد تخت و تاج سے علیحدہ کرکے ہندوستان کے ایک دیہات کچھوچھہ شریف مین بٹھا دیا اور آج اوس بارگاہ بیکس پناہ کی عظمت محتاج بیان نہین ہے۔ اعلان حق کرنے والے تنہا آئے مگر اپنے صداقت کی بدولت یہان یہ دیکھا کہ توحید و رسالت کے دلدادون کی جماعت اونکے ساتھ تھا اور ہو رہی ہے ایسی جماعت جسکا ہر فرد بجائے خود تبلیغ کا سرچشمہ بنا ہوا تھا مجھے اب اسکے کہنے کی ضرورت نہین کہ مسلمان اعلان حق کرنے والون کا نام تھا اور اسی جذبہ نے قوم مسلم کو عزت دی تھی یہان اتنا اور بتا دون کہ اعلان حق کی استعداد اوس قلب مین پیدا ہوتی ہے جس مین جرأت و ہمت۔ عقل و فراست۔ دین و دیانت۔ استقلال و شجاعت صبر و قناعت۔ تحمل و مروت موجود ہو اور اگر ان مین سے کسی ایک کی بھی کمی ہے تو اعلان حق صحیح معنو مین ایک امر محال ہو اگر آپ

خدائے قدوس ہی سے ڈرتے ہیں اور اپنی عقل و فراست سے خطرات و مہالک سے اپنے کو بچا سکتے ہیں دین حق و دیانت صادقہ سے ایک رنج بھی آپ کو گوارا نہیں ہو ظاہری ناکامیابیاں آپ کی پامردی کو متزلزل نہیں کر سکتی ہیں اور مصائب کی تاب آپ میں موجود ہے اور انتقام پسندی کے بجائے آپ چشم مروت رکھتے ہیں تو آپ کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ آپ با ایمان ہیں اور آپ کی کامیابی و برتری کا ازلی وعدہ ہو چکا ہے انتم الاعلون ان کنتم مومنین برخلاف اسکے اگر آپ کا دل مادی قوتوں سے مرعوب ہو چکا ہے یا اندھیر نگری کی حالت میں جاہلوں کی ملامت اور کمینوں کی نفرت سے بچنے کا خیال جاتا ہے یا جوشش کا درجہ جنوں تک پہنچ چکا ہے یا دین کا پاس اور دیانت کا لحاظ معاذ اللہ باقی نہیں رہا یا ناکامیوں کو یاد کر کے سکتہ طاری ہو جاتا ہے یا شکم پروری اور دنیا طلبی مد نظر ہے یا شہرت و اظہار جاہ و جلالت مطلوب ہے تو آسمان کے تارے اور زمین کے ذرے گواہ ہیں کہ اسکا نتیجہ دارین کی روسیاہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے جبتک قوم مسلم میں صفات خمسہ مذکورہ کا وجود تھا اوسوقت تک "اعلان حق" کا عروج کسی پر پوشیدہ نہ تھا یورپ کے سلاطین ہماری رضاجوئی کے درپے تھے اور ایشیا کی قوم ہماری اطاعت کی خواہشمند تھی اور افریقہ کا صحرائی ہماری غلامی پر نازاں تھا یہاں تک کہ بساط عالم کا رخ باد مخالف سے پلٹ گیا اور جذبات صداقت پر حملہ آور وہ قوم پیدا ہوئی جسکا کبھی خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کلمہ طیبہ پڑھ پڑھ کر اسلامی تنظیم و اجتماع کے خلاف خروج و بغاوت کا مادہ پیدا ہوا اور اسقدر پھیلا کہ جسکی داستان غم برسوں میں ختم ہوگی۔

ابھی کم و بیش سو برس کی بات ہے کہ نجد کے مشہور جنوں خیز ملک میں ابن عبدالوہاب نے مذہب کی بنیاد رکھی اور دیکھتے دیکھتے اوسکا اثر ہندوستان میں پھیل گیا۔ دہلی میں اوسکا تخم لگایا گیا اور اوسکی پرورش اس شان سے کی گئی کہ اوسکے ثمرات کی تجارت اب علاقہ دیوبند میں ہو رہی ہے انکی شرک فروشی و بدعت نوشی کا یہ حال ہو گیا ہے کہ پر قشقہ لگانے۔ گائے کی پرستش کرنے منبر رسول پر مشرک کو بٹھانے قرآن و رامائن کو برابر رکھ کر گشت کرانے گیتی کے پنڈال سجانے وغیرہ پر انکی زبانیں گونگی اور قوت ناطقہ

معدوم ہوجاتی ہے مگر میلاد شریف فاتحہ عرس کے خلاف زہر اوگلنے کے لیے ہر وقت
کمر بستہ رہتے ہیں زمانہ رسالت سے لیکر آجتک سب مشرک ہوجائیں انکی بلا سے
مگر انکی فرقہ بندی کا شکم بھر ارہے شغل ہے ۔ مصرعہ بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا
چنانچہ دربار رسالت میں سڑی سڑی گالیاں اور دربار الوہیت میں شرمناک
منھ زوریاں دکھا کر کفرستان ہند کے شیخ وامام بابوں کہو کر کفر وجہنم کے صدر نشین
بنگئے اور ہزاروں ذلتوں اور رسوائیوں کے باوجود نہ توفیق توبہ میسر ہوئی نہ اپنی
قاعدہ کو بدلا کہ جو انکو مانے وہ مسلمان ورنہ مشرک بدعتی ہے ان جنت ودوزخ
کے ادعائے ٹھیکیداری کو دیکھکر قادیان میں ایک شخص کو بلند پروازی سوجھی اور
وہابیوں نے مسئلہ امکان نظیر میں جو کمائی دکھائی تھی اسکو وہ لے اڑا اور نبوت کا
دعوے کر بیٹھا دوسری طرف چکڑالویوں نے سر اوٹھایا اور اتباع النبی صلے اللہ تعالے
علیہ وسلم سے انکار کر دیا کچھ لوگ وہابیت کے ساتھ ساتھ تقلید پر بدلگا بیان دکھانے
لگے غرض ایک اندھیر مچ گیا اور شور وغل اسقدر بڑھ گیا کہ اعلان حق کی آواز کا
امتیاز دشوار ہوگیا اسلام کے اس نازک وقت میں علماء کرام وعلم برداران شریعت
کے لیے جا پڑنہ تھا کہ وہ اسکے دفاع سے غفلت برتیں اور اس مہلکہ کو نذر تغافل
کردیں بلکہ واقعات کی نشو ونما اس انداز پر تھی کہ ائمہ شریعت وحاملان دین کی ذمہ داری
اسطرف بڑھ گئی تھی اور "اعلان حق" کا فرض ان مرتدین کی بیخکنی میں محدود ہوگیا
تھا وقت کی نزاکت اسوجہ سے زیادہ بڑھگئی تھی کہ مسلمانوں کے پانچوں صفات
حمیدہ میں کمزوری آگئی تھی اور بعض صفات حمیدہ کا تو بالکل فقدان ہوگیا تھا اسی
"اعلان حق" کی جراءت ہونا درکنار اوسکی طرف سے غفلت بلکہ معاذ اللہ نفرت سی
آگئی تھی اور دردمندان اسلام کو کلمۃ الحق کہنا دشوار ہوگیا تھا کہ پھر اوسی خدائی
قدوس نے ہماری حالتوں پر رحم فرمایا جس نے اسلام کو انشٹ قانون قرار دیا ہے
چنانچہ ہندوستانیوں نے دیکھا کہ بدایوں میں حضرت مولانا عبد القادر صاحب
رحمۃ اللہ تعالے علیہ اور رامپور میں حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالے
علیہ لکھنؤ میں حضرت مولانا عبد الرزاق صاحب رحمۃ اللہ تعالے علیہ وغیرہ وغیرہ اور
سرزمین بریلی پر ایک حق گو حق پرست اور حق شناس ہستی تھی جس نے بلا خوف

لومۃ لائم، اعلان حق کے لیے میدان جہاد مین قدم رکھدیا اور قوم کے تفرقون سے بے پرواہ ہوکر اپنی اوس شان امامت و تجدید کو عرب و عجم پر روشن کردیا جسکی عظمت کے سامنے اعدائے دین کے کلیجے تھراتے رہتے ہین میرا اشارہ اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی طرف ہے جنکے فراق نے میرے بازو کو کمزور کردیا اور مسلمانون کو جنکی وفات نے بیکس و ناتوان کردیا۔

(آپ لوگ عقیدت کے پھول اسوقت پیش کرین اور سورہ فاتحہ پڑھکر اوسکا ثواب مولانا کی خدمت مین ہدیہ کرین)

اس امام وقت کی وفات اسلامی ہند مین کوئی معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ یہ اوس عظیم انقلاب کا پہلا واقعہ تھا جسکی گردش مین آج ہم آپ پریشان ہین مسلمانون کا افسوسناک جمود و یورپ کی حریصانہ نظر اعدائے اسلام کی بلند پروازی کا ارتقاء اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ اگر بیرون ہند اسلامی حکومت کے حصے بخرے تقسیم کرنے پر وہ دشمن قومین تلی ہوئی ہین جنکو ہماری کفش برداری نے تاجدار کردیا تھا اور آج حرم پاک کے بیگناہون کے خون سے اوس سفاک و ظالم ابن سعود کا ہاتھ رنگین ہو رہا ہے جبپر دارالاسلام کا داخلہ حرام تھا۔

تو اندرون ہند وہ پیڑ پتھر ڈھیلے مٹی سے ڈرنے والی قوم مسلمانون کے ایمان پر حملہ آور ہے اور سنگھٹن شدھی وغیرہ کا حربہ لیکر اون بہادرون کو مادہ پرستون نے ڈرانے کی دھمکی دی ہے جو ہمالیہ کی چوٹیون کو ہزار برس سے پامال کررہے ہین وہ ہمالیہ جسکے کنکر پتھر کو یہ لوگ معبود بنائے ہوئے ہین یا کم از کم روح و مادہ کی بھول بھلیان اور تناسخ کے چکر مین سرگردان ہین اور جنکی فطرت مین غلامی و قوت پرستی ہمیشہ سے تھی اسیطرح شقی ابن سعود کی سفاکیون اور بیحیائیون کو دیکھکر ہندی وہابیون نے مسلمانون پر فقرے کسنے شروع کردئے ہین اور اب علانیہ اوس وہبیت و نجدیت پسندی کو کہا جاتا ہے جسکو امام اہلسنت کے زمانہ مین کہتے ہوئے شرم آتی تھی کیا غضب ہے کہ اعلیحضرت غازی اسلام امیر امان اللہ خان فرمانروا افغانستان خلد اللہ تعالےٰ ملکہ و سلطنتہ ایک مرتد قادیانی کو بحکم شریعت قتل کرکے سنت صدیقیہ کی مثال قائم کرتے ہین اور عالم اسلامی اس واقعہ پر مبارکباد

کو رہا ہے مگر ہندوستان ہی وہ مقام ہے جہان دنیا بھر کے ٹھیکیدار بستے ہین چنانچہ
وہ گنتی کے لوگ جنھون نے اسلامی سلطنت پر بیجا انداز سے ناجائز حملہ کیا تھا
وہ ہندوستان ہی کے تھے ابن سعود ایک فرضی و خود ساختہ جعلی "موتمر اسلامی" کی دعوت
موجودہ زمانہ کی مشہور مکاریون کے لیے دیتا ہے اور دنیا نے اسلام اوسکی صدا کو
شور غوک و خر کے برابر بھی نہین سمجھتی مگر ہندوستان ہی وہ جگہ ہے جسکے ساحل
بمبئی مین صرف ایک شخص نے بطور خود مدعو بنکر اپنے ساختہ پرداختہ تین سنیون
کو شرکت جلسہ کے لیے روانہ کیا اگرچہ اونکے لیے داخلہ حرم ازل سے مسدود رہا تھا
اعلیحضرت محی الاسلام فرمانروائے حیدرآباد کے زیرنگین ایک اتفاقی سبب سے ایک
بتخانہ منہدم ہو جاتا ہے اوسکا معاوضہ سلطنت زیادہ سے زیادہ دے رہی ہے
مگر وہ ہندوستان ہی کا ملک ہے جس مین ابتک مخالفت کی آواز بلند کی جا رہی ہے
بلکہ الحاق برار کے جیسے ضروری مسئلہ سے اسلیے لوگونکو ہٹایا جاتا ہے کہ بتخانہ کے
عوض کوئی مسجد کیون نہ منہدم کرادی گئی یعنے ترکون کے نظام عمل پر نکتہ چین، ہاشمیہ کے
عروج کا مخالف، افغانیون کے امور داخلیہ پر معترض احترام حرم پاک کا دشمن غرض
دنیا بھر کا ٹھیکیدار ہر معاملہ مین ہندوستانی ملتا ہے آخر یہ کیا ہے؟ اسکا جواب صرف
دیتا ہے کہ مسلمانون نے اپنا فرض فراموش کر دیا ہمکو یاد نہین رہا کہ ہم ہندوستان
کیون آئے تھے ہمنے زمینداری تجارت، ملازمت وغیرہ ہی کو مقصود اصلی قرار دیدیا
اور اسکا خیال نہ رہا کہ اس قسم کے حرص دنیا مین ہرگز یہ قوت نہ تھی کہ ہمکو ہمارے بابرکت
گھر سے علیحدہ کر دیتی اگر راحت دنیا کوئی چیز قابل قدر ہوتی تو گروہ انبیا سلاطین وقت
ہوتا اور کربلا کی انجمن جلتے تپتے ریگستان پر قائم نہوتی اور ہم تو اپنی کہتے ہین کہ بغداد کا راج
اور عثمان کا تخت و تاج چھوڑ کر آج ہندوستان کی مشکلات کو اختیار نہ کیا جاتا مگر
ہمارے بزرگون نے اپنے نظام حیات سے اس حقیقت کو آفتاب سے زیادہ روشن
کر دیا کہ مسلمانون کے سفر و قیام کا صرف ایک مدعا ہے اور وہ اعلان حق ہے مگر
ہماری فراموشی اور غفلتون کی انتہا ہے کہ صفات محمودہ آہستہ آہستہ ہم سے رخصت
ہوتے جاتے ہین اور ہمارے تفرق و تشتت کا افسوسناک منظر ہمارے اعدا کو شہ دے
دے کر اوبھار رہا ہے۔ ہمین معلوم ہے کہ اب بھی ہندوستان مین مشائخ کرام و

وعلماء عظام کی مبارک ہستیاں موجود ہیں جنکی برکت سے اس تاریک ملک کا زمین و
آسمان قائم ہے مگر سب کا شیرازہ اسطرح بکھرا ہوا ہے کہ ہر ہستی کے مقامی اثر کا پھیلا
ایک درجہ پر جا کر محدود ہو گیا ہے اور وہ اپنے تمام نمایاں کاموں کا تنہا ذمہ دار ہو کر
رہگیا ہے اور اب بھی مسلمانوں کا بڑا گروہ اونکے برکات سے محروم ہے اسی کا نتیجہ ا
کہ آریوں اور مشرکوں نے نڈر ہو کر ملکانہ کے علاقہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو اقرار کرنا
پڑا کہ اونکے سایۂ عاطفت سے یہ ملک برسوں سے علیحدہ پڑا تھا اس موقع پر میرا
فرض ہے کہ اراکین جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی اور ممبران انجمن خدام الصوفیہ علی پور
سیداں ضلع سیالکوٹ کو دلی مبارکباد دوں جنھوں نے قوم کی طرف سے ملامت کی
بوچھار ہونے پر بھی ایک سنت کی تاجبرہ کی اور وقت پر پہونچکر مشرکین کے پر غرور سر کو
کچل کر رکھدیا جب اشرفی جھنڈا اس علاقہ میں پہونچا تو ہمنے خود جا کر اس منظر کو
دیکھا کہ کام کرنے والوں کی دشواریاں اس درجہ بڑھی ہوئی ہیں جنکا تصور بھی گھر بیٹھنے
والے دماغ پر بار ہے ۔

ماہ مبارک ہے گرمی کی شدت ہے پانچ پانچ دس دس کوس کا پاپیادہ سفر ہے
افطار کے لیے چنا بھی کبھی میسر نہیں ہے مگر عزم وثبات کا یہ عالم ہے کہ ہر خار راہ ان مجاہدین
کی نگاہ میں گل بوٹا نظر آرہا ہے ایک ایک فرد کی دولت ایمان کو بچانے کے لیے اون
اون مصیبتوں کو برداشت کیا گیا ہے جنکی داستان بہت طویل ہے لیکن کیا ہماری
بدقسمتی اور قیامت خیز بدقسمتی اس سے بڑھکر ہو سکتی ہے کہ وہ مقتدین اور کارکن جو
آج اپنی ذمہ داریوں سے اسلئے علیحدہ ہو رہی ہے کہ مالی ناداری نے اونکو کھوکھلا
کر دیا ہے اور اب اونکو ایک قطرہ پانی کا پلانے والا ہندوستان میں نہیں ملتا
انجمنوں کے بننے بگڑنے کا تماشہ تو ہندوستان کا روزمرہ ہو رہا ہے اور دنیا طلبی کے
کاموں میں بھی مذہبی رنگ پیدا کرنا ایشیائی مذاق کا ایک کھیل ہے کل کی بات ہے
کہ ترکوں کے نام پر کمیٹیوں کی اسقدر بھرمار ہو رہی تھی کہ نام کا ملنا دشوار ہو گیا تھا
کھینچتان کے آدمی نے اپنے مہاراج بننے کو بھی ترکوں کی خدمت قرار دیا تھا اور بڑا لطیفہ
تو یہ ہے کہ ترکوں کے سینہ پر ہندوستان آنے کے وقت بھالے رکھدینے پر آمادگی
دکھائی اور اسکو ترکوں کی خدمت بتایا مگر آخر دنیا فانی دنیا کے اغراض فانی ایک کی

کر کے خود بخود ساری کمپنیان معدوم ہوگئین، اور اب اون وسیع خزانہ کے سوا کچھ نہ رہ گیا جو غریب مسلمانون کا پیٹ کاٹکر جمع کیا گیا تھا ان انجمنون کے اغراض و مقاصد سے علیحدہ ہو کر اگر اونکی فنا کے اسباب پر نظر کرو تو صرف یہی پاؤ گے کہ اون صفات خمسہ کا فقدان تھا جنکے بغیر مین کہہ چکا ہون کہ اعلان حق ایک محال امر ہے اول تو کسی مین جرات وہمت نہ تھی اور تھی تو عقل وفراست سے وہ خالی تھے اگر تدبر بھی تھا تو دین و دیانت سے واسطہ نہ تھا اگر کسی کو دین کی بھی لاج تھی تو مزاج مین استقلال نہ تھا اور صبر وقناعت کا کیا حال لکھون کہ ممبری کے بعد بالخصوص جیلخانہ کا وضعدار بننے پر اونکے بال بچانہ کا جائزہ لینا حرام اور اونکے موٹر کا خرچ دریافت کرنا جرم ہوگیا تھا۔ تحمل و مروت کے فقدان پر یہی کافی دلیل ہے کہ اپنے ناصح مہربان پر اونکے غرانا اونکا کام تھا لہذا ایسے کامون کا اوبھر کر دب جانا مقام حیرت نہین ہے۔ ہان تعجب اسکا ہے کہ ایک جری و باہمت عقیل و دیندار و متدین و مستقل المزاج و شجاع صابر و قانع متحمل و بامروت جماعت خالص دینی مذہبی تبلیغی کام کرتی ہے اور صرف مالی ناداری اونکے بلند حوصلون کے راہ مین رکاوٹ پہنچاتی ہے۔ پیارے عزیزو اگر ہم اسی حالت مین ہون اور پھر قیامت برپا کردیجائے اور سب سے پہلا سوال یہ ہو کہ اعدائے اسلام مملکت اسلامیہ کی دھجیان اوڑا رہے تھے ابن سعود نجدی حرم پاک کی بیحرمتیان اور عتبات عالیہ کو منہدم کرتا تھا عراق وحجاز یعنی مقدس جزیرۃ العرب کا احترام خطرہ مین تھا۔ تمھارے پڑوس مین وہابیون کا زور شور اور اونکے فتنون کا بازار گرم تھا قادیانیون کی ریشہ دوانیان بڑھی ہوئی تھین آریون کا حملہ روز بروز بڑھتا جاتا تھا اسوقت تمنے اے اسلام کے مدعیو۔ اے حسین مظلوم کے سوگوارو۔ اے غوث پاک محی الملۃ والدین کے نیازمندو۔ اے خواجہ ہند معین الملۃ والدین کے حلقہ بگوشو۔ اے خواجہ نقشبند ناصر الاسلام والمسلمین کے غلامو تم یوروپ کی دراز دستیان ابن سعود کی سفاکیان وہابیون کی منہ زوریان قادیانیون کی بے لگامیان آریون کی چیرہ دستیان دیکھتے تھے بولو کہ تمنے ہمارے بتائے ہوئے طریقہ پر کیا کیا تمھارے اعمال نے تمکو سنی قادری چشتی نقشبندی ثابت کر دکھایا یا یہ کہ تمھارے کرتوت نے تمھارے دعوے کو غلط قرار دیا۔

پیارے عزیزو! سچ بتاؤ کہ اس سوال کا جواب ہمارے پاس کیا ہوگا

جماعت رضائے مصطفےٰ اگراپنی کارہائے نمایاں دکھا کر بری ہو گئی تو اس سے ہمارا کیا بھلا ہوگا لہٰذا مرنے سے پہلے توبہ کرلو اور قیامت آنے سے پیشتر توشہ جمع کرلو جماعت کی موت کو اپنی تباہی کا مقدمہ سمجھو اور اوسکو دائمی حیات سے مطمئن کردو ہے آپ کا وقت بہت زیادہ ضائع کیا اور اب میں مختصر لفظوں میں صرف اتنا عرض کرونگا کہ ہماری تاریخ کی ابتدا اور انتہا میں جو زمین و آسمان کا فرق ہے وہ آپ پر ظاہر ہوگیا اور آپ نے سمجھ لیا کہ اس مصیبت کا خاتمہ اسی پر موقوف ہے کہ منتشر قوتیں یکجا کردیجائیں اور خانقاہ و مدرسہ سے لیکر غریب مسلمانوں کے جھونپڑے تک کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دیا جائے اور اپنی تمام ملکی قومی مذہبی امور کی باگ اسطرح حضرات علماء کرام کے مقدس ہاتھوں میں دیدیجائے جس سے سرتابی کی مجال کسی میں باقی نہ رہے ہم نہایت آزادی کے ساتھ توپ کے دہانے کے سامنے کفر پسندوں کی نفرت سے بے پرواہ ہوکر "اعلان حق" کریں کیونکہ اعلان حق تیرہ سو برس سے صرف ہم مسلمانوں اور خالص سنیوں کا کام رہا ہے اس میں کسی وہابی قادیانی گاندھوی وغیرہ کا کوئی حصہ نہیں ہے اسی درد نے ہمارے فرزند روحی و برادر ایمانی استاذ العلماء مولانا حافظ سید محمد نعیم الدین صاحب اشرفی جلالی کو بے چین کردیا اور یہ اونکے جذبات صادقہ کی ادنیٰ کشش ہے کہ پنجاب سے بنگال تک کے ہر صوبہ کا مسلمان آپ کے سامنے موجود ہے جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے دست ہمت و کارپردازی پر بیعت کرنے کو تیار ہے۔

پیارے سنیو! یہ کانفرنس آپ کی تنظیم و اجتماع کی بہترین صورت ہے اور عالم اسلامی میں ہماری واحد نمائندہ جماعت ہے اور اسکے اعلیٰ مقاصد میں ہماری اون مصیبتوں کا دفعیہ بھی داخل ہے جو منحوس قرض کے نام سے ہماری مالیات کو کمزور کررہی ہیں یعنے ہماری بہبودی دارین کی یہ اپنے شان کی ایک ہی کانفرنس ہے اور تمام سنی انجمنیں اسمیں منضم ہوگئی ہیں اسکے ماتحت صوبہ کانفرنس ضلع کانفرنس تحصیل کانفرنس کا جلد سے جلد قیام سنیوں کے بازو سے عمل پر فرض ہے۔

جیسے آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام کلکتہ میں سنا تھا اور اسکے مقاصد حسنہ کو معلوم کرکے ان تاریخوں کا بیچینی کے ساتھ انتظار کر رہا تھا مجھے جو غم کھائے جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس مبارک بنیاد کے وقت میری عمر کا بڑا حصہ گذر چکا ہے اور ضعیفی و ناتوانی نے

اسطرح مجھکو گھیر لیا ہے کہ میں آپ کا ایک عضو معطل ہو کر رہ گیا ہوں اور سخت شرمندہ ہوں کہ اس مقدس تحریک کی کوئی خدمت پیش کرنے میں حق سے سبکدوش نہیں ہو سکتا ہوں۔

ان میری اسّی برس کی کمائی میں صرف دو چیزیں ہیں جنکی قیمت کا اندازہ اگر آپ میری نگاہ سے کرینگے تو ہفت اقلیم کی تاجداری ہیچ نظر آئے گی یہ میری بڑی قیمتی کمائی ہے جس پر مجھکو دنیا میں ناز ہے اور آخرت میں فخر ہوگا جسکو میں کبھی اپنے سے جدا نہیں کر سکتا تھا لیکن آج اعلان حق کے لیے میں اپنی ساری کمائی نذر کر رہا ہوں میرا اشارہ پہلے اپنے لخت جگر و نور العین مولینا الحاج ابو المحمود سید احمد اشرف اشرفی جیلانی پھر اپنے نواسہ و جگر پارہ مولانا الحاج ابو الحامد سید محمد محدث اشرفی جیلانی کی طرف ہے جن دونوں کی ذات میری ضعیفی کا سرمایہ ہے میں آج ان جگر کے "ٹکڑوں" کو نذر پیش کرتا ہوں کہ "اعلان حق" میں حیات کی آخری ساعت تک سنت و اہل سنت کی خدمت جو سپرد کی جائے اوس میں میری تربیت و حقوق کا حق ادا کر دیں۔

امید ہے کہ آپ ایک متوکل درویش کی ناچیز نذر کو قبول فرما کر مجھے رب کی سرکار میں سرخرو فرمائیں گے اور آپ یقین رکھیں کہ میری رات دن کی دعائیں آپ سے جدا نہ ہونگی اور آپکا درد میرے دل سے کبھی نہ جائیگا۔

اے میرے پیارے سنیو! خدا کرے کہ تم غفلت کو ہٹاؤ ہوشیار رہو اغیار کو پہچانو اپنی تنظیم کی قدر کرو محبت اور اتفاق کا مجسم بن جاؤ۔ بڑھو پھولو پھلو اور تمہارے اقتدار کا پرچم زمین پر لہراتا ہو۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

وما ذالک علی اللہ بعزیز وانہ علی کل شیٔ قدیر والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ البشیر النذیر والہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

فقیر ابو احمد المدعو سید محمد علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ
کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

خطبۂ صدارت

حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ

آل انڈیا سُنّی کانفرنس مُراد آباد

۲۰ ــــــ ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ / ۱۶ ــــــ ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء

صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے حضرت مولانا حامد رضا خاں قدس سرہ کا یہ خطبہ سُنّی کانفرنس کے پس منظر اور اغراض و مقاصد کی مکمل جامعیت سے وضاحت کرتا ہے۔ بعد کے تمام علماء اور خطباء نے حضرت مولانا موصوف کی دینی معلومات کی وسعت اور ملی و سیاسی امور کی بصیرت کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ اس خطبہ میں جو امور بیان ہوئے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) تنگ دل ہندوؤں کے مظالم ــــــ شدھی تحریک، سنگھٹن، ذبیحہ گاؤ پر فساد بلکہ قتل عام، ہندوؤں کا مزاج ــــــ جانوروں سے محبت اور انسانوں پر ظلم، سوراج کے بہروپ میں مسلمانوں کو دائمی غلامی کے جال میں پھنسانا۔

(۲) بعض مدعیانِ اسلام کی غیر اسلامی حرکات، ہندو مسلم اتحاد کی دعوت کے مضر اثرات تحریک خلافت، عدم تعاون، ہجرت میں مسلمانوں کے بے پناہ نقصانات ان تحریکوں میں

بعض لیڈروں کی بے اعتدالیاں۔

(۳) تعلیم، تبلیغ، تعلیم بالغاں، قدیم اور جدید علوم کی ضرورت،

(۴) اتحاد بین المسلمین، تنظیم مساجد،

(۵) معاشرتی زندگی کے رہنما اصول، امن پسندی، تحمل، رسومات بد سے احتراز۔

(۶) مسلمانوں کی اقتصادی ترقی کا انحصار —— تجارت، مسلمانوں سے خرید و فروخت، مقدمہ بازی کی لعنت سے بچاؤ کی تدابیر، قانونی چارہ جوئی کے لئے مسلمان وکلاء کی تنظیم، ملازمت کی بجائے ہنر حاصل کرنا، صنعت و حرفت کی ضرورت، گداگری کی لعنت سے نجات کا طریقہ، زمین و مکان کی خرید، اسراف سے پرہیز اور میانہ روی کی تلقین، کسب معاش کی اہمیت، قرضہ لینے سے حتی الامکان احتراز، سودی قرضہ سے بچنے کے لئے بیت المال کی طرز پر مسلمان قرضہ حسنہ کے وغیرہ کا اہتمام کریں۔

(۷) مسلمانوں کا تمدن، تہذیب، روایات، مذہب وغیرہ دوسرے مذاہب خصوصاً ہندوؤں سے بالکل الگ ہے —— دو قومی نظریہ کی تشریح۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد مندرجہ بالا اصول ہیں۔ مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقی کے یہ دائمی اصول ہیں، جن کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وقت گزرنے کے باوجود یہ اصول آج بھی مسلمانوں کی ترقی کے ضامن ہیں۔

اس خطبہ کو مولانا محمد ابراہیم رضا خاں نے ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء میں مطبع اہل سنت بریلی سے طبع کروا کر شائع کیا تھا۔ کتاب ہذا میں اسی مطبوعہ خطبہ کے سرورق کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ خطبہ بھی دیمک خوردہ (شاید ناقص الآخر) فوٹو سٹیٹ کی صورت میں جناب پروفیسر محمد ایوب قادری (کراچی) سے دستیاب ہوا ہے۔ آپ تک اصل خطبہ پہنچانے کی غرض سے دیمک خوردہ مقامات خالی[۱] چھوڑ دیئے گئے ہیں۔

اس خطبہ کی فراہمی کے سلسلے میں ہم پروفیسر صاحب موصوف کے شکر گزار ہیں۔

---

[۱] قارئین کرام کو ان مقامات پر زحمت پیش آئے گی جس کیلئے ہم معذرت خواہ ہیں، جہیں لی الحال سعی بلیغ کے باوجود مکمل نسخہ دستیاب نہ ہوا۔ انشاء اللہ العزیز آئندہ ایڈیشن میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ (مرتب)

نوٹ: چونکہ فوٹو سٹیٹ سے "عکس" تیار نہیں ہو سکا اس لئے مذکورہ خطبہ کی کتابت کرائی گئی۔

جس میں بحمدہ وتعالیٰ وہ نفیس و جمیل و عظیم و جلیل

خطبۂ صدارت

جمعیت عالیہ

جو

حضرت حامیٔ سنن ماحیٔ فتن نحریر علامہ حبر کلامہ حجۃ الاسلام شیخ الانام المولوی المفتی الشاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضوی بریلوی صدر مجلس استقبالی جمعیۃ عالیہ اسلامیہ دام فیضہم نے اجلاس ہائے

آل انڈیا سنی کانفرنس

منعقدہ ۲۰ تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء بمقام مرادآباد کے لیے

مرتب فرمایا

مطبع اہلسنت بریلی میں

باہتمام مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ

افضل رسلہ وسید الانبیاء محمد و آلہ اجمعین

عہد حاضر

اگرچہ اسلام کی نشوونما ہی مخالفتوں میں ہوئی اور ہر زمانہ میں مخالفین کی زبردست طاقتیں اُس کے درپے استیصال رہیں لیکن عہد حاضر کے مصائب اور دور موجودہ کے فتنے بہت زیادہ مہیب اور بھیانک نظر آ رہے ہیں. ایک طرف تو مختلف قسم کے دشمنوں کا اسلام اور مسلمانوں کو مٹا ڈالنے کے لئے ٹوٹ پڑنا اور اس خیال میں مجنونانہ کوششیں کرنا اور شب روز مصروف ایذا و آزار رہنا اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کو اپنی زندگی کا بہترین مقصد قرار دینا۔ دوسری طرف مسلمانوں کی ہر طرح کی کمزوری اپنے مآل سے غفلت اپنی حفاظت سے بے پروائی مذہب سے ناواقفیت باہمی مناقشات تھوڑی سی طمع پر دشمنان اسلام کی تائید اور غداری پر آمادہ ہو جانا۔ اپنے اوپر اعتماد نہ کرنا دشمنوں کو دوست سمجھنا اور اپنے آپ کو ان کے ہاتھوں میں دیدینا. دوست نما دشمنوں اور مسلم نما بدخواہوں کو نہ پہچاننا امراء کا غرباء سے نفرت کرنا اپنے اسلامی بھائیوں کو ان کی غریبی یا ناداری کی وجہ سے بنظر حقارت دیکھنا. پیہم پیش آنے والے حوادث سے عبرت پذیر نہ ہونا. بار بار اہلِ غرض کے فریب میں آجانا اور کمال بدعقلی سے پھر بھی ہوشیار نہ ہونا اور ان کے دام تزویر کے شکار ہوتے رہنا. یہ وہ حالات ہیں جن پر نظر کر کے کہا جا سکتا ہے کہ پچھلے ادوار میں مسلمانوں کو جن مصائب سے سامنا پڑتا رہا ہے وہ ان عبرت انگیز حالات

کے مقابل ہیچ ہیں بہت سے ملت فروش مسلمانوں کے نمائشی چھند ربن کر ان کی رہنمائی کے دعاوی کے ساتھ دشمنان اسلام سے دولت حاصل کرنے کے لالچ میں مسلمانوں کی بدخواہی اور اغیار کی خدمت گزاری کر رہے ہیں۔ مسلمان ان کے اسلامی نام اور دعوی اسلام سے دھوکے کھاتے اور غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر　　دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم

دردمندانِ اسلام

دردمندانِ اسلام کس سوز و گداز میں ہیں اور ان کی راتیں کس بےچینی سے سحر ہوتی ہیں ان کے دماغ کس پیچ و تاب میں رہتے ہیں لیل و نہار کی ساعات ان پر کیسے مکدر اور کرب و اضطراب میں گزرتے ہیں حسرتوں کی تصویریں اور امیدوں کے بن بن کر بگڑنے والے نقشے ان کے لئے عذاب جان ہو رہے ہیں۔ میں خود بھی مدتوں سے اس سرگردانی میں ہوں بایں خیال کہ کوئی عالی دماغ دردمند مذہب اس مقصد کے لئے کوئی تدبیر اور مسلمانوں کے فلاح و اصلاح کا کوئی موثر و کامیاب طریقہ تجویز فرمائے تو ضرور وہ ان کے حق میں نافع ہوگا میری فکر کیا چیز ہے جو پیش کرنے کے قابل ہو لیکن جب کسی طرف سے صدا نہ اٹھی کسی بزرگ نے کوئی کافی رہنمائی نہ کی اور مسلمانوں کے لئے حالاتِ موجودہ کے اعتبار سے کوئی دستور العمل تجویز نہ کیا گیا تو ناچار میں نے قصد کیا کہ اپنے خیالات کو قلمبند کر کے حاضر کروں اہل علم و اہل رائے اس میں جو تدبیر مناسب اختیار فرمائیں براہ کرم خاکسار کو اس سے مطلع فرمائیں۔

مقاصد

مسلمانوں کی درستی اور کامیابی کے لئے جو اہم مقاصد اس وقت نصب العین اور فوری جدوجہد کے طالب ہیں وہ کم از کم یہ چار ہیں (۱) تبلیغ (۲) مذہبی تعلیم (۳) حفظ امن

(۴) اصلاحِ معاشرت۔

پہلا مقصد

ہمارا پہلا مقصد تبلیغ ہے جس دن سے اسلام دنیا میں چمکا اُسی روز سے اُس کی شعاعوں نے دشت وجبل بر و بحر کو اپنا فیض پہنچانا شروع کیا داعیِ اسلام علیہ الصلوٰۃ و السلام کی پہلی صدا دینِ حق کی تبلیغ تھی اور تمام عمر شریف کا لمحہ لمحہ تبلیغ میں صرف ہوا حضور سے پہلے جو ربانی ہادی (انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام) تشریف لاتے رہے وہ بھی ہمیشہ تبلیغ فرماتے رہے اور اُسی وجہ سے اُنہیں بے شمار جانکاہ اور خطرناک مصیبتیں اور ایذائیں برداشت کرنا پڑیں جنکو رضائے الٰہی کے لئے وہ بخوشی برداشت فرماتے رہے حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم) اور تابعین کا ہر فرد اسلام کا مبلغ تھا اور ایسا مبلغ کہ اُس کی زندگی کا مقصد تنہا اسلام کی تبلیغ تھی اور بس۔ اس تبلیغ کے لئے اُنہوں نے کیسی محنتیں اٹھائیں مشقتیں برداشت فرمائیں جانیں نذر کیں مال فدا کیے یہ ان کے کارناموں پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہے اُن کے بعد کے مسلمان بھی اس طرح اس میں مصروف رہے کہ اُن کے احوال کا مطالعہ انسان کو حیرت میں ڈالتا ہے اقالیم و ممالک کے فاتحین وسیع اور زرخیز ملکوں پر قابض ہو کر دولت و مال اور حکومت و سلطنت کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ دین کا اعلا اور اسلام کی تبلیغ وہ چیز تھی جو اُن کا نصب العین رہتی تھی جب تو اُن کے غلاموں نے سلطنتیں کیں اور ایسی سلطنتیں کہ تاجداری کا عہد درویشی اور دینداری کی زندگی کا اعلیٰ نمونہ ہے وہ تختِ سلطنت پر متمکن ہو کر ایک نادار فقیر کی طرح بسر اوقات کرتے تھے سلطنت کے معمور خزانوں کے باوجود اُن کی معاش ان کے اپنے ہاتھ کے کسب پر موقوف تھی اُن کا طرزِ عمل دینداری و پاکبازی کا بہترین معلم تھا۔ غرض مسلمانوں کے جس طبقہ پر نظر ڈالئے وہ اسلام کا مبلغ نظر آتا ہے۔ بادشاہ ہے تو مبلغ وزیر ہے تو مبلغ امیر ہے تو مبلغ بلکہ فقیر ہے

تو مبلغ حضر و سفر میں تبلیغ بر و بحر میں تبلیغ دنیا میں دھوم مچا دی غلغلے ڈال دیئے زمانہ معمور کر دیا جہاں رنگ ڈالا عالم کو اسلام کا متوالا بنا دیا سرزمین کفر میں توحید کی صدائیں بلند کیں گنگا اور جمنا کے کنارے برج اور کاشی کے میدان پرستاران توحید اور علمبرداران اسلام سے بھر دیئے جو قومیں صدیوں سے تاریکی میں تھیں جن کی پشتہا پشت سے بت پرستی آبائی ترکہ چلی آتی تھی ان کے دل منور کئے اللہ واحد لاشریک لہ کے حضور ان کی گردنیں جھکائیں جہاں ناقوس بجتے تھے وہاں سے قرآن پاک کی آوازیں آنے لگیں غرض ہر قرن میں مسلمان مصروف تبلیغ رہے۔ اور یہی انہیں حکم تھا۔

قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وقال تعالیٰ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔

موجودہ زمانہ

موجودہ زمانہ میں ہمسایہ قوم نے مسلم آزاری کی جو مہم کوششیں جاری کر رکھی ہیں ان میں شدھی کا فتنہ سب سے اہم ہے شدھی مسلمانوں کو مرتد کرنے اور معاذ اللہ مشرک بنانے کا نام ہے جس کے لئے ہندو دو برس سے سالہا سال کی منظم کوششوں اور تیاریوں کے بعد پوری قوت کے ساتھ ٹوٹ پڑے ہیں ہر طبقہ کے ہندو اس سعی میں سرگرم ہیں ہندو والیان ریاست اور راجگان ان کی سبھاؤں میں شرکت کرتے رہیں، ہندوؤں کی پیہم انتھک کوششوں سے وہ ہندوستان بھر میں ایک نظم قائم کر چکے ہیں ہر گاؤں میں سبھائیں قائم ہیں۔ کثیر التعداد مناظرین ملک بھر میں دورے کرتے پھر رہے ہیں جا بجا مسلمانوں کو چھیڑنا پریشان کرنا جاہلوں دیہاتیوں کو بہکانا شاہان اسلام اور بزرگان دین کی شان میں گالیاں دینا گستاخیاں کرنا اسلام کی توہین کے ٹریکٹ چھاپنا اور ان میں حضرت پروردگار عالم تک کو گالیاں دینا ان کا شیوہ ہے۔ طمع اور دباؤ سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہی ان کے دین کی تبلیغ کا ذریعہ ہے بہت سے نادار اور جاہل ان کے اسی دام فریب میں پھنس کر ایمان کھو بیٹھے۔ ان حالات پر نظر کرتے ہوئے تبلیغ واشاعت

اسلام کا مسئلہ اور بھی اہم ہو جاتا ہے۔ اب تک تو اشدھی کی کوششیں راجپوتانہ ہی میں تھی لیکن اب انہوں نے اپنا میدان عمل وسیع کر دیا ہے اور تمام ہندوستان میں جہاں موقع ملتا ہے ہاتھ مارتے ہیں قومیں کی قومیں اُن کی دستبرد سے تباہ ہو رہی ہیں مسلمانوں کی مذہبی انجمنیں ہر جگہ نہیں جو ہیں اُن میں کوئی رابطہ نہیں جس سرزمین کو خالی دیکھا وہاں آریہ دوڑ پڑے جب تک علمائے اسلام کو کسی حصہ ملک سے بلائے تب تک کتنے غریب شکار ہو چکتے ہیں۔ راجپوتانہ میں ہمیں تجربہ ہو چکا ہے کہ آریوں کے زر زور طمع اور دباؤ وغیرہ کی تمام قوتیں اسلامی فضلا کی دعوت حق کے مقابل بیکار ہو جاتی ہیں اور حقانیت کی جذب قوی کی تاثیر کو اس قسم کے جادو کم نہیں کر سکتے جو جاہل ناداروں کے سامنے ہزارہا روپیہ پیش کیا جاتا تھا اور انہیں مرتد ہو جانے پر بہت ولولہ انگیز مژدے سنائے جاتے تھے نوجوانوں کے جذبات مشتعل کرنے والے مناظر پیش کرنے کی کوششیں ہوتی تھیں اور وہ اُن دلفریبیوں پر وارفتہ سے ہو جاتے تھے۔ جوانی کا جنون انہیں اندھا کر دیتا تھا اور اُن کی عقل سرشار مخمور کی طرح نکمی ہو جاتی تھی۔ وہاں ہمارے پاس اسلامی زہد اور بزرگوں کے ذکر کے سوا کوئی نسخہ نہ تھا جو ایسے مریض پر کارگر ہوتا ہے مگر یہ نسخہ ایسا بھیطا اثر کرتا تھا کہ دیہاتی نوجوان اپنی سرمستی سے ہوش میں آ کر دل لبھانیوالی صورت کی چاہت اور مال و منال کے لالچ دونوں کو نفرت کے ساتھ ٹھوکر مار کر طاعت الہٰی کے لئے کمربستہ ہو جاتا تھا غریب محتاج لوگوں کا ملتی دولت سے متنفر ہونا نوخیز نوجوانوں کا خوبصورتی کے بتوں کو لات مار دینا اور فقر و فاقہ کی مصیبت اور کنج عزلت زاویہ عبادت کو شوق کے ساتھ اختیار کرنا موسم گرما میں روزے رکھنا نمازیں پڑھنا اور پچھلی رات سے اُٹھ کر یاد خدا کرنا اور اس سے لطف اُٹھانا۔ اسلام کی حقانیت کی وہ زبردست تاثیر تھی جس نے دشمنوں کی تمام تدبیریں اور جملہ سامان بیکار کر دیئے۔

اب ان کے پاس روپیہ ہے لیکن وہ اس روپیہ کو ہاتھ لگانا گناہ سمجھتا ہے ان کے ساتھ خوش لباس خوبرو ہیں مگر وہ ان کی طرف نظر کرنے سے نفرت کرتا ہے۔ صیادوں کے حوصلے پست

ہو گئے قریب کے زمانہ کا ایک تذکرہ ہے۔ ایک بوڑھا صدر تبلیغ میں آیا کہنے لگا آریہ ہم سے شدھی ہونے کو کہتے ہیں اور روپیہ بھی دیتے ہیں اور ہمارے مقدمات میں پیروی کرنے کا بھی وعدہ کرتے ہیں اگر تم اُن سے زیادہ ہمدردی کرو تو ہم آریوں کو نکال دیں نہیں تو شدھی ہو جائیں۔ دفتر نے اُس کو محبت سے بٹھایا اور کہا کہ مسلمانوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ کوئی قوم کسی شخص کے افلاس و مصیبت کو دُور نہیں کر سکتی دینے سے خدا رسول کے بھلا ہوتا ہے ہم اُن کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا نہیں چاہتے۔ مسلمان اللہ کے بندے ہیں اللہ نے انہیں عزت دی ہے اُن کی غیرت کا تقاضہ ہے کہ چاہے بھوک سے دم نکل جائے چاہے کنبہ مرجائے مگر وہ منگتا نہیں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں بادشاہ کا غلام چاہے بھوکا رہے مانگنا گوارا نہیں کرتا۔ تو اللہ کا بندہ کیا اللہ کے دشمن کے سامنے ہاتھ پھیلانا گوارا کرے گا۔ اس قسم کی باتیں سن کر یک لخت اس بوڑھے کے خیالات بدل گئے اور جوش میں کھڑا ہو کر کہنے لگا مولوی صاحب اب ہم کسی کے پاس نہ جائیں گے اور اپنے خدا ہی سے فریاد کریں گے تم نے ہمیں ٹھیک راستہ بتا دیا اور اُس نے اپنی زبان سے بہت شکر گذاری کی اور الحمدُ للہ کہ اسلامی عقیدے پر مستقل ہو گیا۔ غرض تعلیم اسلام قلوب میں زبردست تاثیر کرتی ہے لیکن ملک میں کہاں کہاں یہ تعلیم اور اس کے وسائل ہیں علاقے کے علاقے وہ ہیں جہاں کے مسلمان اسلام کی تعلیم دینے والے کی صورت سے ناآشنا ہیں مدتیں جہل و نادانی میں گزر چکی ہیں ایسی حالت میں آریوں کی زبردست اور منظم

میں چند افراد کو بھیج کر نہیں رہ سکتا جب تک کہ تمام ملک

نہ کیا جائے کہ ایک ایک گاؤں کے مسلمانوں کی مذہبی تربیت کا سہل انتظام ہو سکے اس لئے ضرورت ہے کہ ہم ملک کے درد مند اہل اسلام اور ہر صوبے کے علمائے کرام اور حامیانِ ملت کو حرکت دیں اور ایک مشترک نظام سے تمام ملک میں دینیات کی تعلیم کا سلسلہ قائم کریں۔

مدرستہ التبلیغ یہ عرض کرنا بھی بے محل نہ ہوگا کہ علاقہ راجپوتانہ میں تبلیغ کے سلسلہ میں تبلیغ کے سلسلہ میں معقول تعداد کام کرنے والوں کی دو ڈھائی سال سے مصروف عمل ہے ان میں بہت افراد ناکارہ بلکہ بعض مضر اور سخت مضر ثابت ہوئے اُن سے بجائے فائدہ کے ایسے نقصان پہنچے جن کی تلافی دشوار تھی اس کا باعث اکثر و اغلب اُن کی ناتجربہ کاری اور کام کی ناواقفیت تھی اس تجربہ کے بعد یہ طرز عمل اختیار کیا گیا کہ نئے آدمیوں کو کارکردہ لوگوں کے ساتھ رکھ کر کچھ دنوں کام سکھا لیا جاتا تب انہیں تنہا کسی مقام پر بھیجا جاتا تھا لیکن ایسا کہاں تک ممکن ہے اور اس طرح کتنے آدمی کام کے قابل ہو سکتے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ کم از کم ایک مدرستہ التبلیغ کھولا جائے جس میں مدرس مبلغ مناظرین امتحان ہوں اسی مدرسہ کے سندیافتہ سلسلہ تبلیغ میں رکھے جائیں اس ضرورت پر نظر کر کے انجمن اہل سنت و جماعت مرادآباد نے مدرستہ التبلیغ کی تجویز کی جس کے قواعد و ضوابط اور نصاب اور مدت تعلیم آپ کے ملاحظہ کے لئے آخر میں درج کی جائے گی اس مدرسہ کے لئے اور ملک کے عام تبلیغی مدارس کے لئے اور مسلمانوں کی اعانت و حفاظت کے لئے بہت سی جدید تصانیف کی بھی ضرورت ہے جس کو قابل اور واقف کار لوگوں کی ایک جماعت اپنے ذمہ لے پھر اُس کی طبع و اشاعت یہ خود ایک مستقل کام ہے جو تبلیغ کے ماتحت انجام دینا ضروری ہے اُس کے لئے جو ضروری امور ہیں اُن کو میں اس وقت بحث میں نہیں لاتا میں اس طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ تمام کام کوئی شخص یا کوئی جماعت ہندوستان کے کسی ایک مقام پر بیٹھ کر انجام نہیں دے سکتی نہ کوئی وفد تمام ملک کا دورہ کر کے اس مقصد میں کامیابی کا ذمہ لے سکتا ہے میدان عمل کی وسعت عقل کو حیران کرتی ہے دشمن کی سبھائیں اور تعلیم گاہیں ملک کے گوشہ گوشہ میں کام کر رہی ہیں ایسی حالت میں بجز اس کے کوئی صورت نہیں ہے کہ ملک کے اطراف و جوانب اور صوبہ صوبہ سے با اثر علماء اور حامیان ملت کو حرکت دی جائے اور انہیں ان ضروریات سے باخبر کر کے تمام ملک کی ایک متحد مشترک جماعت اس کام کی

فہرست بنائی جائے اس جماعت کے وفود ملک میں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے پھیل جائیں
اور جس صوبہ میں وفد جائے وہاں کے مقامی علماء اُس کے ساتھ کام کریں اس طرح جابجا اضلاع و
قصبات میں تبلیغی جماعتیں اور دیہات کے مدارس اور دیہات میں اسلامی مکاتب جاری کر
دیئے جائیں یہ تمام مدارس و مکاتب ایک سلسلہ میں مربوط ہوں اور ایک نظم محکم کے ماتحت
کام کرتے رہیں خیال میں یہ ہے کہ اضلاع و قصبہ جات میں تبلیغی
جماعتیں قائم کی جائیں ہوش مند شائستہ ان کے ممبر بنائے جائیں ہفتہ وار
ان مجلسوں کا جلسہ ہوتا رہے جس میں ہفتہ بھر کے کام کی فہرست
جماعتوں میں دو قسم کے ممبر ہوں ایک وہ جو مالی اعانت کریں اراکین
وہ جو عملی خدمات کے لئے اپنا وقت پیش کریں ان کا نام عاملین ہر پرگنہ کے متعلقہ دیہات
حلقوں میں تقسیم کردیئے جائیں پانچ پانچ چار چار دیہات کا جیسا جہاں مناسب ہو حلقہ مقرر کردیا جائے
پرگنہ کے تبلیغی انجمن کے عاملین میں سے ان کی تعداد کے لحاظ سے دو دو یا تین تین ممبروں کو ایک ایک
حلقہ دیا جائے یہ ممبر اپنے حلقہ کے دورے کرتے رہیں اور اس حلقہ کے مسلمانوں کی تعداد میں وہ تمام
مساعی صرف کریں جن کی انہیں انجمن سے ہدایت ملے انجمن کے دفتر میں ان حلقوں کی ایسی فہرستیں
مکمل رہنا چاہئیں جن کا نقشہ ذیل میں درج ہے۔

نقشہ کیفیت مواضعات برائے معلومات محکمہ تبلیغ انجمن اہل سنت و جماعت مرادآباد

موضع						تحصیل			تھانہ				ڈاک خانہ			ضلع				تاریخ اندراج							
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تعداد آبادی		قومیت		آبادی	مساجد		[illegible]	[illegible]	تعداد تعلیم یافتہ		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
									مسلم	ہنود	مسلم	ہنود	میزان	پختہ	خام			مسلم	ہنود								

یہی ممبران دیہات میں مسلمانوں کی تعلیم کا انتظام کریں جہاں قریب قریب چھوٹے
چھوٹے کئی گاؤں ہوں وہاں دو یا چار گاؤں کے لئے کسی ایک ایسے گاؤں میں مدرسہ قائم کردیا جائے

جس میں قریب کے دیہات کے بچے بآسانی پہنچ سکیں اور بڑے گاؤں میں جداگانہ مدرسہ کھولا جائے ان مدارس میں بچوں کی تعلیم کے لئے وقت معین ہو اور ایک وقت جوانوں اور بوڑھوں کو دینیات کی تعلیم دینے کے لئے رکھا جائے اور یہ تعلیم تقریر کے ذریعے ہو تاکہ ناخواندہ لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں مدرسہ قائم کرتے وقت سب سے پہلے گاؤں کا ایسا شخص تلاش کرنا چاہئے جو تعلیم دینے کی صلاحیت رکھتا ہو اگر وہ بوجہ اللہ اس خدمت کو قبول کرے بہت بہتر ورنہ کوئی قلیل معاوضہ اس کے لئے مقرر کر دیا جائے اور جہاں دیہات میں پڑھے لکھے لوگ نہ ملیں وہاں لامحالہ باہر سے انتظام کرنا پڑے گا۔

بچوں کی تعلیم

ابتدا میں بچوں کو اسلامی قاعدہ (مصنفہ مولانا مولوی امجد علی صاحب اعظمی) یا اور کوئی قاعدہ جو انجمن اہل سنت یا مدرسۃ التبلیغ نے منظور کیا ہو شروع کرایا جائے۔ قرآن پاک کی تعلیم لازمی ہے اس کے ساتھ ساتھ دینیات کے لئے بہار شریعت پڑھائی جائے جب اردو کی کچھ استعداد ہو جائے تو تاریخ حبیب اللہ پڑھائی جائے اس کے ساتھ ہی بقدر ضرورت حساب بھی سکھایا جائے لکھنے پر خاص توجہ مبذول رہے۔ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام بھی نہایت ضروری ہے اور اس میں دینیات کے علاوہ سوزن کاری اور معمولی خانہ داری کی تعلیم تا بحد امکان لازمی ہے۔ پردہ کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ جو بڑھے جوان کاشتکار مزدور محنتی جو پڑھنے کا وقت نہیں پاتے انہیں روزانہ ایک وقت مقرر کر کے بہار شریعت کے مسئلے سمجھا کر سنائے جائیں اور کوشش کی جائے کہ اس پر عمل بھی کریں۔

اس طرح قصبات میں محلہ وار مدرسہ کھولے جائیں اور نصاب جائے ایک مدرسہ ان چھوٹے مدرسوں سے زیادہ نصاب کا بھی کھول دیا جائے جن میں چھوٹے مدرسوں کے طلبہ اپنی تعلیم پوری کرنے کے بعد حاصل کرنے کیلئے داخل ہوں۔

علاوہ بریں انگریزی مدارس کے طلبہ کے لئے مدرسۃ اللیل کھولا جائے جس میں ایک گھنٹہ انہیں دینیات کی تعلیم دی جائے۔

قصبات کے مدرسوں میں ممکن ہو سکے تو فارسی و عربی کا محدود

اور اگر دیہات کا کوئی طالب علم۔

مدرسہ سے سند حاصل کرنے کے بعد قصبہ کے مدرسہ میں تعلیم حاصل

کرنے کے لیے داخلہ کی اجازت دی جائے۔

ضلع کا مدرسہ اس اور زیادہ بڑا ہونا چاہئے اور وہاں ایک عالم کم از کم رہنا ضروری ہے۔
اگر بالفعل ممکن نہ ہو سکے تو معمولی مدرسہ کھول کر بتدریج ترقی کی جائے۔ اگر کسی ضلع میں مسلمانوں کی
تعداد کم ہو اور وہاں کے تمام مصارف برداشت نہ کر سکیں تو صدر دفتر صوبہ سے استدعا کی جائے
کہ وہاں کی تعلیم کی اعانت کرے۔ ملک میں دو یا چار ایسے کامل النصاب مدرسہ ہونے ضروری ہیں
جو جملہ علوم و فنون کی تکمیل کا عمدہ ذریعہ ہوں بلکہ ہر صوبہ میں کم از کم ایک ایسا مدرسہ ہونا ضروری
ہے۔ ان مدارس کو مدرسۂ عالیہ کہنا چاہئے۔ باقی تمام مدرسے ان کے ماتحت ہوں اور مدارس عالیہ
مدارس ماتحت کے نگرانی کے ذمہ دار قرار دیئے جائیں اور حسب ضرورت ان مدارس کو ان سے
مدد بھی ملے یہ جملہ مدارس ایک جمعیۃ عالیہ کے ماتحت ہوں اور اُس کو ان پر عام اختیارات حاصل
ہوں۔ نصاب جمعیۃ عالیہ کا منظور کیا ہوا پڑھایا جائے۔ جمعیت عالیہ کے ماتحت ایک محکمہ
تصنیف ہونا چاہئے جس میں ملک کے منتخب افاضل شامل ہوں اور وقتی ضروریات کے
علاوہ جو دقتیں پیش آئیں۔ باقی ہر تصنیف جمعیۃ عالیہ کی پسندیدگی اور منظوری کے بعد قابل
رواج سمجھی جائے یہ بہت فتنوں اور اختلافوں کا سد باب ہے۔

ہر کامل النصاب مدرسہ میں ایک دار الافتاء بھی ہو مگر اہم فتاوے جمعیۃ عالیہ کے ملاحظہ کیلئے
بھی بھیجے جائیں اور تا بمقدور ہر طبع ہونے والی چیز جمعیۃ عالیہ
کی جائے۔ واعظ، مدرس، مناظر، مفتی، سب کیلئے کے
تکمیل کے بعد انہیں جمعیۃ عالیہ یا اُس کا کسی کامل النصاب مجاز مدرسہ سے
سند دی جائے، موجودہ اصحاب جو ان عہدوں پر کام کر رہے ہیں سند سے مستثنیٰ کئے

جائیں مگر فتویٰ اور تصنیف بہر حال محکمہ تعلیف کی تصدیق و منظوری کے بعد قابل قبول سمجھا جائے۔

تبلیغ کا کام

ہر مدرسہ کا مقصد تبلیغ ہے اور اس کو اس میں سعی بلیغ لازم ، تمام مدارس بالخصوص قصبوں اور ضلعوں کے طلبہ کو تبلیغ کے اصول سکھائے جائیں اور ہر مدرسہ میں منتخب طلبہ ہفتہ میں دو روز تبلیغ کا کام کریں۔ مدرسوں کے مدرس بھی دورے کریں۔ تبلیغی کارروائیوں کی اطلاع صدر دفتر میں اور اہم امور کی اس کے علاوہ دفتر جمعیۃ عالیہ میں ضروردی جائے۔ ان دوروں میں دیہات کے مدرسین کو ان کے حلقہ میں ساتھ رکھیں ہر ضلع میں کم از کم ایک مدرس مدرسۃ التبلیغ کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے، جو مناظر کی سند رکھتا ہو۔

علاوہ بریں واعظین کی ایک معقول تعداد ہر صوبہ میں رہنا چاہئے جو برابر دورے کر کے اشاعت اور تبلیغ کی خدمت انجام دے اور مسلمانوں کی علمی اصلاح کرے۔ ہر صوبہ کی جماعت واعظین وہاں کے مدرسہ عالیہ کے صدر مدرس کی زیر نگرانی کام کرے اور اپنی مفصل کارگزاری کا ہفتہ وار نقشہ مدرسہ عالیہ کے محکمہ تبلیغ میں بھیجا کرے۔ ہر مدرسہ عالیہ کا صدر مدرس محکمہ تبلیغ کا صدر ہوگا۔ محکمہ تبلیغ کے صدر کا فرض ہے کہ صوبہ کے واعظین کے کام کی نگرانی اور جانچ میں ہر امکانی سعی کام میں لائے۔

مناظرہ

مناظرہ وہی لوگ کریں جنہیں جمعیت عالیہ نے مناظرہ کے لئے مدرسہ عالیہ کے صدر مدرس حالت میں اس کا موقع نہ مل سکے تو مجبوری کی کافی وجہ کے ساتھ فوراً صدر محکمہ تبلیغ کو اطلاع

دی جائے۔

پھر مناظرہ سے قبل اس کا کافی اطمینان کر لینا ضروری ہے۔

مناظرہ میں گفتگو نتیجہ خیز اور مفید کرنے کی کوشش کی جائے۔

تمدّن

اگرچہ تمدّن کا مسئلہ عرصہ دراز سے مسلمانوں کے زیر بحث ہے مگر ابھی تک بہت زیادہ غور طلب ہے۔ یہ امر عقلا کا تسلیم شدہ ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور اس کے کام باہمی اعانت کے بغیر پورے نہیں ہو سکتے۔ دنیا کی قوموں پر مسلمانوں کو قیاس کرنا اور ان کے لئے اُن کی تقلید لازم کر دینا بالکل غیر صحیح ہے یہی وہ غلطی ہے جس کا عرصہ دراز سے ارتکاب کیا جاتا ہے دنیا کی قومیں مذہبی حیثیت میں مسلمانوں سے کچھ نسبت نہیں رکھتیں اور مسلمان مذہب کی رو سے بالکل اُن سے مبائن ہیں پھر انہیں اُن پر قیاس کرنا اور ان کے لئے وہ راہ تجویز کرنا جس پر کفار عامل ہیں اندھی تقلید اور بالکل غیر مفید ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو کسی لیڈر کی رائے یا کسی دوسری قوم کی تقلید کا محتاج نہیں چھوڑا۔ مسلمانوں کے تمام ضروریات کا خود سرانجام فرما دیا۔ دنیا کی دوسری قومیں کمیٹیاں کرنے اور انجمنیں بنانے پر مجبور ہیں تاکہ وہ باہمی مشورہ سے اپنے لئے کوئی مفید راہ پیدا کر سکیں۔ بسا اوقات ان کی تجاویز کے تمام دفاتر نکمے اور مضر ثابت ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں اپنی تمام دماغ سوزیاں رد کرکے اس کے خلاف تدبیر سوچنا پڑتی ہے۔ کو ان کے تمام کاموں

کا دارو مدار اپنے دماغوں پر ہے جو انسانی

مسلمان اگر اسلام کی دستگیری سے فائدہ اُٹھائیں تو وہ ان تمام زحمتوں سے بری ہیں ان کا ہر قانون مکمل اور خطا سے پاک ہے ان کی ہر دینی دنیوی ضرورت کو اُن کے دین نے پورا کر دیا ہے تمدّن کے مسئلہ کا حل شریعت محمدیہ نے ایسا فرمایا جس پر عامل ہو کر ہمارے اسلام نے عالم

کی رہنمائی کی اور جہان کو حیرت میں ڈال دیا۔ مگر ہمارے ملک کے بعض وہ اصحاب جنہیں دینی علوم سے بہرہ نہ تھا اور دل میں مسلمانوں کی رہنمائی کا شوق رکھتے تھے۔ نصاریٰ سے اُن کے تعلقات گہرے تھے۔ جب انہوں نے مسلمانوں کے تمدّن کی طرف نظر کی تو اپنے پاس وہ اسلامی تعلیم کا کوئی سروسامان نہ رکھتے تھے نہ علماء سے صحبت و استفادہ کا موقع انہیں حاصل ہوا تھا۔ نصرانیوں کی صحبت میں زندگی گزاری تھی اُن کی خو بو طبیعت ثانیہ ہو گئی تھی مسلمانوں کو اُسی سانچے میں ڈھالنے اور نصاریٰ کی تمدّن کے رنگ میں رنگنے کے درپے ہو گئے حتیٰ کہ جو نوجوان اُن کے ہاتھ آئے اُن کی زندگی کا طرز انہوں نے نصاریٰ کے مطابق کر دیا۔ مسلمانوں کو نصرانی تمدن کیا فائدہ دیتا تباہی و بربادی کی رفتار روز افزوں ترقی کرنے لگی اور ان نئے پیشواؤں نے اس کو محسوس بھی کر لیا مگر دین سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ اس طریق زندگی میں تبدیل کرنے سے تو وہ مجبور تھے بناچاری اپنے سکھائے ہوئے تمدّن کو مفید بنانے کے لئے اُنہوں نے اسلام سے مخالفت شروع کر دی اور مسلمانوں سے اسلامی عادات چھڑانے اور نصاریٰ کے رنگ میں رنگنے کے درپے ہو گئے اور ایک حد تک مسلمانوں پر یہ زہریلا اثر ہوا بھی۔ ہمیں اس غلطی کی تقلید کر کے اپنی ہستی مٹانا منظور نہیں اس لئے ہم اُسی نہج اور انہیں اصول پر کار بند ہوں گے جن پر ہمارے اسلاف عامل تھے۔ اُنہوں نے دنیا سے اپنی حیرت انگیز قوت و سطوت

وہ اصول وہی ہیں جو ہمیں شریعت طاہرہ نے تعلیم فرمائی۔ تو ہمارا تمدن وہی ہونا چاہئے جو ہمیں شریعت نے تعلیم فرمایا۔ ہم کسی لیڈر کی رائے پر اپنی زندگی فدا کرنا نہیں چاہتے۔ ہمارا دستور عمل ہمارے شریعت کا قانون ہے۔ اب میں سب سے پہلے باہمی تعلقات کے مسئلہ پر تھوڑی بحث کرنا چاہتا ہوں جو اہم ترین مسائل میں سے ہے۔

باہمی تعلقات

اول باہمی تعلقات کا مسئلہ زیادہ غور طلب ہے اس مسئلہ پر مدت ہائے دراز سے ارباب شعور اور رہنمایان قوم نے دماغ سوزیاں کی ہیں مگر اب تک کوئی کارآمد نتیجہ نہیں نکلا اور ایسی راہ ہاتھ نہیں آئی جس پر چل کر منزلِ مقصود تک پہنچ سکتے۔ اتفاق واتحاد کی صدائیں ہمیشہ ہی بلند کی جاتی ہیں ممبروں اور اسٹیجوں پر علما اور لیڈر سب اتحاد کی ترانہ سنجیاں کیا کرتے ہیں مگر وہ ایک دل خوش کن تقریر ہوتی ہے اس پر تھوڑی دیر کے لئے مجمع واہ واہ تو کہہ دیتا ہے مگر اس کا نتیجہ اگر نکلتا ہے تو جنگ جدال اور مناقشت یعنی اتحاد کی تحریکوں کا تخم اختلاف بلکہ عناد کا پھل لایا کرتا ہے۔ اگر آپ مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالئے اور پچھلے زمانہ کو سامنے لائیے تو یہ حقیقت بے حجاب روشن ہو جائے گی نصف صدی سے زیادہ عرصہ ہوتا ہے جب سے لیکچرار بلند آہنگیوں کے ساتھ اتحاد واتفاق کے لیکچر دے رہے ہیں مگر جس اسٹیج پر اتفاق کی مدح سرائی کی جاتی ہے اُسی پلیٹ فارم پر دل دوز اور جگر شگاف الفاظ کے تیر وسنان سے ملک وقوم کے مقتدر اور با اثر پیشواؤں کو ہدف ونشانہ بنایا جاتا ہے۔ طبقہ نے بہت سے اتحاد کے وعظ کے مگر ان کے ساتھ ساتھ کے اور صدقہ خوار کہے بنا کر اُن کو اور ان کی جماعتوں کو زبان سے بہت ستایا اُن کے وقار کم کرنے کی پوری کوششیں کیں۔ اتفاق کا وعظ کہہ کر جلسے سے باہر آئے تو عام مسلمانوں کے سلام کا جواب دینا اُن کو اپنی کسر شان معلوم ہوتا تھا۔ پھر وہ اتفاق کا وعظ کیا اثر کرتا۔ اس کا ثمرہ یہی ہوا کہ علماء کے عقیدت مند اُن کی بدگوئی اور بیجا حملوں سے آزردہ خاطر ہو کر ان سے متنفر ہو گئے۔ اور قوم میں اس اتفاق کی صدا نے بجائے اتحاد کے ایک نئے تفرقہ کا اور اضافہ کیا۔

خلافت کمیٹی کے عروج واقبال کے زمانہ میں جب اتحاد اتنا ضروری سمجھا گیا کہ اس کے حدود وسیع کرنے کے لئے مذہب کی شہر پناہ کو منہدم کرنا ناگزیر خیال کیا گیا اور اس اتحاد کے لئے ہندوؤں کی طرف سے اس طرح ہاتھ بڑھایا گیا جس سے اپنے مذہبی امتیازات چھوڑنا پڑے۔ سورت کے ایک پیر نے اپنے مریدوں سے ساٹھ ہزار گائیں چھین کر گئو رکشا کی تھی۔ نام آور لیڈروں نے قشقے لگائے۔ گلال اڑائے۔ ہولیاں کھیلیں۔ جے پکاری۔ ارتھی اٹھائی ہنود کے سرغنہ متعصبوں کو مسجدوں میں منبروں پر بٹھایا۔ گائے کے گوشت کے خلاف کتابیں لکھیں رسالے تصنیف کئے۔ ناکردہ گناہ مسلمانوں کو ہندوؤں کی خاطر مجرم قرار دیا مولویوں پر اظہار نفرت کیا گیا۔ اعلاء کلمۃ اللہ یعنی کلمہ اسلام پڑھانے کو جرم قرار دیا گیا۔ نومسلموں کو ان کی مرضی کے خلاف دوبارہ کافر ہو جانے پر زور دیا۔ یہ اور اس سے زیادہ بہت کچھ ہوا ہندوؤں کی یہاں تک خاطر کی گئی۔ لیکن مسلمانوں کے پیشواؤں اور اسلام کے مقتدر اور باثر علماء وافاضل کو بالخصوص ایسی ہستیوں کو جن کی درجہ کے زہد وریاضت میں بسر ہوئی لمحہ لمحہ خدمت دین میں گورنمنٹ کا آدمی اور ترکوں کا بدخواہ کہا گیا۔ تقریروں میں تحریروں میں ان پر پھبتیاں پھینکی گئیں آوازے کسے گئے۔ پبلک کو ان کی مخالفت پر ابھارا گیا ان کی عافیت تنگ کر دی گئی ان کی زندگی تلخ کر ڈالی گئی ان پر طرح طرح کے بہتان باندھ کر ان کی آبروریزی کی کوششیں کی گئیں مسلمانوں کی جماعتیں جو ان کے ساتھ تھیں ان کو انگشت نما بنایا گیا۔ ان کی اہانتیں کی گئیں۔ اخباروں میں ان کے خلاف ہتک آمیز مضامین لکھے گئے غرضیکہ ان کے لئے پناہ کی جگہ نہ چھوڑی گئی۔ ہر عالم اور شیخ جو اپنے دین پر مستقل تھا یہ سمجھتا تھا کہ اس کو دین پر قائم رہ کر آبرو بچا لینا اور اپنی جان ومال کی حفاظت کرنا سخت دشوار ہے ان علماء کے ساتھ جو جماعتیں تھیں ان کے قلوب کو کتنے صدمے پہنچے کیسی تکلیفیں ہوئیں پھر تماشے کہ جہاں ہندوؤں کو ملانے کے لئے مذہبی شعار وامتیازات کو قربان کر دیا جائے اور مسلمانوں اور

اُن کے پیشواؤں کے ساتھ یہ معاندانہ طرزِ عمل ہو وہاں اتفاق کا پودا کبھی نشوونما پا سکتا ہے۔ ایک فریق سے جنگ ٹھان لینا اور اس پر تبرا و لعنت اپنا مذہب قرار دے لینا جس قوم کے اصول میں داخل ہو وہ اتفاق میں کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے۔ انگریزوں کے مقابلہ کا تو نام مگر مخالفت علماء سے تھی۔ مسلمانوں کے کالجوں اور اسکولوں سے تھی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے تھی۔ خان بہادروں پر لعنتیں تھیں، آنریری مجسٹریٹوں پر تبرے تھے کیا یہی طرزِ عمل اُن لوگوں کے قلوب کو اپنی طرف مائل کر سکتے تھے۔ اس پر نظر کرنا تو ان صاحبوں کے مقاصد ہی میں نہ تھا، کہ کون سا ہے اور کونسا ناجائز، مگر وہ شب و روز کام کرنے والے بھی وہ اس نتیجہ تک نہ پہنچ سکے کہ آپس کا اتفاق ضروری چیز ہے اور وہی ممکن بھی ہے اور اسی پر کوئی ثمرہ مرتب ہو سکتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی فرقے ہیں اُن میں کوآپریٹر بھی ہیں حکام رس گورنمنٹ کے خطاب یافتہ اور کونسل کے ممبر بھی ہیں ہندوؤں نے اُن سے جنگ نہ کی نہ اُن کو سب و شتم کیا نہ اُن کے ساتھ وہ طرزِ عمل اختیار کیا جو ہمارے لیڈروں اور کمیٹی کے مولویوں اور جمعیۃ العلماء کے اراکین نے۔ شیعوں کے یہاں خاص مجلس میں بند مکان میں تبرا کہا جاتا ہے لیکن ان صاحبوں کی مجالس اعلان کے ساتھ عام جلسوں میں پبلک تقریروں میں اخباری تحریروں میں علماء اسلام اور پیشوایان دین اور امراء و رؤسا پر تبرے کئے جاتے ہیں۔ اب اس قدر اور غور کر لینا ہے کہ مسلمانوں کے اس طبقہ کو چھوڑ کر جس پر جمعیۃ العلماء اور خلافت کمیٹی نے لعن طعن کرنا اپنا شیوا بنا لیا تھا باقی وہ طبقے جن کو ان جماعتوں نے اپنے ساتھ شریک عمل کیا تھا اُن میں بھی باہم اتفاق و اتحاد ہو سکا یا نہیں۔ جو لوگ ان جماعتوں کے حالات سے باخبر ہیں انھیں خوب معلوم ہے کہ ان جماعتوں میں بھی بہت سی فرقہ بندیاں ہیں اور ایک گروہ دوسرے کے شکست دینے کی فکر میں رہتا ہے ہر ایک کو اپنا تفوق اور اپنا ہی اثر مقصود ہے اور درحقیقت بہت سے فرقوں کا اس میں رسوخ پانا ہی اس فساد کا موجب

ہوا۔ ہر ایک فرقے نے اپنے مخالف کو نقصان پہنچانے کے لئے بہت اچھا موقع سمجھا اور وقت کو غنیمت جان کر خوب مل کے بخار نکالے الحاصل اتفاق کے علم کے نیچے بہت سے نئے اختلاف پیدا ہوئے۔ خلافت کمیٹی اور جمعیۃ العلماء کا اعتبار جاتا رہا اب ہمیں یہ غور کرنا ہے وہ کونسی غلطی ہے جس نے گذشتہ زمانہ میں مدعیان اتحاد کو منزل مقصود تک نہ پہنچنے دیا تاکہ ہم اُس سے اجتناب کریں اور حقیقی اتحاد سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

اتفاق کا اصل الاصول

سب سے بڑی اصل جس کو پیش نظر رکھنا تمام مسائل پر مقدم ہے وہ یہ غور کر لینا ہے اتفاق ممکن ہے اور اُن کے جمع ہونے سے حسب مراد نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے اگر ہم نے یہی غور نہ کیا اور اتفاق کی صدا اٹھاتے رہے تو وہ بے سود ہوگی اور ہماری تمام کوششیں رائیگاں جائیں گی۔ جن دو فردوں میں منافات یا مضاددت تامہ ہو اُن کے جمع کرنے کی ہوس محض اخلاط اور ناممکن کو ممکن بنانے کی سعی ہے۔ بیشک دو گھوڑوں کو ایک گاڑی میں جوڑ کر زیادہ وزن کھینچا جا سکتا ہے لیکن بکری اور بھیڑیے کو ایک جگہ جمع کر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ چاول اور دال ملا کر ایک تیسری چیز بنائی جا سکتی ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہر دو چیزیں مل کر تیسری چیز کے وجود کی مفید ہوتی ہیں اور اُن دونوں کی ہستی تنہا جو فائدہ پہنچا سکتی تھی یہ مرکب اس سے زیادہ منافع ہو سکتا ہے۔ بیشک جہاں مضادۃ و منافات نہ ہو وہاں یہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اور جہاں یہ ہو وہاں ایک ایک چیز تنہا جیسا کام دے سکتی ہے جمع کرنے سے وہ بھی باطل ہو جاتا ہے ایک خرمن کو آگ کے ساتھ جمع کیجئے تو ان دونوں کے ملنے سے کوئی کارآمد ہستی نہیں پیدا ہوگی بلکہ غلہ کی کارآمد ہستی بگڑ جائے گی اور وہ خاکستر ہو جائے

گا اس لئے ہمیں سب سے پہلے یہ تحقیق کر لینا ہے کہ جن دو فریقوں کو ہم ملا رہے ہیں اُن کا ملنا کوئی اچھا نتیجہ رکھتا ہے یا یہ ملاپ ان دونوں کی یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی ہستی کو فنا کر ڈالنے والا ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ اتحاد میں بلند آہنگیاں کی گئیں اور جمعیۃ العلماء کے حجری فاضلوں نے ہندوؤں سے وداد و اتحاد کے جواز پر آیات پڑھنا شروع کر دیں، اور آیات قرآنیہ کو اپنے مدعا کیلئے بے محل پیش کیا باوجودیکہ قرآن پاک میں صراحت تھی کہ یہ اتحاد ممکن نہیں اور اس کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں تباہ کن ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ اے ایمان والو اپنے غیروں کو رازدار نہ بناؤ (کیا پاکیزہ اور کار آمد نصیحت تھی کاش ہم عمل کرتے) لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۔ وہ تمہاری نقصان رسانی میں درگزر نہ کریں گے (ملاحظہ فرمائیے ایسا ہی ہوا) وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ تمہاری ایذا رسانی اُن کی آرزو ہے۔ (اب تو تجربہ ہوا) قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۔ اُن کی دشمنی اُن کی باتوں سے ظاہر ہو چکی (یاد کرو گاندھی کا قول کہ ہندو بزدل نہیں، اور یہ قول کہ ہندوؤں کا غصہ انگریزوں کی تلوار کے نیچے دبا ہوا ہے ورنہ گائے بزور شمشیر چھڑائی جا سکتی ہے) وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۔ اور جو ان کے سینے چھپا رہے ہیں وہ اور بڑا ہے (اب دیکھئے جو اس وقت سینوں میں چھپی ہوئی تھی وہ کیسی بڑی نکلی اب ہزارہا مسلمانوں کا خون کرا کر بھی سمجھ جاؤ تو غنیمت) قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔ ہم نے تمہارے لئے نشانیاں واضح کر دیں اگر تم عقل رکھو لیکن اُس وقت آپ کچھ نہ سمجھے ہندوؤں کی محبت ہی کے گیت گاتے رہے کہئے آپ عاقلوں میں تھے یا نادانوں میں اب تو عاقل بنو) هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ یہ تو تم ہو کہ اُن سے محبت کرتے ہو (اور اُن کی محبت میں اپنے حقیقی بھائی مسلمانوں کو چھوڑتے ہو اور دین اسلام کے شعائر ترک کرتے ہو اور اپنے کو لالہ اور پنڈت تک کہلواتے ہو) وَلَا یُحِبُّوْنَكُمْ ۔ اور وہ تم سے محبت

نہیں کرتے (اب دیکھ لیا کہ قرآن پاک کا ارشاد کہ وہ خون کے پیاسے اور جان کے
دشمن نکلے) وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ ؕ حالانکہ تم پوری کتاب پر ایمان رکھتے ہو
وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ
جب تم سے ملیں کہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب تنہائیوں میں جائیں تو تم پر غصہ
سے پورے چبادیں۔ (یہ چال اور باقی رہ گئی ہے کہ اپنے آپ کو مومن بتاکر پھر تمہیں
دھوکا دیں اور سنتے ہیں کہ بعض کفار نے اسی زمانہ میں ایسا کیا بھی) قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۔ کہہ دیجئے کہ تم اپنے غصہ میں مرو اللہ دلوں کے بھید
جانتا ہے (کاش مسلمان اس تعلیم الٰہی پر یقین کرتے تو بے شک ہندوؤں کی مراد
پوری نہ ہوتی اور آج انہیں اپنے غصہ میں جل مرنا ہی نصیب ہوا) إِنْ تَمْسَسْكُمْ
حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۔ اگر تمہیں بہتری چھو بھی جائے تو انہیں ناگوار ہو (دیکھ لیا مصطفےٰ
کمال پاشا کی کامیابی پر کسی ہندو نے دو کوڑی کا چراغ نہ جلایا اور ظاہری ملمع کاری
کے طور پر بھی اظہار سرور گوارا نہ کیا) وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا ۔ اگر تمہیں
کوئی برائی پہنچے اس سے خوش ہوں (آج دیکھئے آپ کے پٹنے مارے جانے سزا پانے
پر کس قدر خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ فرمایا گیا تھا ہو بہو ہو کر
رہا ایک آیت میں یہ ارشاد فرمایا وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا
تمنا ہے کہ ان کی طرح تم بھی کافر ہو جاؤ۔ (دیکھئے شدھی کی سرگرمیاں کہیں بھی کسی خبر کو
واقعات سے کچھ بھی تفاوت ہوا اور کیوں کر ہو سکتا ہے اللہ علیم وخبیر ہے مگر افسوس
مشرکین کو لوگ پیشوا بناتے رہے اور ان کی ہر بات کے سامنے سر نیاز جھکایا اور قرآن پاک
کی آواز پر کان نہ رکھی ورنہ کیوں یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوتا قرآن پاک نے بتا دیا تھا
کہ کفار سے اتحاد ووداد ناممکن ہے اور ان پر اعتبار و اعتماد تباہی و بربادی کا سبب ہے
تو اتحاد کی راہ میں یہ سخت غلطی تھی جس کی پاداش میں ان نتائج کا مرتب ہونا لازم

تھا جو آج سامنے ہے۔ اب ثابت ہو گیا کہ اتحاد و اتفاق کی کوششوں میں کفار کے ملانے کا خیال ایسا ہی ہے جیسا روئی کے ساتھ آگ جمع کرنے کا ارادہ اس غلطی سے تو ہوشیار ہونا چاہئے اور عقل درست ہو تو تجربہ کے بعد اب کبھی ایسی خطا میں مبتلا نہ ہوں۔ حدیث شریف میں وارد ہوا لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ مسلمان ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا یعنی مومن کو ایک مرتبہ دھوکا کھانے کے بعد ایسی بیداری ہو جانی چاہئے کہ پھر وہ اس قسم کی غلطی میں مبتلا نہ ہو۔

مختلف مذاہب اور مدعی اسلام فرقوں کے ساتھ اتحاد

اب یہ مسئلہ اور غور طلب ہے کہ جو فرقے باطل اور اہل ہوا ہیں بعض ان میں سے گمراہ ہیں بعض مرتد جو کفر کی سرحد میں داخل ہو چکے ہیں ان فرقوں کے ساتھ اتحاد کیا جائے یا نہ کیا جائے لوگ کہتے ہیں کہ ضرورت کا وقت ہے کفار کا مقابلہ ہے آپس کی مخالفتوں پر نظر نہ کرنا چاہئے۔ سب مل کر کوشش کریں؛ درحقیقت یہ بہت بڑی غلطی ہے اور حامیان اتفاق ہمیشہ اس کے مرتکب رہے ہیں اور اسی وجہ سے انہیں کبھی اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکی۔ شیعہ باہم متفق ہو جاتے ہیں اور ان کی آل انڈیا کانفرنسیں کام کرتی ہیں وہ اپنا شیرازہ درست کر لیتے ہیں اور اس وقت سنی یا کسی اور فرقہ کی طرف نظر بھی نہیں کرتے غیر مقلد متحد ہوتے ہیں ان کی آل انڈیا اہلحدیث کانفرنسیں قائم ہوتی ہیں وہ آپس میں نظم و ارتباط کے رشتے مضبوط کرتے ہیں اور دوسرے کسی گروہ کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ دیوبندی وہابی اپنی جمعیتیں بنا کر اپنا کام کرتے ہیں۔ قادیانی باہم متحد ہو کر ایک مرکز پر مجتمع رہتے ہیں، یہ سب اپنے اپنے کام میں چست اور اپنے نظام کو استوار کرنے میں مصروف ہیں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں کسی کا سہارا نہیں تکتے لیکن ہمارے سنی حضرات جو بفضلہ تعداد میں تمام فرقوں کے مجموعہ سے قریب

قریب آٹھ گنے زیادہ ہیں نہ ان میں نظم ہے نہ ارتباط نہ کبھی ان کی کوئی آل انڈیا کانفرنس قائم ہوئی نہ اپنی شیرازہ بندی کا خیال آیا انہیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی ہمت رہی نہیں اگر کبھی اپنی درستی کا خیال آیا تو اس سے پہلے اغیار پر نظر گئی اور یہ سمجھا کہ وہ شامل نہ ہوئے تو ہم کچھ نہ کر سکیں گے باوجودیکہ اگر صرف یہی باہم متحد ہو جائیں اور چھ کروڑ کی جماعت میں نظم قائم ہو تو انہیں اُن کی کچھ حاجت ہی نہیں بلکہ اُس وقت ان کی شوکت دوسرے فرقوں کو ان کی طرف مائل ہونے پر مجبور کرے گی اور یہ اختلافات کی مصیبت سے بچ کر اپنے اتحاد و انتظام میں کامیاب ہو سکیں گے۔ لیکن افسوس تمام چھوٹے چھوٹے قلیل التعداد فرقوں نے اپنے اپنے حدود محفوظ کر لئے اور اپنی شیرازہ بندی و اجتماع سے دنیا میں اپنی ہستی اور زندگی کا ثبوت دے دیا۔ غیر ممالک میں اُن کی آوازیں پہنچے لگیں مگر ہمارے سنی حضرات کے دل میں جب کبھی اتفاق کی اُمنگیں پیدا ہوئیں تو انہیں اپنوں سے پہلے مخالف یاد آئے جو رات دن اسلام کی بیخکنی کے لئے بے چین ہیں، اور سنیوں کی جماعت پر طرح طرح کے حملے کر کے اپنی تعداد بڑھانے کے لئے مضطر اور مجبور ہیں۔ ہمارے برادران کی اس روش نے اتحاد و اتفاق کی تحریک کو بھی کامیاب نہ ہونے دیا کیونکہ اگر وہ فرقے اپنے دلوں میں اتنی گنجائش رکھتے کہ سنیوں سے مل سکیں تو علیحدہ ڈیڑھ اینٹ کی تعمیر کر کے نیا فرقہ ہی کیوں بناتے اور مسلمانوں کے مخالف ایک جماعت کیوں بناتے وہ تو حقیقتاً مل ہی نہیں سکتے اور صورۃً مل بھی جائیں تو ملنا کسی مطلب کے لئے ہوتا ہے جس کے حصول کے لئے ہر دم نیش زنی جاری رہتی ہے۔ اور اس کا انجام جدال و فساد ہی نکلتا ہے۔ یہ تو تازہ تجربہ ہے کہ خلافت کمیٹی کے ساتھ ایک جماعت جمعیۃ العلماء کے نام سے شامل ہوئی جس میں تقریباً سب کے سب یا بہت سے زیادہ وہابی اور غیر مقلد ہیں نادر ہی کوئی دوسرا شخص ہو تو ہو اس جماعت نے خلافت کی تائید کو تو عنوان بنایا۔ عوام کے سامنے نمائش کے لئے تو یہ مقصد پیش کیا۔ مگر کام اہل سنت کے سواد اران کی بیخکنی

کا انجام دیا اپنے مذہب کی ترویج اس پردہ میرے پاس جناب
مولانا مولوی احمد مختار صاحب صدر جمعیۃ العلماء صوبہ بمبئی کا ایک خط آیا ہے جو انہوں نے
مدارس کا دورہ فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ وہابی اس صوبہ میں اس
قومی روپیہ سے جو ترکوں کے دردناک حالات بیان کرکے وصول کیا گیا تھا اب تک دو لاکھ
تقویۃ الایمان چھاپ کر مفت تقسیم کرچکے ہیں۔ اب بتائیے کہ ان جماعتوں کا ملانا زہرداؤں و درد سر
خریدنا ہوا یا نہیں اپنے ہی روپیہ سے اپنے ہی مذہب کا نقصان ہوا۔ الغرض دوسرے
فرقے ہم سے کسی طرح نہیں مل سکتے ملیں تو دھوکا ہے جس سے ہمیں اور ہمارے مذہب
کو سخت مضرت و نقصان پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کتنا بڑا نقصان ہے کہ ان کی بدولت
کروڑوں سنی چھوٹ جاتے ہیں جو ان کے شامل ہونے کی وجہ سے علیحدہ رہتے ہیں۔ مگر اب
تک یہی رہا کہ سنیوں کی کثیر تعداد کو چھوڑا گیا اور ان مختلف فرقوں کے ملانے کی کوشش
کی گئی جس میں مختلف قسم کے درندے ہیں کہ ان کے جمع کرنے سے بجز فتنہ اور فساد کے
کچھ حاصل نہیں۔ اتفاق کی کوششوں میں ناکامی کا اصل راز یہی ہے اور اسی وجہ سے
حامیان اتحاد سات کروڑ مسلمانوں کے اجتماع سے اب تک محروم رہے بشریعت طاہرہ
نے ان گمراہ فرقوں کے ساتھ اتحاد کی اجازت نہیں دی بلکہ ان سے جدا رہنے اور اجتناب کرنے
کا حکم دیا ہے۔ حدیث : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ
بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْإِسْلَامِ جو بدمذہب کی توقیر کرے وہ اسلام کے
ڈھانے پر مدد کرتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے لَا تُجَالِسُوْهُمْ
وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُوَاكِلُوْهُمْ۔ ان کے ساتھ مجالست و ہم نشینی نہ کرو نہ ان کے
ساتھ مواکلت و مشاربت کھانا پینا کرو۔ ایک اور حدیث میں ہے

مَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ
فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ
ذٰلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ۔ جس نے ان سے اپنے ہاتھ سے

جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے اُن پر اپنی زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے اُن پر اپنے دل سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور اس کے ماسوا رائی کے دانہ برابر ایمان نہیں۔
قرآن پاک میں ارشاد فرمایا وَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ یاد آنے پر ظالم قوم کے ساتھ مت بیٹھو تفسیر احمدی میں ہے اِنَّ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ يَعُمُّ الْمُبْتَدِعَ وَالْفَاسِقَ وَالْفَاجِرَ وَالْقُعُوْدُ مَعَ كُلِّهِمْ مُمْتَنِعٌ۔ کہ قوم ظالم بدعتی فاسق فاجر سب کو عام ہے اور سب کے ساتھ ہم نشینی ممنوع ہے۔
علاوہ بریں صد ہا نصوص سے بصراحت ثابت ہے کہ فرق ضالہ اور مبتدعہ کے ساتھ اتفاق و ارتباط ممنوع و ناجائز ہے۔ حضور انور علیہ الصلاۃ والسلام کے پردہ فرمانے کا وقت اسلام پر ایسا نازک وقت تھا کہ پھر ایسا نازک وقت قیامت تک کبھی نہ آئے گا خود حضور اقدس کی مفارقت اتنا بڑا صدمہ تھا جس نے صحابہ میں تاب و تواں باقی نہ چھوڑی تھی شب و روز رونا اور بیقرار رہنا اُن کا معمول تھا استیلائے غم کی یہ کیفیت کہ رفقاء سامنے آئیں سلام کریں اور انہیں مطلق خبر نہ ہو ادھر دشمنان اسلام نے سمجھ لیا کہ اب وقت ہے وہ تیغ و سناں سنبھال کر تیار ہو گئے دنیا کے تمام کفار اسلام کے ساتھ عداوت کی موجیں مارنیوالا دل سینوں میں رکھتے تھے غیظ و غضب میں آپے سے باہر ہو گئے اس وقت ایک جماعت نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اسلام نو عمر ہے اُس کے مربی پیشوا نے ابھی پردہ فرمایا ہے۔ رفقاء غم سے بیتاب ہیں دشمن شمشیر بکف ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا نازک وقت ہو گا اُس وقت صدیق اکبر پالیسی پر عمل نہیں کرتے کہ سب کو ملالیں یا غلط کاریوں پر صبر کر کے خاموش ہو جائیں اور دشمنوں کی قوت کے اندیشہ سے کسی سے کوئی باز پرس اور داروگیر نہ کریں۔ بلکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا جانشیں اُس حالت سے ذرا مرعوب نہیں ہوتا اور نہایت ہمت و استقلال اور جرأت و شجاعت کے ساتھ اس قوم کے خلاف جہاد و قتال کا اعلان فرما دیتا ہے جس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا اس کا

یہ اثر ہوتا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قوم پر غلبہ حاصل ہونے کے ساتھ کفار پر بھی اقتدار حاصل ہوتا ہے اور خلیفۂ رسول کا یہ استقلال ان کی ہمتیں توڑ دیتا ہے۔ آخرکار صحابہ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور واقعات ثابت کرتے ہیں کہ خلیفۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس فیصلہ میں حق پر ہیں تو آج مسلمان طاہرہ اور پیشوایانِ کا اتباع چھوڑ کر ان کے خلاف راہ چل کر کس طرح منزلِ مقصود تک پہنچ سکتے ہیں جس چیز کو شریعت نے ناجائز کیا اس سے کوئی فائدہ کیونکہ مقصود ہو سکتا ہے اور کوئی موافق مدعا نتیجہ کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اتفاق کی کوشش کے لئے ہمیں سب سے پہلے اس اصل اعظم کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ہمیں اہلسنت کے ساتھ اتفاق کرنا اور انہیں ایک رشتہ میں مربوط کر کے اُن کی منتشر قوت کو یکجا کر لینا ہے یہی ہمیں مفید ہے اور خدا میسر کرے اور ہم اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو آج سات کروڑ مسلمانوں کی کثیر تعداد ایک متحدہ قوت نظر آئے اور دوسرے چھوٹے چھوٹے فرقے اس کی شوکت و قوت دیکھ کر خود اُس میں ملنے کی کوشش کریں اور ہماری اکثریت اُنہیں مفسدانہ خیالات سے باز آنے پر مجبور کر دے۔ اور حقیقی اتحاد اور اُس کے نفیس برکات دنیا کی قوموں کو نظر آجائیں۔ اس لئے سب سے پہلے یہ اصل اعظم مدنظر ہونا چاہیے۔ اب میں اُن اختلافات پر بھی تھوڑی بحث کرنا چاہتا ہوں جن سے چشم پوشی کرنا اتفاق کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔

تفرقۂ اقوام

مختلف مذاہب ملا کر ہرگز ایک نہیں کئے جا سکتے مذہبی جذبات کو بالکل نہیں۔ کسی قوم کا اپنے مذہبی خصوصیات و امتیازات کو آپ کے اتفاق پر فدا کر دینا بالکل نامقبول۔ ایسی ناممکن بات کے لئے تو بارہا کوششیں کی گئیں وہ اختلاف جو مسلمانوں کے شیرازہ کو درہم برہم کرتا ہے اور جس کی بنیاد تکبر و غرور اور نفسانیت و خودنمائی کی زمین میں رکھی

گئی ہے اس کو دور کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی گئی مسلمانوں کے درمیان شریعت طاہرہ نے عقائد و اعمال سے تو امتیاز قائم کیا ہے لیکن پیشہ اور حرفت و نسب کو ذریعہ جدال نہیں بنایا۔ آج ایک مسلمان جو بدمذہب بے دین کافر تک کے لئے آغوش محبت روا رکھتا ہے اپنے حقیقی بھائی سے ملنے کے لئے تیار نہیں اگر وہ سبزی بیچتا ہے یا کپڑا بنتا ہے تو مسلمانوں کو مختلف قوموں میں تقسیم کرنا اور انہیں حقارت و نفرت کی نگاہوں سے دیکھنا وہ سلام کریں تو تیوری میں بل ڈالنا اتفاق کے لئے سم قاتل ہے اور جب تک یہ خصلت موجود ہے اس وقت تک اتفاق کی طمع سعی لاحاصل ہے۔ اسلام کی قدر کر نیوالا کب پیشہ اور حرفہ اور شان و صورت اور نسب و نام پر نظر ڈالتا ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رومی حبشی کو بلال حبشی کے قدموں پر نثار کر دیتے ہیں اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں متکبر رسائی سے محروم رہتے ہیں جو غریبوں کے ساتھ بیٹھنے میں عار کرتے تھے۔ مگر مسلمانوں نے ہندوستان میں آکر ہندوؤں کی خصلت اختیار کی جیسے ان میں قومی تنفر تھے۔ اور وہ چھوٹی قوموں کو کتوں سے زیادہ ذلیل جانتے ہیں، کتا ان کے چوکے میں آجائے تو چوکا ناپاک نہ ہوگا مگر چھوٹی قوم کا آدمی چوکے میں آنا در کنار اس قابل بھی نہیں کہ صبح انہیں منہ دکھا سکے سفر کے وقت دھوبی کا سامنے آنا ان کے اعتقاد میں سفر کی ناکامی کی دلیل اور فال بد ہے اسی کی نقل مسلمان کر رہے ہیں کہ پابند شریعت راسخ العقیدہ مسلمان غربت و افلاس کی وجہ سے ذلیل و خوار سمجھے جاتے ہیں ان کا نام کمین رکھا جاتا ہے۔ ان کو مجلس بلکہ بعض انسانی حقوق تک سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ان نخوت شعار کا عمل ان اسلامی بھائیوں کے دلوں پر نوک نشتر سے زیادہ المناک گھاؤ کرتا ہے ان کا دل اس برتاؤ سے پھٹ جاتا ہے انہیں حقیر و ذلیل دیکھتے ہیں، وہ ان سے ٹوٹ جاتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے دلوں میں ان کی ہمدردی نہیں رہتی قرآن پاک میں ارشاد ہوا

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ تم میں زیادہ کرامت والا اللہ کے نزدیک

تمہارا بڑا پرہیزگار ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ میرے اولیا میرے دوست صرف پرہیزگار ہی ہیں۔ قرآن پاک تو پرہیزگاروں کو اشرف اکرم خدا کا دوست اُس کا ولی بتاتا ہے مگر آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ خدا کے پرہیزگار متقی نیک بندوں کو ان کے حرفہ اور پیشہ کی وجہ سے کمین اور ذلیل کہتے ہیں۔ اور فاسقوں فاجروں کو بدکاروں رشوت لینے اور سود کھانے والے ظالموں کو شریف مان لیتے ہیں اقوام کے یہ تفرقے اور اہل حرفت کو حقارت کی نظر سے دیکھنا مسلمانوں کے اجتماع واتحاد کے لئے زہر ہلاہل ہے اگر آپ اجتماعی قوت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جماعتی طاقت سے زبردست ہو کر دنیا کی قوموں میں عزت ووقار کی زندگی آپ کا مقصود ہے تو اپنے چھوٹوں کو بڑھائیے۔ چھوٹوں کو ملائیے گروں کو اُٹھائیے۔ ہمارا ہر بھائی خواہ وہ کوئی پیشہ کرتا ہو ہماری نگاہ میں دنیا کے تاجوروں سے زیادہ عزیز اور پیارا ہے اُس کو دیکھتے ہی ہمارا چہرہ شگفتہ ہو جانا چاہئے۔ یہ کس قدر افسوسناک ہے کہ ایک مسلمان کے پاس دوسری قوم کا کوئی شخص آتا ہے تو وہ اس کا اکرام اور اکرام میں یہ مبالغہ کرتا ہے کہ اپنی جگہ اس کیلئے چھوڑ دیتا ہے لیکن اگر ایک غریب مسلمان اُس کے پاس پہنچتا ہے تو اُس کو ان کی مجلس میں باریابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ افسوس کہ جو قوم اغیار سمجھتی ہو اور اغیار کے ساتھ یگانوں سے زیادہ سلوک کرتی ہو وہ کس طرح دنیا میں کامیاب زندگی بسر کر سکتی ہے۔ ہمیں تو یہ کرنا چاہئے اور اس منافرت کو جلد سے جلد دور کرنا چاہئے جو ہماری بربادی کا باعث ہے اگر آپ اپنے چھوٹوں کو سینہ سے لگائیں گے تو آپ کو سر اور آنکھوں پر بٹھائیں گے اگر آپ ان سے محبت کا برتاؤ کریں گے۔ تو وہ آپ پر دل وجان قربان کر دیں گے حرفے اور پیشہ کو ذلیل نہ سمجھو یہ تمہاری کامیابی کا راز ہے۔ اگر آج ہم میں یہ بات نہ ہوتی تو ہم میں صدہا گداگر اور چور اچکے بھی نہ ہوتے۔ پیشہ کرنا عیب قرار دیا جاتا ہے۔ اس سے شرم آتی ہے تو نوکری اور غلامی کی زندگی اختیار کرتے ہیں نوکری اور خدمت گاری میسر نہیں آتی تو چوری اور گداگری کے سوا چارہ ہی کیا ہے۔

خدارا ہوش میں آؤ اور تباہ کر ڈالنے والے غرور ترک کرو۔

باہمی سلوک

اس کے علاوہ مسلمانوں کے باہمی سلوک اس قدر خراب ہیں جو ان کا شیرازہ درست نہیں ہونے دیتے جو عنایتیں اور محبتیں اپنے بھائیوں کے ساتھ لازم تھیں وہ سب اغیار کے لئے بے منت حاضر ہیں دوسرے کی دعوت اور اپنے   درگزر
ایک ایسی چیز ہے جو کریم النفس آدمی کی بہترین خصلت شمار کی جاتی ہے چھوٹی سی خطا دینے دوسرے کی غلطی یا زیادتی سے چشم پوشی کر کے اخوت و محبت کو محفوظ رکھنے اور غیظ و غضب کی آگ میں انس و محبت کا سرمایہ نہ پھونکنے پر نہیں کہا جاسکتا کہ مسلمانوں میں یہ صفت نہیں ہے عفو و درگزر و فروگذاشت کی خصلت ان سے کنارہ کر گئی ہے۔ ایسا نہیں یہ خصلتیں سب ہیں اور ضرور ہیں اور دنیا کی قوموں سے زائد ہیں لیکن بے محل صرف ہوتی ہیں عفو و درگزر ہندوؤں کے ساتھ صرف کی جاتی ہے یہاں تک کہ خون معاف کر دیئے جائیں لوٹ مار تاخت و تاراج سے چشم پوشی کر لی جاتی ہے اور حد سے گزر کر یہاں تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے کہ جوش محبت میں مذہبی حقوق سے دستبرداری کر لی جاتی ہے وہ ظلم کرتے ہیں اور یہ عاشق نازبردار کی طرح اس کو خوش دلی سے برداشت کرتے ہیں اور اعلان کر دیتے ہیں کہ تم جتنے ظلم کرو ہم کبھی تم سے بچھڑنے والے نہیں ان کے لئے ان کی آغوش محبت وا ہی رہتی ہے لیکن حقیقی بھائی سے تن جاتے ہیں تو ایک پرنالے پر چار انگشت زمین پر مقدمہ چل پڑتا ہے اور ہائی کورٹ سے ادھر ختم نہیں ہوتا کوئی پنچایت اس کو طے نہیں کر سکتی صدہا نظیریں ہیں کہ دو بھائی ایک درخت پر لڑے اور ریاست ہندوؤں کے پاس پہنچ گئی دونوں نادار ہو گئے مگر اب ریاست کی جگہ باہمی عداوت ہے دولت کھو چکے تو ہر ایک دوسرے کی آبرو کے درپے ہے خود کچھ نہیں کر سکتے

تو چاہتے ہیں کہ دوسروں ہی سے بھائی کو ذلیل کرادیں۔ اب اُن اغیار کو جرأت ہوتی ہے۔ اور خود یہ بھائی صاحب بھی اغیار کی نظر میں وہی حیثیت رکھتے ہیں۔ مال بھی گیا دونوں کی آبرو بھی گئی اس طرح مسلمان اپنے سرمایہ اور اپنی آبرو کھو چکے ہیں۔ مگر افسوس کوئی تباہی موجب عبرت نہیں ہوتی، کوئی مصیبت بیدار نہیں کر سکتی اگر اتفاق کی خواہش ہے تو طبیعتوں کے طیش کم کیجئے مقصد پر اختیار پیدا کرکے آپس میں درگذر اور عفو و گذاشت کی عادت ڈالیے اور اگر آپ کو اپنی طبیعت پر قابو نہ ہو تو اپنے معاملات دیندار مسلمانوں اور دیانتدار عالموں کو تفویض کیجئے اور اُن کے فیصلہ پر کہ درحقیقت وہ شرع مطہر کا فیصلہ ہوگا رضامند ہو جایئے اور نزاع ختم کر ڈالیے۔ مسلمانوں کی منازعت میں دوسرے مسلمانوں کو مصالحت کی انتہائی کوشش لازم ہے اگر دو مسلمان آپس میں لڑیں تو چاہئے کہ اس وردسے محلہ کا محلہ بے چین ہو جائے اور جب تک ان میں صلح نہ کرائے چین سے نہ بیٹھے۔

باہمی اصلاح کی تدبیر

نماز کی پابندی کرو جماعتوں میں حاضر ہو اس سے تمہیں اپنے بھائیوں کے ساتھ ملنے اور ان کے حالات دریافت کرنے کا موقع ملے گا اور باہمی محبت زیادہ ہوگی اس پنجگانہ اجتماع میں یہ لحاظ رکھو کہ اگر محلہ کے کسی مسلمان کو دوسرے سے ادنیٰ شکایت ہو تو دوسرے مسلمان درمیان میں پڑ کر اُس کو فوراً رفع کر دیں اور اُس کے لئے اپنے تمام اثر کام میں لائیں۔ ہر مسلمان دوسرے کا خیر خواہ مداح ثناگر بھی ہو اور محتسب بھی اپنے بھائی کی ہر طرح حفاظت کرے دوسروں کی نظر میں ذلیل نہ ہونے دے۔ کسی بدی میں مبتلا پائے تو پوری قوت سے بچائے اخلاقی دباؤ اور محبت کی تاثیر وہ کام کرتی ہے جو سخت ترین سزاؤں سے نہیں نکل سکتا۔ سمجھانے کے لئے محبت کے لہجے اور خوشگوار طرز گفتگو کو اختیار کرو وہ انداز کلام بالکل ترک کردو جو دوسرے کو ناگوار ہو۔ تمہاری زبانیں شیریں ہوں۔ تمہاری باتیں پیاری ہوں تمہارا طرز عمل

محبت پیدا کرنے والا جوہر یہ وہ تعلیم ہے جو اسلام دیتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ حضور اقدس علیہ الصلاۃ و السلام فرماتے ہیں مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچے دوسری حدیث شریف میں ارشاد فرمایا قُلْتُ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ طِيْبُ الْكَلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ حضور سے دریافت کیا گیا اسلام کی شان کیا ہے فرمایا خوش کلامی اور میزبانی ایک اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا اَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ یعنی فضائل ایمان میں سے ہے کہ تو اور لوگوں کے لئے وہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور دوسروں کے لئے گوارہ نہ کرے جو اپنے لئے گوارہ نہ ہو ایک اور حدیث میں وارد ہوا۔ اَنْ تَلْقَ اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ اپنے بھائی سے ملے تو کشادہ روئی کے ساتھ اسلامی اخلاق پیدا کیجئے۔ اس خوشبو میں بس جایئے تو آپ پھول کی طرح سر چڑھائے جائیں گے اور یوں اتفاق کے خالی لیکچر تھوڑی دیر کی واہ واہ اور زینت بزم کے سوا کچھ نفع نہیں رکھتے۔

مساجد کی انجمنیں

اب ضرورت ہے کہ ہم مساجد کی جماعت کو اپنی بہترین انجمن سمجھیں اور اس میں شریک ہو کر آپس کی محبت بڑھائیں۔ بتو وہ اخلاق پسندیدہ خصائل پیدا کر کے عملاً اتحاد و اتفاق کو نشوونما دیں۔ امام ہمارا صدر مجلس ہو تمام نمازی اراکین انجمن ہم تن واحد کے اعضاء کی طرح باہم مربوط اور ایک دوسرے کے ہمدرد و غمخوار اور معین و مددگار رہیں۔ اپنی درستی اور اپنے بھائیوں کی اعانت ہماری انجمن کا مقصد ہو تو انشاءاللہ تعالیٰ اسلامی شوکت کا لطف آجائے مسجدوں میں جماعتوں کے بعد اس پر غور کیا جائے کہ محلہ کا کون کون شخص نماز کے لئے حاضر نہیں ہوتا اس کو حاضر کرنے کی کوشش کی جائے اور محلہ کا ہر شخص

اُس سے ملے اخلاق و محبت کے ساتھ مسجد میں حاضر نہ ہونے کا سبب دریافت کرے اور عدم حاضری اظہار افسوس کے ساتھ محبت آمیز لہجہ میں پابندی جماعت کی درخواست کرے اور یہ عمل جاری رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کو پابندی کی توفیق دے مگر یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ اس ترغیب میں اپنی تعلی و تفوق اور اُس کی حقارت کا پہلو نہ نکلتا ہو۔ اماموں کی عظمت کی جائے۔ محلہ کے رہنے والے اپنی شادی و غمی کے کام باہمی مشورہ سے کریں۔ اور محلہ کا ہر شخص اخلاص کے ساتھ دوسرے کی شرکت و امداد کرے، غیبت اور بدگوئی ترک کر دی جائے۔ کہ یہ نفاق و عداوت کی بنیاد ہے۔ ہر مسلمان اپنے مذہبی فرائض ضروریات زندگی میں سب سے اہم و افضل سمجھے۔

اغیار کے ساتھ ہمارا برتاؤ

اس موقع پر میں یہ بھی صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ دیگر مذاہب مختلف فرقوں اور دوسرے دین والوں کے ساتھ ہمیں کس طرح برتاؤ کرنا چاہئے۔ اس وقت ہمیں اپنی درستی اور اپنے تحفظ کی فکر دامن گیر ہے ہماری تمام کوششیں اسی امر پر مبذول ہیں کہ ہم اپنی بگڑی حالت کو بنا لیں اور اپنی روز افزوں فلاکت کے سیلاب کو کسی طرح روکیں۔ ہمیں جس طرح بھی ممکن ہو امن کی زندگی بسر کرنا چاہئے جھگڑے اور تنازع کا جس راہ میں خطرہ اور اندیشہ ہو اُس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ مسلمان اس کے حامی ہیں۔ خدا کا شکر جہاں تک مجھے علم ہے کہ اب تک مسلمانانِ ہند کے ہر مقام پر امن کے حامی رہے ہیں اور کہیں ان کی طرف سے فساد نہیں ہوا۔ واقعات پر بے رعایت رائے قائم کرنے والے ہندو بھی اس سے متفق ہیں۔ گو بعض ہندو پرست لیڈر جن کی زبانی ہندوؤں کا خریدا ہوا پریس ہے مسلمانوں کو بے وجہ موردِ الزام قرار دے اور ان پر وہ غلط و بے بنیاد الزام لگائے جو ہندوؤں نے حربی حملوں کے ساتھ قلمی اور زبانی حملوں کے طور پر مسلمانوں پر کئے ہیں اور جو اکثر

واقع کے خلاف اور محض بے اصل ہیں میں نے اپنے مقدور تک تحقیقات بھی کی اور فساد کے مقامات پر خود بھی اس غرض کے لئے گیا اور اپنے عزیز قائم مقاموں کو بھی بھیجا جہاں تک تفتیش و تحقیق کے ذرائع میسر آسکے جستجو کی گئی۔ یہی ثابت ہوا کہ مسلمان جنگ کے لئے تیار نہیں تھے اور انہوں نے لڑائی نہیں لڑی۔ ہندوؤں نے پوری تیاری اور آمادگی کے ساتھ رائے اور مشورے کر کے ایک منتظم مقابلہ کی تیاری کے بعد مسلمانوں پر حملہ کیا اور چونکہ وہ کام ایک مشورت کے ساتھ ہوتا تھا اُن کی مجلسیں اس کام کے لئے ایک وقت معین کر لیتی تھیں اُسی وقت تمام شہر میں مختلف مقامات پر ہندوؤں کے حملے شروع ہو جاتے تھے اور ہر مسلمان مباح الدم اور واجب القتل سمجھا جاتا تھا۔ مسافر، بچے، عورتیں، بوڑھے کمزور بہادری کی مشق کے لئے سورماؤں کے تیر ستم کا نشانہ ہیں۔ مسلمان ایسے اچانک حملوں کی مدافعت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لامحالہ مسلمانوں کو جانی مالی ہر طرح کے نقصان اُٹھانا پڑتے ہیں۔ ہندو چونکہ پہلے سے تیار ہیں حملہ کرنے سے پہلے ہی قانونی کارروائی کرنے کے لئے ان کی ایک مستقل جماعت تیار رہتی ہے۔ وہ مارتے بھی ہیں اور مسلمانوں کو مقدمہ میں ماخوذ بھی کرا لیتے ہیں۔ طبقہ لیڈران تو اُن کا حق تک ادا کرنا فرض ہی جانتا ہے اُس کے علاوہ سودی قرض دباؤ میں پھنسے ہیں وہ مسلمانوں کے خلاف جھوٹی شہادتیں دے کر مسلمانوں کو پھنسوایا کرتے ہیں ہندوؤں کے اخبار ستم ایجاد خونخواروں کو مظلوم اور بے گناہ مظلوم مسلمانوں کو جفاکار ثابت کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں اور یہ اُن کا قلمی حملہ ہوتا ہے ہندوؤں کی ہر ایک جماعت مسلمانوں کو ختم کر ڈالنے کے خیال میں وقف ہو گئی ہے۔ جسے لٹھ چلانا آتا ہے وہ لٹھ سے جو آتشیں اسلحہ رکھتا ہے وہ اُس سے جو جھوٹی شہادت دے سکتا ہے وہ اپنی زبان سے جو حکام رس ہے وہ غلط بیانیوں اور جھوٹی شکایتوں سے قانون پیشہ صفت وکالت سے اہل قلم اور ایڈیٹر خلاف واقع خبروں اور شورش انگیز مضمونوں سے ہندوؤں کی چیرہ دستی اور ستمگاری انتہا تک پہنچا دینا چاہتے ہیں اور اس کو اپنے مذہب کی و اہل مذہب کی بہترین خدمت سمجھتے ہیں اُس مذہب کی جس

کی دوکان کا نمائشی سائن بورڈ (بضا دبے آزادی) ہے۔ مسلمانوں کا حکام رس طبقے کچھ ہندوؤں کے میل جول رعایت مروت سے کچھ اُن کی اکثریت و قوت کے رعب سے کچھ اپنی مالی کمزوری سے ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں کی تائید میں حکام تک سچے واقعات پہنچانے سے بالکل مجبور رہے۔ وہ عام مسلمانوں کے ساتھ اپنی بے تعلقی کا اظہار اور مصیبت زدہ ستم رسیدہ غریبوں کے دردوکھ کا بیان اپنے لئے خطرہ آبرو سمجھتا ہے۔ مسلمان وکیل مفت تو کیا مقدمات کی پیروی کریں کافی محنتانہ لے کر بھی بے پروائی کر جاتے ہیں اور اپنی بداخلاقی سے ستم کش تباہ شدہ مسلمانوں کو اور زیادہ پریشان کرتے ہیں بعرض کوئی صورت نہیں ہوتی کہ مسلمان قانون سے بھی فائدہ اُٹھا سکیں اور حکومت کی حمایت بھی کچھ ان کے کام آسکے ایسی مجبور قوم کیا لڑائی کا ارادہ کرے گی۔ اور کیا اس میں جنگ کی اُمنگیں پیدا ہوں گی۔ اس کو ہندوستان کی رہنے والی تمام قومیں جانتی ہیں کہ فساد انگیزی میں مسلمانوں کا ذرا بھی حصہ نہیں گو کہ ملک کے لیڈر (جو ہندو یا ہندو پرست ہیں) مظلوم اور پامال ستم مسلمانوں کو مجرم قرار دیں مگر حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ہر جگہ لڑائی کے موقعوں سے طرح دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کے تمام تیوہار نہایت اطمینان کے ساتھ ادا ہو جاتے ہیں کوئی مسلمان کہیں مزاحم نہیں ہوتا۔ لیکن جب مسلمانوں کی کوئی تقریب آتی ہے تو ہندو جھگڑے پیدا کرنے کے لئے خلاف معمول نئی نئی رسمیں نکالتے اور شورشیں پھیلاتے رہیں۔ ہندوؤں کے معابد کے سامنے مسلمان کہیں کوئی شور غوغا نہیں کرتے۔ ان کے کسی کام میں مخل نہیں ہوتے لیکن مسجد کے سامنے سنکھ اور باجے بجا کر فساد کی بنیادیں پیدا کی جاتی ہیں۔ ان تمام واقعات سے یہ حقیقت ناقابل انکار ہو جاتی ہے کہ ان خونریزیوں میں مسلمانوں کا قصد و ارادہ بالکل شامل نہیں ہے۔ یہ تنہا ہندوؤں کے جوش غضب کا نتیجہ ہے مگر اس کے باوجود میں پھر برادران اسلام سے بھی عرض کرتا ہوں کہ وہ امن پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں اور اپنے آپ کو جنگ سے بچانے کی پوری کوشش کریں۔ اس وقت جنگ میں مصروف ہو جانا ہماری قومی اور مذہبی

زندگی کے لئے نہایت خطرناک ہے ہمیں جہاں تک ممکن ہوا اور جس طرح ممکن ہو لڑائی
کے موقعوں سے طرح دینا چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں اپنے جان و مال دین ملت کے
تحفظ کے لئے ان کی چالوں سے ہوشیار و آگاہ بھی رہنا چاہئے اور یہ سمجھتے رہنا چاہئے کہ یہ
دشمن موقع کی تاک میں ہے اور موقع مل جائے تو وہ ہمارے ساتھ کمی کرنے والا نہیں ہم
اپنے آپ کو اس موقع سے بچاتے رہیں ایسا نہ ہو کہ پچھلے زمانہ کی طرح دشمنوں پر اعتماد کیا جائے
اپنی باگ ان کے ہاتھ میں دے دی جائے اپنی کشتی کا ناخدا مان کر اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں
موت کے منہ میں ڈالا جائے آنکھیں بند کر کے ان کی تقلید کرنے لگیں جس راہ وہ ہمیں لے
چلیں ہم وہ راہ چل کھڑے ہوں، ماضی قریب کی سیاسی جماعتوں اور کمیٹیوں کے اغوار
سے مسلمان ان غلطیوں کا شکار ہو چکے ہیں جن کے نتائج آج یہ رونما ہو رہے ہیں کہ ہندو دل
نے مسلمانوں کے استیصال پر کمر باندھ لی ہے کہیں مرتد کرنے کی کوششیں ہیں کہیں تیغ و
تفنگ سے حملے ہیں کہیں قانونی شکنجوں میں کسا جاتا ہے یہ سب اُسی ہندو پرستی کا صدقہ
جو پچھلے چار پانچ سال مسلمان کر چکے ہیں اب بہت احتیاط کرنا چاہئے کہ کبھی غلطی اس
غلطی میں مبتلا نہ ہوں، کبھی اپنے امور اُن کے اختیار میں نہ دیں جس طرح وہ مقابل ہو کر
ہماری جان و مال عزت و آبرو دین و مذہب کو برباد کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ اعتماد حاصل
کر کے دوستی کے پیرایہ میں ہمارے ہاتھوں سے ہم کو نقصان پہنچا دیتے ہیں، پچھلے دور میں جب
مسلمان ہندوؤں پر اعتماد رکھتے تھے انہوں نے طرح طرح کے نقصان پہنچا کر ہماری قوتوں کو
پامال کر دیا۔ اب ہمیں پھر اس داؤں میں نہ آنا چاہئے اس زیادہ نقصان ہمیں اُن مسلم نما ملت
فروشوں سے پہنچا جو بندۂ طمع ہندوؤں کے کارندے اور کارکن اور ان کی آواز اُن کے ارگن
تھے اور کٹھ پتلی کی طرح اُن کے اشاروں پر ناچا کرتے تھے، اُن کے جوشِ غضب و مسلم آزاری
کے لئے یہ مسلمانوں پر چل جانیوالے ہتھیار تھے جنہوں نے ہندوؤں کی گٹھریاں کاندھوں
پر اُٹھائیں پیشانیوں پر قشقے لگائے سیوا سمتی کے پرتلے گلوں میں ڈالے اپنے ناموں کے ساتھ

پنڈت لالہ لکھوایا۔ بجے پکاریں ہندوؤں میں مٹ گئے یا یوں کہئے کہ ہندوان میں حلول کر گئے مجمعوں میں اپنے مسلمان ہونے کا انکار کیا طرح طرح کی خرافات کی لیکن ہندوؤں سے ناجائز منفعت کی توقع میں اور ناپاک مال کے لالچ میں مسلم کشی پر کمر باندھی۔ اسلامی خصوصیات و امتیازات کو مٹایا۔ اسلامی شعائر بند کرنے کی کوششیں کیں شردھانند جیسے دشمن اسلام کو دلی کی جامع مسجد میں منبر پہ بٹھایا۔ وہاں اس کی تصویریں کھنچوائیں، گنگا جمنا کی سرزمین کو مقدس بتلایا اور مسلمانوں کو طرح طرح کے نقصان پہنچائے۔ مسلمان انہیں مسلمان سمجھتے تھے یقیناً اگر ہندو ان کا واسطہ اختیار نہ کرتے تو مسلمان ان کے جال میں نہ پھنستے۔ ان پر اعتماد تھا بھروسہ تھا ترکی کی حمایت اور حرمین طیبین کی اعانت کے نمائشی مرثیے پڑھ پڑھ کر مسلمانوں کو اپنی طرف سے خیر خواہی اسلام اور درد ملت کا یقین دلاتے اور ان کی نظروں میں اعتبار حاصل کر کے ہندوؤں کی خواہشیں پوری کرتے رہے ایسے لوگ انگریزی دان طبقے کے بھی تھے علماء کی وضع بھی تعداد میں کثیر نظر آتی تھی کہاں تک مسلمان نہ بہکتے اور فریب میں نہ آتے مگر بارے الحمد اللہ وہ طلسم ٹوٹا اور اس مکر و خدع کے راز فاش ہونے مسلمانوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ خیر خواہی کے مدعی دشمن دوست نما تھے۔ اب مسلمانوں کے لئے اپنے آپ کو ایسے خود غرض ملت فروش مسلم کش دشمنوں سے بچانا نہایت اہم اور بہت ضروری ہے۔ برادران ملت بہت حزم و احتیاط نہایت دانائی اور بیدار دماغی کا وقت ہے۔ اگر آپ نے غفلت کی سہل انگاری سے کام لیا ان دوست نما دشمنوں کو پھر ایک مرتبہ موقع دیا اور ان کے ذریعہ سے ہندو سود خواروں کو پھر تم پر تسلط پانے کا موقع مل گیا تو آئندہ پھر آپ کی حالت ہرگز اس قابل نہ رہے گی کہ اپنے آپ کو سنبھال سکو اور کسی قسم کی تدبیر و تنظیم تمہیں فائدہ پہنچا سکے اس لئے اس مصیبت عظمیٰ سے پہلے ہوشیار رہو دوست دشمن میں امتیاز کرو اب موقع ہے کہ میں اشارہ اور کنایہ پر اکتفا نہ کروں اور صاف کہدوں کہ تمہاری دشمن اور ہندوؤں کی کارکن جماعتیں خلافت کمیٹی اور جمعیۃ العلماء ہیں مجھے ان کے کارنامہ

کی تفاصیل پر ایک حد تک عبور ہے۔ لیکن میں وہ تمام لکھوں تو طوالت ہو اور اخبار بین اصحاب اس سے خوب واقف بھی ہیں اس لئے اس اجمال پر اکتفا کرتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز کبھی ایسی جماعت پر اعتبار و اعتماد نہ کرو جو تم سے اسلام کی کوئی خصوصیت کوئی امتیاز کوئی ادنیٰ رسم یا تمہارا کوئی جائز شرعی عرفی یا قانونی حق چھوڑنے کیلئے اشارہ بھی کرے الحذر الحذر ؎

در بہائے بوسہ جانے طلب — میکنند ایں دلستانان الغیاث

اہل اسلام ہندو اور ہندو پرستوں سے پرہیز کریں اپنے امور ان کے ہاتھ میں دیں اپنے آپ کو ان کی رائے کی سپرد نہ کریں رہزنوں کو رہنما نہ بنائیں ان کی مجالس میں شرکت نہ کریں ان کی چکنی چپڑی باتوں اور ورد اسلام کے دعاوی سے دھوکہ نہ کھائیں حریفان چابک فن سے بچیں ؎

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی — بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے

ہندوؤں کے میلوں میں مذہبی رسموں میں کھیلوں تماشوں سانگوں میں جانے سے احتراز اور پرہیز لازم سمجھیں اسی طرح ان کے جلسوں میں شرکت سے اجتناب کریں۔ ہندوؤں کے ٹریکٹ اور اخبار جو مسلمانوں اور ان کے مذہبی پیشواؤں اور اسلامی بادشاہوں کی ہجو سے پر ہوتے ہیں ہرگز نہ دیکھیں کہ اس کے دیکھنے سے رنج اور صدمہ اور طبیعت میں اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ اور کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا باقی معاملات میں جہاں تک وہ اختلاف سے برتاؤ کریں ان کے ساتھ اخلاق برتا جائے مگر جہاں سے مذہب کی سرحد شروع ہو اس میں ہر غیر مذہب والے سے کنارہ کیا جائے۔

ہندو حملہ آور ہوں تو کیا کرنا چاہئے

اسی سلسلہ میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ جہاں ہندوؤں میں حملے کی تیاریاں

پائی جائیں وہاں فوراً حکام کو مطلع کر کے فساد روکنے اور امن قائم رکھنے اور اپنی جان ومال کی حفاظت کی استدعا کی جائے۔

نیز یہ کوشش کی جائے کہ بازاروں اور سڑکوں میں گانے اور باجے کے ساتھ ہر جلوس ممنوع قرار دیا جائے خواہ وہ ہندوؤں کا ہو یا مسلمانوں کا۔ اگرچہ مسلمانوں کا کوئی جلوس دل آزار نظموں اور توہین آمیز گیتوں پر مشتمل نہیں ہوتا، لیکن چونکہ ہندوؤں کے جلوس جو آئے دن نکلتے رہتے ہیں ان میں ایسی اشتعال انگیزیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ فتنہ کی بنیاد ہی قطع کی جائے۔ گو اس میں ہم پر بھی ایک پابندی عائد ہو۔

ہندو سنگھٹن

ہندو سنگھٹن اور مہاسبھا اور سیوا سمتی کی جماعتیں جنہوں نے ملک کی فضا میں شر افشاں کر کے جنگ وجدل کی آگ بھڑکا دی ہے اور ان کی وجہ سے ہم جانی اور مالی بہت سے نقصان اُٹھا چکے ہیں۔ اور ہماری امن خطرہ میں پڑ گئی ہے ان کی کارگزاریوں کو غور کی نظر سے دیکھ کر حسب موقع گورنمنٹ کو ان کے طرزِ عمل سے آگاہ کرتے رہنا چاہئے۔ اور کافی ثبوت بہم پہنچا کر گورنمنٹ سے چارہ جوئی کرنا۔ ہندو کثیر التعداد، کثیر المال بحکومت کے ایوان ودفاتر میں دخیل وباریاب ہر جگہ انہیں کی کثرت وہی صاحب اسلحہ باوجود اس کے وہ رات دن جن سرگرمیوں اور تیاریوں میں مصروف ہیں وہ ہمارے لئے سخت خطرہ ہیں اور جب سے یہ تیاریاں شروع ہوئی ہیں ملک کی امن کس خدشہ کی حالت میں ہے گورنمنٹ کو اس پر توجہ دلائی جائے۔ بغرض وقوعات پیش آنے سے پہلے مسلمان حکومت کو حالات سے باخبر کریں اور اپنی حفاظت کی تدبیر ریاست کریں۔ اگر کہیں حفظ ماتقدم کی تدابیر کام نہ دیں اور دشمن حملہ آور ہو جائے تو انکو کوشش اور کامل جدوجہد اور اتفاق کے ساتھ قانونی چارہ جوئی کر کے ظالم کو سزا دلانا چاہئے۔ ایسی حالت میں ہندو اور ہندوؤں کے زیر اثر وکلاء سے کام نہ لیا جائے

اور حکام کو واقعات کی اطلاع دینے میں پوری کوشش کی جائے۔ چھپتے ہوئے مسلمان گھروں میں چھپ کر نہ بیٹھیں داد خواہی کے لئے حکومت کے دروازہ پر پہنچیں۔

حکومت کا محکمہ تفتیش

حکومت کا محکمہ تفتیش بیشتر ہندو اور مسلمان افراد ہی پر مشتمل ہے اور ہندوؤں کی تعداد ہر صیغہ میں زیادہ ہے اور وہ خواہ کسی صیغہ میں ہوں مذہبی اور قومی جذبات میں دوسرے ہندوؤں سے کچھ کم نہیں۔ ایسی حالت میں جب تفتیش اُن کے ہاتھ میں ہو تو انہیں ہمارے نقصان رسانی کے بہت سے موقعے مل سکتے ہیں۔ اس کے لئے مسلمانوں کو ہر مقام پر خواہ وہاں ہندوؤں سے جنگ کا خطرہ ہو یا نہ ہو ایسے افراد کی ایک جماعت بنا لینا چاہئے جس کا چال چلن قابل اعتراض نہ ہو ذی وجاہت ہوں ہمدرد اسلام ہوں ہندوؤں کے قرض وغیرہ کا دباؤ اُن پر نہ ہو جماعت تفتیش کنندہ کے نام سے موسوم ہو اس جماعت کا یہ فرض ہو کہ ہندو مسلمانوں کے ہر معاملہ میں فوراً پہنچے اور تفتیش کے وقت پولیس کے ساتھ رہ کر نگرانی کرے اور اپنے مقدور تک واقعات کی اصل حقیقت دریافت کرنے میں پولیس کو مدد دے اور بہت دانائی کے ساتھ تفتیش کنندوں کے کام پر غور کرے اور انہیں غلطی میں مبتلا ہونے سے بچائے اور مظلوم مسلمانوں کو جو عادتاً گھروں میں چھپ بیٹھا کرتے ہیں اور اس خوف سے کہ جانی اور مالی نقصان اٹھانے کے بعد ہندوؤں کی چالاکیوں سے ہمیں قانون کا شکار بنیں گے وہ چھپتے اور بچتے پھرا کرتے ہیں ایسے لوگوں کو تسلی دے کر سامنے لانے اور اُن سے اُن کی حالتوں کا اظہار کرائے اور مقدمات میں نہایت خوبی کے ساتھ پیروی کرے۔ یہ انتظام ناگزیر ہے اگر یہ انتظام کر لیا گیا تو ممکن ہے کہ مسلمان ایک حد تک حریفوں کے ظلم سے محفوظ رہ سکیں۔ مسلمانو! بیدار ہو اپنے کام خود سنبھالو اپنے آپ کو ہمسایہ قوم کی بیرحمی کے حوالہ نہ کرو خود اپنی حفاظت کی تیاری کرو۔ آخر خواب غفلت تابکے۔

سوراج

آج کل سوراج کی تجویز در پیش ہے اور جس سبز باغ کی طمع میں مسلمانوں نے بہت نقصان اٹھائے ہیں وہ در حقیقت ہندو راج ہے۔ خدا نخواستہ اگر اس تمنا میں ہندو کامیاب ہو گئے تو یہ اسباب بظاہر یہ مسلمانوں کے استیصال کی بنیاد ہے ابھی سوراج نہیں ملا ہے تو ہندوؤں کے ظلم و ستم کا یہ حال ہے کہ ہمیں جان و مال اور سب سے زیادہ عزیز اور پیارے مذہب کے لالے پڑ رہے ہیں خدا نہ کرے سوراج مل گیا تو پھر ہندو مسلمانوں کو لقمہ ہی کر جائیں گے۔ واقعات نے پردہ کھول دیا ہے اس لئے میں اس ضمنی بحث کو صرف یہ کہہ کر ختم کرتا ہوں کہ ہم سوراج کو مسلمانوں کے حق میں ایک تباہ کن مصیبت سمجھتے ہیں۔ اب میں مسلمانوں کی معاشرت کے متعلق اجمالی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

معاشرت

ہماری معاشرت اس وقت جیسی خراب ہے اور ہم جس نازک حالت کو پہنچ گئے ہیں وہ ظاہر ہے ہمارے پاس زمینیں نہیں رہی ہیں۔ بود و باش کیلئے جھونپڑے تک بھی نہیں ہیں۔ مسلمان قصبوں اور ضلعوں میں اکثر کرایہ کے مکانوں میں رہتے ہیں اور جو کسی مکان کو اپنا مکان بتاتے ہیں وہ مجازاً بتاتے ہیں حقیقتاً وہ مکان کسی ہندو کا ہوتا ہے جو ابھی تک ان کے نام سے تو موسوم ہے لیکن قرضہ میں مکفول ہے اور ان کی استطاعت سے باہر ہے کہ اسے واگذاشت کرا سکیں بہت نادر لوگ ہوں گے جو اس مصیبت میں گرفتار نہ ہوں۔ ملک میں ہماری ایک مسافر کرایہ دار کی سی حیثیت رہ گئی ہے۔ یہاں کی زمینوں سے ہماری ملک اٹھ چکی اسی وجہ سے اب ہندوؤں کا یہ خیال ہے کہ ان خانہ بدوش

کو ملک سے بدر کر دینا چاہیے جو نہ کسی حصۂ زمین کے مالک ہیں۔ نہ معاش کا کوئی ذریعہ رکھتے ہیں، اور بظاہر جو حصہ ہائے آبادی ان کے قبضہ میں ہیں قریب قریب اُن کے برابر ہندوؤں کے سودی قرضے بھی ہیں تو اب ملک خالص ہندوؤں کا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ان خانہ بدوشوں کو اس ملک میں رہنے دیا جائے ہمارا ذریعۂ معاش صرف نوکری اور غلامی ہے اور اس کی بھی یہ حالت ہے کہ ہندو تو اب مسلمان کو ملازم رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ رہیں گورنمنٹی ملازمتیں اُن کا حصول طول امل ہے اگر رات دن کی تگ و دو اور اَن تھک کوششوں سے کوئی معقول سفارش بھی پہنچی تو کہیں امیدواروں میں نام درج ہونے کی نوبت آتی ہے۔ برسوں بعد جگہ ملنے کی امید پر روزانہ خدمت مفت انجام دیا کرو اگر بہت بلند ہمت ہوئے اور قرض پر بسر اوقات کر کے برسوں کے بعد کوئی ملازمت حاصل بھی کی تو اس وقت تک قرض کا اتنا بار ہو جاتا ہے جس کو ملازمت کی آمدنی سے ادا نہیں کر سکتے پھر ہندوؤں کی اکثریت کے باعث آنکھوں میں کھٹکتے رہتے ہیں اور اُن کے ساتھ گذارا کرنے کے لئے بمجبوری اُن کی خوشامد اور مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی کرنا پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اہل معاملہ مسلمان اہلکاروں کے عموماً شاکی ملتے ہیں۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ہماری روزی نوکری میں منحصر ہے۔ ہمیں حرفے اور پیشے سیکھنا چاہئیں اور حرفتوں کے عیب ہونے کا خیال جو درحقیقت ہندوؤں کی صحبت کا اثر ہے اپنے دماغوں سے نکال ڈالنا چاہیے۔ اعلیٰ اہل کار ادنیٰ فروگذاشت پر برخواست ہو کر نانِ شبینہ کا محتاج ہو جاتا ہے اور اس کی متوسط حیثیت افسر کی ایک گردشِ چشم سے خاک میں مل جاتی ہے پھر وہ عمر بھر شکستہ حال دربدر پھرا کرتا ہے۔ جو لوگ کل تک اس کی عزت بلکہ خوشامد کرتے تھے وہی اسے حقارت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ اب اس کی تمام قابلیتیں ہیچ ہیں، سندیں بیکار ہیں، زندگی وبال ہے، اولاد کی تربیت اس ناداری میں کیونکر ہو سکے۔ خود تباہ اور نسل برباد لیکن اگر وہ پیشہ ور ہوتا ہاتھ میں کوئی ہنر رکھتا تو اس طرح محتاج نہ ہو جاتا۔ نوکری گئی بلا سے

اُس کا ذریعہ معاش اُسکے ساتھ ہوتا۔ ہمیں نوکری کا تو خیال ہی چھوڑ دینا چاہیئے نوکری کسی قوم کو معراج ترقی تک نہیں پہنچا سکتی دستکاری اور پیشے اور ہنر سے تعلق پیدا کرنا چاہیئے: یہ وہ دولت ہے جو نہ دشمن چھین سکتا ہے نہ کہیں رہن یا مکفول ہو سکتی ہے بے منت روزی کا ذریعہ ہے، جن قوموں کے ہاتھ میں کوئی حرفت یا پیشہ ہے وہ ان نوکری کرنے والوں سے بدرجہا بہتر زندگی بسر کرتے ہیں۔

دوسرا کام تجارت ہے جس کو ایک نامعلوم مدت سے مسلمانوں نے عیب قرار دے رکھا ہے حریف قوم تجارت ہی کی بدولت صاحب ثروت ہوگئی۔ آج ہماری زندگی کے ضروریات انہیں قوموں کے ہاتھ میں ہیں جنہوں نے ہمیں اعلان جنگ دے دیا ہے۔ ہر قسم کی تجارت میں وہ دخیل ہیں اور مسلمانوں کی دولتیں روز بروز اُن کے قبضے میں آتی چلی جاتی ہیں، ہر بڑی سے بڑی چیز ابتدا میں بہت چھوٹی ہوتی ہے اور وہ بتدریج بڑھتی ہے مسلمان یہ خیال چھوڑ دیں کہ جب تک ہزار ہا روپیہ کا سرمایہ نہ ہو تجارت نہ کریں گے تھوڑے سرمایہ سے کام شروع کریں اور مستعدی و نیک نیتی سے کرتے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ میں یہ چھوٹا کام ہی بڑھ کر بڑا ہو جائے گا۔ میں اکثر اپنی تحریروں میں تجارت پر زور دیتا ہوں کئی صاحبوں نے میری تحریک سے تجارت شروع کی اُن کا سرمایہ نہایت قلیل تھا مگر اب تھوڑے ہی دنوں میں انہوں نے اپنا کام بہت بڑھا لیا، روزانہ کے خرچ اُسی دوکان سے نکالتے ہیں اور دوکان میں بھی زیادہ کرتے جاتے ہیں، کچھ پس انداز بھی کر لیتے ہیں، جس قدر روپیہ لگایا تھا اُس سے زیادہ مال اس وقت دوکان میں موجود ہے اتنا ہی دوسروں پر قرض ہے اور جو کھایا خرچ کیا وہ اور نقد اس کے علاوہ ہے درحقیقت یہ خیال کہ اگر بڑا سرمایہ نہ ہوگا تو ہمارا کام چل ہی نہ سکے گا تجارت کے اصول سے ناواقفی ہے۔ ہمسایہ قوم کو دیکھئے جو تجارت میں بہت مارے ہوئے اور جس کا تجارت پیشہ ہوگیا ہے۔ اُن میں اگر لاکھوں اور کروڑوں کے سرمایہ دار بھی ہیں تو اُن میں وہ بھی ہیں جو زیادہ سے زیادہ آٹھ آنے کے چنے یا سگریٹ

اور پان لے کر بیچتے پھرتے ہیں اور اس سے بھی کم حیثیت وہ ہیں جو آلو کی چاٹ کے خوانچے لگاتے ہیں۔ ان کے سرمایہ پر نظر کیجئے اور پھر یہ دیکھئے کہ چاٹ بیچ کر یہ اپنے تمام کنبے کی پرورش کرتے ہیں۔ مکان بناتے ہیں، شادی بیاہ کرتے ہیں بیماری اور موت کے خرچ اٹھاتے ہیں۔ قومی اور مذہبی کاموں میں دیتے ہیں اور تھوڑے دنوں کے بعد معقول رقم پیدا کرکے دوکان لے بیٹھتے ہیں۔ ہم کیوں خواب غفلت میں ہیں۔ ہم پر کیا اوبا ہے۔ نوکری کی تلاش میں پریشان حال مارے پھریں۔ عمر گزر جائے مگر تجارت نہ کریں۔ اگر سبزی یا میوے بھی بیچتے تو بسر اوقات کی شکل نکل آتی۔ پان چھالیہ سگریٹ۔ دیا سلائی لے کر ہی بیٹھ جاتے تو کچھ نہ کچھ ہاتھ آتا اور ذلت کے ساتھ دھکے کھانے سے بچتے۔

برادران اسلام تمہارے بزرگ تجارت کرتے تھے۔ تجارت عیب نہ سمجھی جاتی تھی تم تجارت کرو اور ضروریات زندگی کی تجارت کرو۔ کھانے پینے پہننے اور اور ضرورت کی چیزیں کبھی نہیں رکتیں سرمایہ کم ہو تو خوف نہ کرو۔ اللہ پر بھروسہ کرکے کام شروع کردو اور دوسرے مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کی تجارت کو ترقی دینے میں مدد کریں۔ اُن کی ہمت افزائی کا خیال رکھیں اُن کی تجارت کو فروغ دینے کی کوشش کریں۔ سرمایہ دار اصحاب کسی اطمینان کے بعد معمولی نفع تجارتی پر اُس کو روپیہ دیں اگر وہ ضرورت سمجھتا ہو اور تجارت کو روپے کی ضرورت ہو۔ بہتر ہو کہ ہر مسلمان چند مسلمانوں کے مشورہ کے بعد اپنا کام شروع کرے اور مشیر اپنی بہتر رائے سے اُس کی مدد کریں۔ بیکار روگوں کو چھوٹی چھوٹی تجارتیں شروع کرائی جائیں اور اُن کی حوصلہ افزائی کے لئے مسلمان اُن سے خریداری کریں۔ سائل جو مختلف صورتوں میں شب و روز آتے رہتے ہیں اُنہیں کو نرمی و محبت کے ساتھ تجارت یا حرفت پر آمادہ کیا جائے اور وہ تیار ہو جائیں تو اُن کو سوال سے روکا جائے اور مسلمان خود ان کے لئے ایک معمولی چندہ کریں جو ایسی ادنیٰ رقموں سے جمع کیا جائے جو معمولاً سائلوں اور دریوزہ گروں کو دی جاتی ہیں پھر اُنہیں اپنی نگرانی میں کوئی کام کرادیا جائے اور نگرانی رکھی جائے اس میں ہر طرح کی صورتیں پیش آئیں گی اور ہر قسم کے

آدمیوں سے واسطہ پڑے گا مگر تحمل و برداشت سے کام کئے جائیں انشاءاللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی۔

نکمے اور بیکار لوگوں کے لئے بھی شغل سوچے جائیں اور ان کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا کام تلاش کرنا چاہیے جو اُن کی معاش کا ذریعہ ہو سکے خواہ وہ مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ یا قبرستان کی خدمت یا نگرانی ہی ہو۔ ہر شخص کو یہ لازم کر لینا چاہیے کہ وہ اپنے کسب سے کچھ نہ کچھ زمین خریدے اور اپنے مسکن حاصل کرنے کے لئے شاقہ محنت اٹھائے۔ بلکہ اگر نامناسب نہ ہو تو بجائے دولت و مال، تعلیم پسند کے شادی کے وقت یہ دریافت کیا جائے کہ لڑکے نے اپنے کسب و محنت سے کتنی زمین خریدی ہے خواہ باپ نے کیسی کثیر جائیداد چھوڑی ہو مگر لڑکے کو اس وقت تک لائق نہ سمجھنا چاہیے جب تک وہ اپنے زور بازو سے کچھ پیدا نہ کرے ماں باپ خواہ کیسے ہی غنی، دولت مند، جاگیر دار یا تاجر ہوں مگر یہ ضروری سمجھیں کہ پندرہ سال کے بعد لڑکے کو کوئی نہ کوئی معاش کا کام شروع کرا دیں۔ اگر وہ تعلیم پاتا ہے تب بھی اس کے لئے ایسا کام ٹھیکہ یا تجارت تجویز کریں جس میں وقت کم صرف ہو مگر آمدنی پیدا ہو سکے تاکہ بچے اس عمر سے تجارت یا حرفت اور کسب مال کے خوگر و عادی ہو جائیں۔ ہر بچے کے لئے روز پیدائش سے ایک پیسہ یومیہ جمع کیا جائے تو سالانہ ۵؍۱۱ کے حساب سے پندرہ سال میں پچاسی روپے چھ آنے ہو سکتے ہیں۔ ابتدائی کام شروع کرنے کے لئے یہ رقم کچھ تھوڑی نہیں ہے۔ بہت سی تجارتیں ایسی ہیں جنہیں آدمی تعلیم کے ساتھ جاری رکھ سکتا ہے۔ اُن میں وقت بہت کم صرف ہوتا ہے بچوں کی تجارتوں کی نگرانی والدین رکھیں اور انہیں والدین مدد دیں۔ مسلمانوں کی تجارت مسنون و موجب برکت ہے مگر خدا جانے کیا مصیبت ہے کہ اس زمانہ میں مسلمان تجارت سے بالکل بیگانہ ہیں اس کے علاوہ ترقی کا دارومدار تجارت پر ہے یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ تجارت ہماری بقا کے لئے بھی ضروری ہے۔ ہماری زندگی کی ضروریات اغیار کے ہاتھ میں رہیں ہمیں اس وجہ سے ہر وقت ان سے دُنیا اور اُن کی ناجائز خوشامد کرنی پڑتی ہے اور

اندیشہ رہتا ہے کہ اگر وہ ہم سے خفا ہو گئے تو ہمارا کھانا پینا بند کر دیں گے چنانچہ کہیں کہیں جگہ ایسا بھی ہو چکا ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں سے لین دین ترک کر دیا۔ غلہ اُن کے ہاتھ میں تھا اب بجز بھوکے مرنے کے اور کیا صورت تھی۔ اگر ہمارا بھی اس تجارت میں دخل ہوتا تو وہ ہمیں اس طرح مجبور نہ کر سکتے۔

حیرت ہے کہ زمانہ کے انقلاب مسلمانوں کے لئے تازیانۂ عبرت نہیں ثابت ہوتے اور کسی مصیبت سے ان کی آنکھ نہیں کھلتی۔

برادرانِ ملت! نوکری اور ملازمت کے خیال چھوڑ کر تجارت پر ٹوٹ پڑو۔ تو دیکھو تھوڑے عرصہ میں تم کیا ہوئے جاتے ہو۔

مصارف

اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے مصارف کم کرنے کی شب و روز فکر کرنی چاہئے اس سے یہ مدعا تو نہیں ہے کہ امور خیر بند کئے جائیں۔ اس کا تو وہی مشورہ دے گا جسے خیر سے ضد ہو۔ مگر مقصد یہ ہے کہ فضول خرچ سے جو مسلمانوں کی امتیازی خصلت بن گیا ہے۔ بچو۔ اور جہاں تک ممکن ہو کم سے کم خرچ میں کام چلاؤ۔ بے اندازہ خرچ کے سامنے سلطنت بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ خرچ کم کرنے کے لئے جماعتی اثر سے بھی کام لو۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی شخص نے اپنے اولاد کی شادی کے لئے سودی قرض لے کر دعوت کی ہے اُس کے یہاں شرکت کرو۔ دعوت نہ کھاؤ۔ تاکہ آئندہ پھر دوسرے کو اس کی جرأت نہ ہو۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ شادی اور بیاہ کے موقع پر برادری کے منتخب اشخاص یا اعزہ و اہل محلہ سے مشورہ کیا جائے کہ شادی کرنا ہے اُس میں کتنا خرچ کیا جائے وہ اس شخص کی حیثیت اور اولاد اور خرچ کا حال معلوم کر کے اُس کو اتنے خرچ کی اجازت دیں جس کا برداشت کرنا اس کی موجودہ حالت سے دشوار نہ ہو اگر اس سے زیادہ خرچ کرے تو شرکت نہ کریں۔

روزمرہ کے خرچ فکر کرکے گھٹائے جائیں اس میں زیادہ نفع ہے گو بالفعل بہت تھوڑی نظر آئے۔ کھیل تماشے دیکھنا بالکل موقوف کرو۔ ناٹک اور تھیٹر وغیرہ میں جہاں تک معلوم ہو سکا ہے مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے زیادہ ہوتی ہے باوجودیکہ ملک میں ہندو مسلمانوں سے سہ چند زیادہ ہیں۔ یہ خصلتیں ہمیں برباد کر رہی ہیں انہیں چھوڑو اور غور کر کے ہر فضول اور بے فائدہ کام میں مال ضائع کرنے سے بچو۔ اسراف کی حالت میں آمدنی خرچ کے لیے کافی نہیں ہوتی تو قرض لینا پڑتا ہے یوں قرض نہیں ملتا تو سود کی مصیبت اختیار کی جاتی ہے۔

سودی قرض

سودی قرض وہ بلا ہے جو لیتے وقت تو مال مفت معلوم ہوتا ہے اور اس روپیہ کو آدمی بڑی بیدردی سے خرچ کرتا ہے۔ لیکن وہ بہت جلد گھر بار نیلام کر کے محتاج بنا دیتا ہے۔ اس کی صدہا نہیں بلکہ کروڑوں نظیریں موجود ہیں۔

مسلمانوں میں فیصد پانچ آدمی مشکل سے ایسے نکلیں گے جنہیں قرض لینے سے احتیاط ہو امیر سے لے کر غریب تک ہر ایک اسی مصیبت میں گرفتار ہے روزانہ کچہریوں میں سودی ڈگریاں اور قرقیاں نکلتی رہتی ہیں اور مسلمانوں کے مال دشمنوں کے قبضے میں پہنچ کر اسلام کی مخالفت اور بیخ کنی میں صرف ہوتے ہیں۔ ہندو ہمارے خون چوس گئے اور ہم سوتے ہی رہے ہر شخص قرض لیتے وقت یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ یہ قرض بہت جلد بآسانی اپنی موجودہ آمدنی سے ادا کر دے گا۔ یا یہ وہم بندھ جاتا ہے کہ کوئی غیر معمولی آمدنی عنقریب ہو جائے گی۔ بس فوراً یہ روپیہ ادا کر دیا جائے گا۔ بہت سے لوگ دست غیب کے عمل اور کیمیا کے بھروسے جائیداد کھو بیٹھتے ہیں اور روزانہ کے بے شمار تجربوں سے یہ سبق حاصل نہیں کرتے کہ سودی قرض میں یہ نحوست ہے کہ ادا ہی نہیں ہوتا۔ آمدنی کم ہو جاتی ہے اور پھر ادھار

خرچ پورا کرنے کے لئے سودی قرض لینے پر مجبور ہو جاتا ہے، جو آمدنی پہلے ہی کافی نہ تھی قرض کے بعد کس طرح کافی ہو سکتی ہے۔ آہ ہماری عقل کیا ہوئی جو ہمیں یہ بتاتی کہ جو مصارف آج پورے نہیں ہوتے جن کی وجہ سے قرض لیا جاتا ہے جائیداد نیلام ہونے کے بعد کہاں سے پورے ہوا کریں گے اُس وقت جو تدبیر کی جائے گی وہ آج کر لی جائے تو جائیداد بچ رہے اور ہم کل بھیک مانگنے سے تو محفوظ رہیں۔ افسوس ہماری حمیت کہاں جاتی رہی جو قرض خواہوں کے رسوا کن تقاضوں اور ڈگریوں اور گرفتاریوں اور نیلاموں کی ذلتوں سے ہمیں بچاتی۔

سود خوار ہر خونی سفاک قاتل سے زیادہ ظالم و بیرحم ہوتا ہے۔ ہندوؤں نے بھی عجیب مزاج پایا جانوروں پر تو بڑا رحم ہے اُن کے پیچھے معزز انسانوں کے خون گوارا ہیں چیونٹیوں کے بلوں میں شکر ڈالتے پھرتے ہیں مگر انسانوں کو سود کی کند چھری سے نہایت سخت دلی کے ساتھ ذبح کرتے ہیں کہتے تو یہ ہیں کہ یہ سب آہنسا ہے۔ جیسی کسی کا ستانا گوارا نہیں مگر ان کی بے رحمی کے مقابل قتل کا ظلم کچھ وزن نہیں رکھتا۔ ایک قاتل ایک وار میں اپنے دشمن کو مار دیتا ہے وہ چند منٹ تکلیف اُٹھا کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے چند روز اُس کے اعزہ غم اور سوگ کر کے خاموش ہو جاتے ہیں۔ قاتل کا غصہ بھی قتل کر کے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور پھر اپنے دل میں انصاف کر کے نادم ہوتا ہے اپنے ظلم کے تصور سے خود بیقرار ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور ڈھونڈتا ہے کہ کس طرح اپنے ظلم کی تلافی کرتا مگر کوئی صورت ایسی اُس کے اختیار میں نہیں ہوتی تو اپنی زندگی کے دن اسی رنج و تعب میں نہایت بدمزہ گزارتا ہے اور بعض تو اس تلخ زندگی کو نہ برداشت کر کے خودکشی کر لیتے ہیں۔ بعض خود حاضر ہو کر حکومت کے سامنے اپنے جرم کا اقبال کرتے ہیں۔ لیکن بے رحم سود خوار کسی کے آرام و راحت کو نہیں دیکھ سکتا، ہر دولت مند کی دولت کو تاکتا رہتا ہے اور جب تک اُس کا خاتمہ نہیں کر دیتا اُسے چین نہیں آتا ہے اُس کی تباہی و بربادی اُس کے خاندان اور کنبے کی بدحالی اُن کی نسلوں

کی ذلت خواری اس کی عین تمنا ہوتی ہے۔ کل تک جو عزت و ثروت کی زندگی بسر کرتے تھے صاحب خدم وحشم تھے انہیں آج بدن چھپانے کو کپڑا میسر نہیں ان کے مرادوں مانگے ناز پروردہ نور نظر بھوک سے بیدم ہیں جن کے غلام بھی پیادہ نہ چلتے تھے ان کو آج جوتا بھی میسر نہیں۔ مگر سود خوار حریص اس طرح کنبے کے کنبے تباہ کر کے گھرانے کے گھرانے برباد کرتا ہے اور کبھی اس کو ان کی مصیبت پر رحم نہیں آتا۔ اسلام نے یہ بے رحمانہ خصلت گوارا نہ فرمائی۔ اور سود خواری حرام کر دی جس کی بدولت آدمی حرص میں اندھا ہو کر اپنے معزز و موقر بنی نوع کی ذلت و رسوائی اور دائمی تکلیف و مصیبت کا آرزومند ہو جاتا ہے۔

غرض سود ایک عام مصیبت ہے جس نے ہمیں برباد کر دیا۔ اب ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ اس طوفان سے نجات حاصل کرنے کی کیا تدبیر ہے۔ بہت سے لیڈروں نے لیکچر دیئے چندے کے رنگ کبھی یہ فکر نہ کی کہ مسلمانوں کو سود کی بلا سے بچانے کی کوئی سبیل نکالی جائے۔ اب جلد سے جلد ہمیں اس طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔

سود سے کس طرح نجات حاصل کی جائے

(۱) شریعت طاہرہ کے دامنوں میں پناہ لو۔ اس کے احکام کی تعمیل کرو جس میں سود کھانا ظلم بے رحمی اور خون ناحق سے زیادہ سنگدلی ہے۔ شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے اسی طرح سود دینا بھی اپنے نفس اور اپنے خاندان پر ظلم اور خودکشی کا مترادف ہے اس کو بھی ایسا ہی حرام فرمایا ہے۔ اب تک اگر مسلمان اس حکم کی تعمیل نہ کر کے برباد ہوئے تو اب تو ہوش میں آئیں اور پہلی بربادیوں کا علاج یہ ہے کہ سود دینے اور سودی قرض لینے سے بچیں اور سچی توبہ کریں کہ آئندہ خواہ کچھ بھی حال ہو مگر سودی قرض نہ لیں گے، ہر مصیبت برداشت کریں گے مگر سود کی مصیبت سے بچیں گے۔ تمام مسلمان چھوٹے بڑے امیر غریب سب اس کا عہد کریں اور اگر کوئی اس کے خلاف کرے اور سودی قرض لے اس سے لین دین میل جول ترک

کر دیں۔ اس پر عمل کیا جائے تو تباہی کا سلسلہ تو ابھی منقطع ہو جائے اور آئندہ کے لئے تو اس مصیبت سے تو اطمینان ہو اور یہ کچھ دشوار نہیں ہے کیونکہ سودی قرض اُسی کو ملتا ہے جو اس سے زیادہ کی جائیداد کفول کرتا ہے۔ یا زیور برتن وغیرہ رہن رکھتا ہے تو جو اتنا اثاثہ رکھتا ہو وہ سودی قرض نہ لے بلکہ چیز فروخت کر ڈالے اگر ضرورت کے وقت ارزاں بھی فروخت کی تو وہ نقصان جب بھی کم ہوگا۔ جو سودی طوفان سے ہوتا ہے۔ اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ نام و نمود اور شان و شوکت عیش و عشرت کے لئے جو قرض لیتے ہیں انہیں تو اس سے باز رہنا آسان ہے لیکن جو آسمانی بلاؤں اور ناگہانی افتادوں سے مجبور ہو کر لیتے ہیں گو وہ بہت کم ہیں وہ بھی کیا کریں جائداد فوراً فروخت نہیں ہو سکتی اور مصیبت فرصت نہیں دیتی مجبوری قرض لینا پڑتا ہے۔ اس کا ایک جواب تو میں عرض کر چکا ہوں کہ زیور و جائیداد نکل جانے کے بعد جو کچھ وہ جب کرتے ہیں آج کریں۔

۲۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے قرض حسن لیں اور اپنا کام چلائیں۔ حاجت پوری ہونے کے بعد بتدریج یا جس طرح سہل ہو اس قرض کو ادا کر دیں ان کے احباب آل و عیال ان کی مصیبت رفع کرنے میں کافی امداد دیں اور ایک دوسرے کی دستگیری اپنے ذاتی نفع کے لئے اپنا مقصود سمجھیں۔ خود غرضی سے بچیں یہ نہایت بُری خصلت ہے۔

ذخیرہ قرض حسن (یا) اسلامی بیت المال

اب ہم اپنی اصلاح کے لئے مجبور ہیں کہ وقتی اور فوری ضرورت کے لئے کوئی ایسا ذخیرہ تیار رکھیں جو مصیبت کے وقت ہمارے کام آئے اور بقدر ضرورت قرض حسن دے سکے تاکہ ہمیں پھر کسی کافر کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت اٹھانی نہ پڑے اس کی چند تدبیریں ہیں۔ ایک یہ کہ ہم ذخیرہ قرض حسن جمع کریں اور اس کا طریقہ یہ ہے۔

(۱) ہر باکار اور خوش حال شخص جو کسی طرح اپنی بسر اوقات کر لیتا ہے اگر وہ صاحب

اولاد ہے تو اپنی اولاد سے ایک لڑکا زیادہ فرض کرے اور اگر صاحب اولاد نہیں ہے تو فرض کرے کہ اس کے ایک فرزند ہے اور روزانہ وہ اپنے اس فرضی فرزند کے نام سے حسب حیثیت دوآنے چار آنے پیسہ دو پیسہ جیسی گنجائش ہو ایک مقفل صندوقچہ میں ڈال دیا کرے۔ چاہے مقدار کم ہو مگر شک نہ ہو ناغہ نہ ہو یہ عمل روزمرہ جاری رہے مگر صاحب اولاد جس قدر اپنی اولاد کا دیتا ہے اس سے کم اس صندوقچہ میں نہ ڈالے اس طرح اگر ایک قصبہ میں بیس ہزار مسلمان ہیں اور ان میں بوڑھے بچے بیکار نادار چھوڑ کر کم سے کم چھ ہزار مان لئے جائیں اور فرض کیا جائے کہ ادنیٰ درجہ ایک پیسہ یومیہ اس ذخیرہ کے لئے جمع کرتے ہیں تو قریب چورانوے روپے یومیہ جمع ہونے لگیں اور ایک ماہ میں دو ہزار آٹھ سو بیس اور چھ مہینے میں سولہ ہزار نو سو بیس روپے ایک معمولی قصبہ میں جمع ہو جائیں اور زرکچھ دشواری ہو نہ بار یہ تو اس صورت میں ہے جبکہ صرف ایک پیسہ یومیہ فرض کیا جائے اور حسب حیثیت جمع کیا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ہوگا اور یہ مقدار بھی اس قابل ہے کہ فوری اور وقتی مجبوریوں کے لئے مسلمان سودی قرض سے بچ سکیں اگر اس تدبیر پر عمل کیجئے تو آپ چھ مہینے میں اس قابل ہو سکتے ہیں کہ آپ کا کوئی بھائی مہاجن کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے لئے مجبور نہ ہو۔

(۲) شادی بیاہ، تقریبات، مہمانوں کے ورود، عیدین، شب برات، محرم اعراس وغیرہ کے موقع پر جہاں آپ کو اپنی اولاد یا اعزہ اور مہمانوں کے لئے وسیلے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ حسب حیثیت اس ذخیرہ کو بھی ایک لڑکے یا مہمان کی برابر حصہ دیجئے اور اسی صندوق میں جمع رکھیے!

(۳) سوداگر اپنی تجارتوں میں، مزدور اپنی مزدوریوں میں، اجیر اپنے کرایہ میں ایک پیسہ روپیہ کے اوسط سے قومی ذخیرہ کے لئے وصول کریں اور امانت داری سے اس کو ذخیرہ میں جمع کر دیں اور لیتے وقت ہی اس کو اپنے مال کی قیمت یا مزدوری اور کرایہ کے دا...

سے علیحدہ رکھیں اور اس کو اپنے تصرف میں لانا سخت خیانت سمجھیں اس طریقہ سے
بھی بہت کافی رقم جمع ہوگی۔ جن لوگوں کو یہ روپیہ قرض دیا جائے پہلے تحقیق کر لیا جائے
کہ انہیں مجبور کرنے والی ضرورت درپیش ہے ادعائی کی اور کوئی سبیل اُن کے پاس
نہیں، پھر یہ روپیہ ایک پرامیسری رقعہ یا کوئی اور ایسی قانونی تحریر لکھ کر دے دیا جائے
جس کی رجسٹری بھی ضروری نہ ہو اور وہ بے سود جائز بھی ٹھہرے۔ اس روپے کی ادا کے لئے
وہ طریقہ تجویز کیا جائے جس سے مستقرض بآسانی وہ رقم ادا کر سکے خواہ زیادہ مدت میں وعدہ
کے مطابق رقم کی وصولی کی کوشش کی جائے لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ شخص فی الحال
اس رقم کی ادا کے قابل نہیں ہے یا ادا سے سخت دشواری میں پڑ جائے گا تو اس کو مزید
مہلت دی جائے کیونکہ درحقیقت یہ رقم اپنے بھائیوں کی اعانت ہی کیلئے ہے ہر گاؤں
اور ہر محلہ میں وہاں کے باشندوں کی ایک مجلس بنائی جائے جس کا نام انجمن قرض حسن
ہو اس مجلس کے اراکین ایک معتمد شخص کو انتخاب کرکے امین قرار دیں وہ اس روپے کو
اپنے پاس جمع رکھے اور اس کا مکمل حساب اُس کے پاس ہو اور ہر ہفتہ آمد و خرچ
سنایا کرے اس کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا جائے تو بہت بہتر۔ جب رقم دو سو روپیہ تک
پہنچ جائے تو اس کو کسی اطمینان کی جائے جمع کر دیا جائے اور اگر اہل محلہ کی یہی رائے
ہو تو ابتدا ہی سے رقم کسی اطمینان کی جگہ خواہ بنک میں امانت رکھدی جائے مگر اس
طریق پر کہ اس کا وصول کرنا ہر وقت ممکن ہو۔

انجمن قرض حسن کے ممبران کا فرض ہے کہ وہ اس رقم کے جمع کرنے کی کوشش
کریں اور ہر شخص سے روزانہ لیا کریں۔ خواہ وصول کا کام مسجد کے مؤذن یا امام صاحب
کے سپرد کیا جائے یہ قرض کا سیلاب روکنے کی تدبیریں تھیں کہ جو شخص قرض سے توبہ کریں
اور مصارف کم اور ضروریات محدود کرکے بھی وہ کسی وجہ سے قرض لینے کے لئے مضطر ہوں
اُن کا کام نکال دیا جائے تاکہ آئندہ کے لئے سودی قرض کا سلسلہ بند ہو۔ لیکن جو لوگ

مقروض رہیں اور رات دن سود کا بار اُن پر بڑھتا چلا جاتا ہے وہ کیا کریں۔

ادائے قرض کی تدابیر

(۱) قرض معمولاً دیا ہی جب جاتا ہے جب اس سے کئی گنی زیادہ قیمت کی جائیداد مکفول کر لی جاتی ہے یا زیور گروی کیا جاتا ہے یا اور کسی چیز سے اطمینان کر لیا جاتا ہے۔ اب ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہم فوراً اس چیز کو فروخت کر کے قرض کی یہ نحوست رفع کر دیں مگر مقروض کی یہ عادت رہتی ہے کہ وہ جب تک کل جائیداد فنا نہ ہو جائے ادا کرنا نہیں چاہتا اور باطل امیدوں کے بھروسہ پر قرض کا بار چڑھتا رہتا ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم باہمی تعلقات کے دباؤ سے اپنے بھائیوں پر اثر ڈالیں اور انہیں فوراً قرض ادا کر دینے پر مجبور کریں اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہم انہیں چھوڑ دیں اور اُن کے کسی حال میں اُن کے ساتھ شرکت نہ کریں یہاں تک کہ وہ سودی قرض سے سبکدوشی حاصل کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اس طرح بہت سے قرضوں سے نجات ہو جائے گی۔

(۲) گورنمنٹ سے استدعا کرنا چاہئے اور جو ہمارے نمائندے گورنمنٹ کے ایوان میں رہیں وہ سوال اُٹھائیں کہ کیا سبب ہے جو سود کے لئے کوئی حد مقرر نہیں کی گئی جس کے بعد وہ کبھی نہ بڑھے اور دائرہ کو اُس حد سے آگے ڈگری نہ دی جائے۔ ایک رقم کا سود اُس سے کئی ہزار گنا ہو سکتا ہے اور اس کو قانون نہیں روکتا۔ اسی وجہ سے ہزارہا رئیس اپنی ریاستیں کھو کر ناداری کی ذلت میں گرفتار ہو رہے ہیں اور اُن کی دردناک حالتیں دیکھی نہیں جاتیں بشریف اور معزز انسانوں کی یہ تباہی قابل رحم ہے اس لئے گورنمنٹ کو یہ طے کر دینا چاہیے کہ کسی حال میں سود کی ڈگری پچیس فیصدی سے زیادہ نہ دی جائے گی اور جس جائیداد پر قرض کی مقدار اس حد تک پہنچ جائے گی اس کے بعد وہ جائیداد اُس قرض میں نیلام کر دی جائے گی یا صاحب جائداد کہیں سے روپیہ ادا کرے خواہ اُس کو یہ یا دوسری کوئی

ورچیز فروخت کرنا پڑے مگر اُس کو پھر دوبارہ سال کے اندر اپنی جائداد کو دوبارہ مکفول کرنے کی اجازت نہ ہوگی کیا غضب ہے بڑی بڑی شرح سے سود لیا جارہا ہے اور ولائی رشوتیں اور مقدمات و رجسٹری کے مصارف اس کے علاوہ یہ تو ابتدائی منزل ہوتی ہے اور جب چھ ماہ کے بعد سود اصل میں شامل کرکے اس پر از سر نو سود چلایا جاتا ہے۔ اُس کی رفتار کا کیا ٹھکانا ہے۔ سو روپے تین روپیہ سیکڑہ کے شرح سے دس سال میں ہزار ہا ہوجاتے ہیں اگر ایک شخص ہزاروں روپے کی جائداد رکھتا ہو اور کسی ضرورت سے فقط سو روپے تین روپے کی شرح سے لے کر دس سال خاموش ہوجائے تو یہ سو روپے اس کی کل جائیداد کو ختم کر دیں گے۔ کیا ستم ہے کیوں اس کے لئے قانون بنانے کی استدعا نہ کی جائے۔

(۳) ایک بیت المال بنایا جائے۔ جس سے مقروض مسلمانوں کا قرض ادا کرکے اُن کی جائداد مکفول کرلی جائے اور اُس جائداد سے ایک ایسی قسط مقرر کرکے وہ قرض وصول کرلیا جائے جس کی ادا ناقابل برداشت نہ ہو۔ جو مقروض بیت المال سے روپیہ لیں بیت المال کی جماعت اُن کے مصارف معین کردے اور جو تخفیف خرچ میں بآسانی نکل سکتی ہو نکالی جائے۔

بیت المال

بیت المال نہایت ضروری ہے اس بیت المال کے سرمایہ بہم پہنچانے کی چند صورتیں یہ ہیں۔

(۱) ہر مسلمان اپنی سالانہ آمدنی کا اوسط لگا کر سال بھر میں ایک دن کی آمدنی بیت المال کو دیا کرے۔

(۲) ہر صاحب زکوٰۃ کو کم از کم اپنی زکوٰۃ کا آٹھواں حصہ ضرور بیت المال کو دے اور یہ روپیہ علیحدہ رکھا جائے اور علماء سے اس کے مسائل دریافت کرکے شرعی طور پر صرف کیا جائے۔

(۳) باہمت مسلمانوں سے بیت المال کے لئے چندہ کیا جائے۔

(۴) جن اوقاف کی آمدنی مصارف سے زیادہ ہے یا جہاں ہزار ہا روپیہ پس انداز ہوکر جمع رہتا یا بے محل خرچ کیا جاتا ہے اُن سے وہ روپیہ قرض لے لیا جائے۔ لیکن اوقاف کی حالتیں اور اُن کے احکام مختلف ہیں اس لئے مسئلہ ایک تفصیل چاہتا ہے جو یہ تجاویز منظور ہونے اور اُن کے عمل میں آنے کی امید ہو جانے پر انشاء اللہ تعالیٰ شرح و بسط کے ساتھ تحریر کیا جا سکتا ہے جو اوقاف گورنمنٹ کے انتظام میں ہیں اُن کی آمدنی گورنمنٹ سے اس مقصد کے لئے حاصل کی جائے۔

(۵) والیان ریاست سے اس بیت المال کے لئے گرانقدر رقمیں مانگی جائیں۔ اللہ تعالیٰ میسر کرے اور ایک ایسا بیت المال بن جائے تو اُس سے مقروض مسلمانوں کے قرض ادا کرنے کے علاوہ نادار غریب مسلمانوں کو زراعتی یا تجارتی ضرورت کے لئے روپیہ قرض بھی دیا جا سکتا ہے تاکہ وہ ساہوکاروں کے دام حرص سے محفوظ رہیں۔

خطبۂ صدارت

امیرِ ملت سید جماعت علی محدث علی پوری قدس سرہٗ

آل انڈیا سُنّی کانفرنس، مُراد آباد

۲۰-۲۳ر شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ / ۱۶-۱۹ر مارچ ۱۹۲۵ء

آل انڈیا سنی کانفرنس، مراد آباد کے جلسہ تاسیس کے موقع پر اس فی البدیہہ خطبہ میں جو امور بیان کا محور رہے وہ یہ ہیں۔

(۱) مذہب اسلام کی حقانیت کے دلائل۔

(۲) خادم الحرمین سلطنت عثمانیہ کی شکست اور خلافت ترکیہ کا عروج و زوال

(۳) سرزمین حجاز میں فتنہ وہابیت کے مظالم اور بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام

(۴) نام نہاد اتفاق کی حقیقت اور اتحاد بین المسلمین کی ضرورت۔

(۵) فرقہائے مختلفہ کا ظہور اور اتحاد کے بہروپ میں ان کی فساد انگیزی۔

(۶) اشاعت و تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اہل سنت و جماعت کے اکابر کی خدمات

(۷) مسلمانوں کی نکبت و ذلت کے فوری اسباب ——— اعتقاد میں کمزوری، اعمال حسنہ سے بیگانگی اور شعائر اسلام کی خلاف ورزی۔

(۸) رسومات بد کی اصلاح کا طریق کار۔

(۹) معاشرتی ترقی کے اطوار ——— علما کی عزت، دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم، دیگر اقوام کے دوش بدوش چلنے کے لئے ملازمت وتجارت۔

اس خطبہ کی سادگی اور تاثیر فی النفوس کی کیفیت، مسلمانوں کو مدتوں یاد رہے گی۔
آئندہ صفحات پر خطبہ[1] کا وہ عکس دیا جا رہا ہے، جو کتاب سیرت امیر ملت مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء مرتبہ پروفیسر طاہر فاروقی و سید اختر حسین کے صفحات ۶۰۰ تا ۶۲۳ کی زینت بنا ہے۔

---

[1] مذکورہ خطبہ "ملفوظات امیر ملت" از سید اختر حسین شاہ (صفحات ۱۸۱ تا ۲۰۳) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

خطبۂ صدارت سنی کانفرنس مراد آباد

کل ہند سنی کانفرنس (جمعیۃ العلماء ہند) کا اجلاس حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کی صدارت میں ۱۷، ۱۸، ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کو مراد آباد (یوپی) میں منعقد ہوا تھا۔ حضور نے فی البدیہہ خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ جسے بعد میں قلمبند کیا گیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ● اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ۔ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا۔ فَمَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ●

(ترجمہ) اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور معافی کے خواستگار ہیں اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں۔ اور ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کے ساتھ اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور برے اعمال سے۔ پس جس شخص کو اللہ ہدایت فرمائے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کے لئے وہ گمراہی پیدا کرے اس کے لئے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں ●

امّا بعد خالق ارض و سما مالک بحر و بر سزا بے شمار حمد و ثنا کے لائق ہے کہ جس نے اپنی عنایت بے غایت سے انسان کو بحکم آیت شریفہ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ خلعت اشرف المخلوقات سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے عشق و محبت کی آتش اور معرفت اسرار و حقائق کی مقدس امانت اس کے سینے میں ودیعت کر کے اس کو اپنا خلیفہ زمین میں مقرر فرما کر تمام مخلوق کو اس کا تابع فرمان بنایا۔

اور لاتعداد درود و سلام بروح پرفتوح طاہر مطہر منور مقدس سرور کائنات مفخر موجودات شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم دائماً ابداً کثیراً کثیراً جس آفتاب ہدایت کے صدقے تمام اہل ایمان کو نورِ ایمان نصیب ہوا۔

انسان پر خداوند عمیم الاحسان کے اس قدر انعام و احسان ہیں کہ ان کا شکر بجا لانا تو درکنار، اگر انسان تمام عمر ان کے شمار کرنے میں صرف کرے، تو بھی ان کو شمار نہیں کر سکتا۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ترجمہ: اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہیں کر سکتے) نصِ صریح اس پر شاہد ہے۔ انسان محدود علم و عقل و عمر سے اس بات کے بالکل ناقابل ہے۔

فضل خدائے را کہ تواند شمار کرد ۔۔۔ یا کیست آنکہ شکر یکے از ہزار کرد

یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام، الطاف و نوازش اپنے بندوں پر بے مثال و بے نظیر ہیں۔ مگر سب سے اعلیٰ درجے کی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر عنایت کی وہ یہ ہے کہ اپنے محبوب رحمۃ للعالمین افضل الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے امتیاز خلوق سے ہمیں ممتاز و ممیز فرما کر یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اپنا محبوب ہونے کا رتبہ ہم کو عطا کیا۔ اور نورِ ایمان و ایقان سے ہمارے دل و دیدہ کو منور فرمایا۔ انسان عاجز انسان مولیٰ کریم کی کسی ایک نعمت کا شکر ادا کرنے کے قابل نہیں ہے، مگر غلامی محبوب رب العالمین ایسی نعمت ہے کہ اگر بندہ تمام عمر سر بسر مو زبان بن کر اس نعمت کا شکر ادا کرتا رہے تو بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ اس نعمت کے مقابلے میں باقی تمام انعام ہیچ اور بے حقیقت ہیں۔

حضرات علمائے کرام و صوفیائے عظام! فقیر ایک ادنیٰ خادم صوفیائے کرام ہے۔ اپنی تمام عمر صوفیائے کرام اور درویشان عظام کی خدمت کرنے میں فقیر نے صرف کر دی اور اس خدمت کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھا۔ اور جو کام کیا خالصاً لوجہ اللہ کرتا رہا۔ مخلوق خدا کی خدمت ان کو خدا کی محبوب مخلوق سمجھ کر محض خداوند عالم کی خوشنودی کے لئے کی کیونکہ

طریقت بجز خدمت خلق نیست ۔۔۔ بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

اس مالک خالق ہر دو سرا کا بے حد شکر ہے کہ اس نے فقیر کو اپنے کمال لطف و عنایت سے علمائے کرام و وارثان حضرت سرکار کائنات کی مقدس مجلس میں اس خدمت جلیلہ کے لئے

سرفراز فرمایا۔ یہ عزت جو خداوند کریم نے اس فقیر کو عطا کی، اور یہ احسان جو فقیر کے حال پر کیا؛ اس کا شکر ادا کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔

شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو

اراکین آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ فقیر تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ انھوں نے اس فقیر کو اس منصب جلیلہ کے لئے منتخب فرمایا۔ کیونکہ بحکم مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ آپ صاحبان نے جو اس فقیر کی عزت افزائی کی اور جو اہم خدمت اس فقیر کے سپرد کی، اس عزت افزائی کے لئے فقیر آپ سب صاحبان کا تہِ دل سے مشکور اور مرہون منت ہے۔

مذہب اسلام

حضرات! صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جو خداوند دو عالم کا پسندیدہ اور مقبول ہے جس پر إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (ترجمہ: دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے) کی آیت پاک شاہد ہے۔ یہ وہ مقبول اور برگزیدہ مذہب ہے جو خداوند کریم کے فرمان عالی شان وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (ترجمہ: اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا ہے۔) سے ظاہر ہے۔ یہ وہ پاک اور مقدس مذہب ہے جس کی پیروی کے بغیر کوئی عبادت کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ (ترجمہ: اور جو اسلام کے علاوہ کسی دین کا متلاشی ہے اس سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔) آیت پاک شاہد ہے۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

یہ وہ طیب مذہب ہے جس کی حفاظت کا خداوند عالم خود ذمہ دار ہے۔ آیۂ شریفہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (ترجمہ: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔) اس پر شاہد ہے۔ یہ وہ پاک مذہب ہے جس کے غلاموں کو پروردگار نے اپنا محبوب بننے کی اور تمام گناہوں سے مغفرت کی بشارت دی ہے۔ آیت مبارکہ ہے، قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھیگا اور تمہارے گناہ

بخش دیگا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ سبحان اللہ! کیا کیا برکتیں صاحب دل اہل بصیرت احباب کو اس مقدس مذہب میں نظر آتی ہیں۔

ارباب علم پر یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے اسلام کا مقابلہ کیا، اور اس کی اشاعت میں مخالفت کی، یا اس کو مٹانے کی کوشش کی، اللہ تعالےٰ نے انھی لوگوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا کر انھی سے تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام لیا۔ یہی وہ الٰہی مذہب ہے جس کے لئے قرآن پاک میں حکم ہے۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ (ترجمہ۔ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو مکمل فرمانے والا ہے۔ اگرچہ کافر برا مانیں۔) ۵

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

حضرات! آج سے پیشتر کئی دفعہ مخالفین و معاندین اسلام نے اسلام کو مٹانے کی کوششیں کیں۔ بادشاہیوں کو مٹایا، سلطنتوں کو برباد کیا، کتب خانوں کو جلایا۔ مگر خداوند عالم کے محبوب کا مقبول و برگزیدہ مذہب ویسے کا ویسا قائم رہا۔ اور تا قیامت قائم رہے گا۔ زمانہ گذشتہ میں بے شمار مصائب اہل اسلام پر آئے، مگر جو خطرات موجودہ زمانے میں اسلام اور اہل اسلام پر ٹوٹ رہے ہیں وہ ناقابل بیان ہیں۔ یہ ایک ایسی لمبی داستان ہے جس کے بیان کرنے کو بہت سا وقت چاہیئے۔ ایک مصیبت ختم نہیں ہوتی کہ دوسری آموجود ہوتی ہے۔ ایک بلا ابھی سر سے ٹلی نہیں ہوتی کہ دوسری آدباتی ہے۔ الغرض مسلمان فی زمانہ ہر طرح سے ہدف ناوک مصائب و آلام اور نشانہ تیرِ رنج و بلا بنے ہوئے ہیں۔

حضرات! حالات زمانۂ حاضرہ کو آپ بالتفصیل جانتے ہیں۔ ان تمام واقعات کو آپ کے روبرو مفصل بیان کرنا سوائے تضیع اوقات کے اور کچھ نہ ہوگا۔ مگر فقیر مجملاً چند ایک واقعات بیان کرے گا۔ اور نیز وہ تجاویز بیان کرے گا جن سے ہماری جماعت کی بہتری اور تنظیم ہو سکتی ہے۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ واقعات آپ کی خدمت میں پیش کئے جائیں، فقیر مناسب سمجھتا ہے کہ اسلام کی حقانیت کے چند دلائل آپ حضرات کے سامنے پیش کرے

حقانیت اسلام

حضرات! دنیا میں جو سب سے سچا مذہب ہے وہ اسلام ہے۔ فقیر اس لئے یہ بات نہیں کہتا کہ فقیر ایک مسلمان ہے یا مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہے۔ بلکہ حقیقت الامر بات یہی ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو تمام دنیا میں اگر کوئی مذہب سچا ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ اگرچہ ہر مذہب والا اپنے مذہب کو سچا تصور کرتا ہے، اور اسی واسطے اس کا پیرو ہوتا ہے۔ مگر اس کی مثال یوں سمجھئے کہ

ہزار آدمی کھڑے ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں کانچ کا ایک ٹکڑا ہے۔ سوائے ایک آدمی کے جس کے ہاتھ میں الماس کا ٹکڑا ہے۔ الماس صرف ایک آدمی کے ہاتھ میں ہے، باقی سب نے کانچ کے ٹکڑے کو الماس سمجھ کر پکڑ رکھا ہے۔ ہر ایک خیال خود یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں الماس ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت ایسا نہیں ہے۔ اسی طرح الماس یعنی سچا مذہب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور کانچ کے ٹکڑے یعنی مذاہب باطلہ باقی سب لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ ان سب اہل مذاہب سے اگر درپردہ دریافت کیا جائے تو سب یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ اگر دنیا میں کوئی سچا مذہب ہے تو اہل اسلام کا ہے۔ کیونکہ جو جو خوبیاں اور جو برکتیں مذہب اسلام میں ہیں وہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔

(۱) فقیر کو اس پر ایک پرانا واقعہ یاد آیا۔ کرنل ہالرائڈ صاحب لاہور میں ڈائرکٹر محکمہ تعلیمات پنجاب تھے۔ انھوں نے اپنے ایک سررشتہ دار شیخ عزیز الدین سے دریافت کیا کہ تمھارے پاس اسلام کے سچا مذہب ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ وہ کوئی عالم یا مولوی نہ تھا پھر بھی جو دلائل وہ پیش کر سکتا تھا اس نے پیش کئے۔ مگر ہالرائڈ صاحب نے کہا "آؤ میں تم کو بتاتا ہوں۔ ہمارے ملک انگلستان میں پارلیمنٹ کے کئی سو ممبران ہیں۔ جو سب کے سب بڑے لائق و فائق، مدبر، عاقل، تجربہ کار اور عالم ہوتے ہیں۔ یہ صدہا ممبران پارلیمنٹ کامل غور و خوض اور بڑے تفکر و تدبر کے بعد مدتوں میں اپنے ملک کے لئے ایک قانون بناتے ہیں۔ مگر اس قانون کو جاری ہوئے ابھی پورا سال بھی نہیں گزرتا

کو اس میں غلطیاں نظر آنے لگتی ہیں جس کے باعث پارلیمنٹ کو ناچار یا تو اس قانون میں ترمیم کرنی پڑتی ہے یا اس کو منسوخ کرنا پڑتا ہے۔ اتنے بہت سے دانشمند آدمیوں کو بنایا ہوا قانون ایک سال نہیں چل سکتا۔ مگر تمہارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو امی محض تھے۔ ریگستان میں بیٹھ کر ایک قانون بنایا جس کو تیرہ سو برس کا عرصہ گذر گیا اور اس میں آج تک ایک حرف کی غلطی نہیں نکلی۔ بلکہ وہ ہر زمانے کے لیئے بالکل موافق و مطابق ہے۔ اس سے صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ قانون خدائی قانون ہے اور وہ مذہب اسلام ہے جو خدا کا مقبول اور پسندیدہ ہے۔

(۲) بنگلور میں ایک سال کا ذکر ہے ایک لیڈی اسپیکر فقیر کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے دنیا کے تمام مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اور میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ اگر کوئی مذہب سچا ہے تو مسلمانوں کا ہے۔" فقیر نے کہا کہ " تم اتنا اقبال کر لینے سے نصف مسلمان تو ہو گئیں"۔ اس نے دریافت کیا کہ " شاہ صاحب وہ کس طرح" فقیر نے جواب دیا " اسلام کے دو بڑے اصول ہیں۔ اول دل سے یقین۔ دوسرے زبان سے اقرار کرنا۔ آپ نے دل سے تو یقین کر لیا کہ اسلام سچا مذہب ہے تو دل سے نصف مسلمان ہو گئیں۔ اب اگر زبان سے بھی اقرار کر دو تو پوری مسلمان ہو جاؤ گی"۔ میم صاحبہ نے کہا کہ " اگر میں مسلمان ہو تو میرا صاحب کیا کرے گا"۔ فقیر نے کہا کہ " صاحب مرے گا تو اپنی قبر میں جائے گا۔ تم مرو گی تو اپنی قبر میں جاؤ گی"۔ نیز فقیر نے کہا کہ " تم پھر کسی وقت غسل کرکے اور پاک کپڑے پہن کر آنا تو فقیر تمہیں کچھ بتائے گا"۔ اس نے کہا " میں اب بھی غسل کر کے اور پاک کپڑے پہن کر آئی ہوں"۔ فقیر نے اسی وقت اس کو کلمہ شریف کی تلقین کرکے داخل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کر لیا۔ وہ اسی وقت سے ایسی پکی مسلمان بنی کہ اسی دن سے اس نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اور تمام ارکان اسلام کی پابند اور تہجد گذار ہو کر قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔

پھر اس کی برکت سے اس کے شوہر نے بھی مذہب اسلام قبول کر لیا۔ حالانکہ اس کو دو سال تک آریہ لوگ ورغلاتے رہے تھے۔ اس کے بعد وہ صاحب بھی ایسا پکا مسلمان بن گیا کہ تبلیغ کا کام کرنے لگا۔ چنانچہ ایک روز ایک اور انگریز ڈاکٹر کو جو لکھوکھا روپے کا مالک تھا فقیر کے پاس بنگلور ہی لے کر آیا۔ اس ڈاکٹر نے بھی اسلام کی تعریف کی، اور وہی الفاظ کہے جو میم صاحبہ نے کہے تھے۔ کچھ دیر گفتگو کے بعد فقیر نے اس کو بھی کلمہ شریف پڑھا کر حلقۂ ذکر میں

بٹھایا اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں داخل کر لیا۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ ایسا بیخود ہو کر تین گھنٹے تک بیہوش پڑا رہا۔ اتنے میں خان بہادر سیٹھ حاجی محمد اسماعیل صاحب ایک ڈاکٹر ہمراہ لے کر آئے۔ اور اس کو ڈاکٹر صاحب کی حالت دکھا کر کہنے لگے "اگر تم اس کو اس وقت ہوش میں لے آؤ تو میں تمہیں ایک سو روپیہ انعام دیتا ہوں"۔ بھلا وہ کیسے اس وقت اس کو ہوش میں لا سکتا تھا۔ یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے۔ سیٹھ صاحب موصوف نے اپنے ہمراہی سے کہا کہ "نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم چھونک، دھتورہ جیسی چیزوں کی تاثیر تو مانتے ہو، مگر خدا کے نام میں تاثیر کو نہیں مانتے"۔ وہ سخت شرمندہ ہوا۔

(۳) شام کے وقت اور بالعموم نماز مغرب کے بعد لاہور اور دوسرے شہروں کی مسجدوں کے دروازے پر جا کر دیکھو، جب مسلمان نماز پڑھ کر باہر آتے ہیں تو اہلِ ہنود کی بیسیوں عورتیں اپنے بیمار بچوں کو گود میں لیے دم کرانے کے واسطے دروازوں کے باہر کھڑی نظر آئیں گی۔ یہ عورتیں جاتے وقت مسلمانوں کے جوتے اتارنے کی جگہ کی خاک لے کر اپنے خوبصورت ننھے بچوں کے منہ پر ملتی ہیں اور یہ یقین رکھتی ہیں کہ مسلمانوں کے جوتوں کی خاک میں بھی شفا ہے۔ اگر وہ اسلام کو سچا نہ سمجھتیں تو ایسا کیوں کرتیں۔

(۴) اور سنیئے۔ انگریزوں کی آمد کے ابتدائی زمانے میں ولایت سے ایک پادری آیا۔ اور بمبئی میں ہزاروں قرآن مجید خریدنے شروع کر دیے۔ ایک مولوی صاحب نے اس سے دریافت کیا کہ تو کیوں قرآن شریف خرید رہا ہے۔ اس نے کہا ولایت سے حکم آیا ہے کہ جتنے قرآن شریف ہندوستان میں ہوں سب حاصل کر کے انہیں نیست و نابود کر دو۔ مولوی صاحب نے فرمایا "تو دیوانہ ہے۔ ہمارا قرآن شریف ان کاغذوں پر نہیں ہے۔ ہمارے دلوں پر لکھا ہوا ہے۔ ہمارے دس دس سال کے بچوں کے سینوں میں لکھا ہوا ہے۔ تم اگر لکھو کھا قرآن شریف سمندر میں غرق کر دو، تو بھی ہمارے قرآن شریف کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہو۔ ہم ایک دن میں لکھو کھا قرآن شریف پھر لکھ سکتے ہیں"۔

کیا دنیا میں کوئی اور مذہب ہے، جو یہ دعویٰ کر سکے کہ ان کی کتاب اوّل سے آخر تک کسی کو یاد ہو! فقط کلام پاک کا ایک ٹکڑا تو یہ فقیر ہی آپ کے سامنے ہے، جو بار ہا اس کی صداقت

کا تجربہ کر چکا ہے۔ نماز تراویح میں کئی دفعہ یہ واقعہ گزرا کہ فقیر کو نیند سے بےخودی آگئی۔ اس غنودگی کی حالت میں بھی قرآن شریف کے الفاظ صحت کے ساتھ ادا ہوتے رہے۔ اگر سینے میں لکھا نہ ہوتا تو نیم ہوش کے عالم میں وہ الفاظ کیسے زبان سے نکل سکتے تھے۔

قرآن شریف کے حروف پانچ لاکھ چالیس ہزار چھ سو۔ رکوع پانچ سو چالیس۔ سورتیں ایک سو چودہ۔ آیات چھ ہزار چھ سو چھ ہیں۔ کیا کوئی اور مذہب والا یہ بات بتا سکتا ہے کہ ان کی مذہبی کتاب کے اتنے حروف ہیں؟ کیا کوئی مذہب والا اپنی کتاب اول سے آخر تک حرف بحرف زبانی پڑھ کر سنا سکتا ہے؟ ہمارے ملکوں میں تو دس دس سال کے بچے ہر شہر ہر قصبے میں موجود ہیں، جو کلام اللہ کے حافظ ہیں۔

(۵) جب قرآن شریف نازل ہوا تو مغربی ایشیا میں دو زبانیں مروج تھیں۔ ایک عبرانی جو انجیل کی زبان تھی۔ دوسری سریانی جو توراۃ شریف کی زبان تھی۔ اس سے بڑھ کر اسلام کے سچا ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خداوند کریم نے نہ صرف یہ کہ ان کتابوں ہی کو اٹھا لیا، بلکہ ان کی زبانوں کو بھی اٹھا لیا۔ آج ان تمام ملکوں میں سے کوئی ملک یا شہر یا قصبہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں عبرانی یا سریانی زبان بولی جاتی ہو۔ اب ان تمام ممالک میں عربی زبان بولی جاتی ہے۔ اور عربی زبان ہی کا دور دورہ ہے۔ جو قرآن مجید کی زبان ہے۔

(۶) جب دنیا میں قرآن شریف نازل ہوا تو تمام ہندوستان خصوصاً بھارت ورش میں سنسکرت بولی جاتی تھی۔ اب اس تمام علاقے میں واحد گھر بھی نہیں ہے، جہاں شاستری زبان بولی جاتی ہو۔ بلکہ اس زبان کو سمجھنے والے آدمی بھی خال خال ہی نظر آئیں گے۔ اگر کوئی کتاب تمام دنیا کی اصلاح کا دعویٰ کرتی ہے تو وہ صرف قرآن پاک ہے۔ کوئی اور کتاب تمام عالم کی اصلاح کا دعویٰ ہی نہیں کرتی۔

(۷) کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اہل ہنود کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے۔ نہ وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ کتابیں جن کا وہ آسمانی ہونا بیان کرتے ہیں، کب کس جگہ اور کس پر نازل ہوئیں۔ اس وقت کون قومیں آباد تھیں۔ اور کون سی مخلوق دنیا میں موجود تھی۔

(۸) قرآن شریف کی برکتیں اور رحمتیں اتنی ہیں کہ انسان کے احاطہ شمار سے باہر ہیں۔

گزشتہ نمونہ از خروارے، فقیر دو تین آپ کے روبرو بیان کرتا ہے۔

(الف) تیز سے تیز تلوار فقیر کے پاس لائیں۔ فقیر قرآن پاک کی آیت شریف پڑھ کر اس پر دم کر دے گا، اور وہ ایسی کند ہو جائے گی کہ انسان کا بال تک بھی نہ کاٹ سکے گی۔

(ب) کسی شخص کو اگر باؤلے کتے نے کاٹا ہو تو اس کو فقیر کے پاس لاؤ۔ فقیر قرآن مجید کی آیت پڑھ کر گیلی مٹی پر دم کر کے اس شخص کے بدن پر ملے گا، تو اس مٹی میں سے جس رنگ کا کتا تھا، اسی رنگ کے بالوں کی صورت میں باؤلے کتے کا زہر باہر نکلے گا۔ اور سگ گزیدہ فضل الٰہی سے بالکل تندرست ہو جائے گا۔

(ج) تین ماہ کا عرصہ ہوا فقیر ریاست رام پور گیا ہوا تھا۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ "میری عورت کو سات دن سے دردِ زہ ہو رہا ہے۔ تمام ڈاکٹر اور دائیاں عاجز آگئے ہیں۔ نہ وہ مرتی ہے نہ اس کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ سب نے مایوس ہو کر اسے لاعلاج بتا دیا ہے۔" فقیر نے اپنے پاس سے تین کھجوریں لے کر، ان پر قرآن شریف کی ایک آیت پڑھ کر، دم کر کے اس کو دیں۔ اس کی فقیر کو اپنے پیرو مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اجازت تھی۔ پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ شخص دوڑتا ہوا آیا اور مبارکباد دی کہ خدا کے فضل سے بچہ ہو گیا۔ محض کلام الٰہی کی برکت سے ایسا ہوا۔

(د) کسی شخص کا لڑکا گم ہو جائے، تو فقیر مٹی کے تین ڈھیلوں پر قرآن شریف کی ایک سورۃ پڑھ کر دم کر دے گا۔ وہ مفقود الخبر بچہ اگر خدائے تعالیٰ کو منظور ہوا تو آٹھ دن کے اندر ہی گھر واپس آ جائے گا۔ صدہا مرتبہ اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

حالاتِ حاضرہ

ابھی کل کی بات ہے کہ جب یورپ کی آتش نے سلطنت عثمانیہ کو جو اس وقت حرمین الشریفین کے خادم اور خلافت کے متحمل تھے آگھیرا، کئی سال کی جنگ کے بعد آخر ترکوں کو شکست ہوئی اور سلطان المعظم خلیفہ اسلام یورپی دُول کے ماتحت ایک کٹھ پتلی سا ہو گیا۔ تمام ممالک اسلامیہ میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً کشمیر سے راس کماری تک، اور پشاور سے کلکتہ تک، ایک شور برپا ہو گیا کہ دُول یورپ نے اسلام اور خلافتِ اسلام کے مٹانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ چونکہ خلافت اہلِ اسلام

ایک مقدّس مسئلہ ہے، اس لئے خلافت کے برقرار رکھنے کے لئے ہر جائز و ممکن کوشش کرنا مسلمان کا مقدّس فرض ہے۔

چنانچہ لکھوکھا روپیہ اس مقصد کے لئے فراہم کیا گیا سینکڑوں مجلسیں قائم کی گئیں۔ لکچر، وعظ اور تقریریں کی گئیں۔ گریہ وزاری، الحاح و تضرّع سے بارگاہِ ربّ العزّت میں التجائیں اور دُعائیں کی گئیں۔ غیرتِ الٰہی کریم جوش میں آئی اور مصطفٰی کمال پاشا نے اناطولیہ میں نوجوان ترکوں کی جماعت کی مدد سے ایک خود مختار ترکی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور دُوَل یورپ کے پنجوں سے پہلے تو خلیفۂ اسلام اور مقامِ خلافت کے رہا کرانے کی کوشش کی۔ اور دوسرا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ مگر خدا جانے کہ اس کو کیا منظور ہے، کہ ایک طرف تو تمام عالمِ اسلام میں خلیفہ کے تقرر اور خود مختاری کے لئے شور برپا تھا اور دوسری طرف ترکانِ احرار کی اسی مجلس نے سال گزشتہ خلیفۂ اسلام کو ملک بدر کر دیا۔

اربابِ علم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ انھی ترکوں کے آباؤ اجداد نے جب خلافتِ عبّاسیہ کو بغداد سے مٹایا تو وہ بُت پرست تھے۔ نوشت و خواند سے بالکل بے بہرہ اور اخلاق و آداب سے بالکل معرّا تھے۔ اوّل درجہ کے ظالم اور سفّاک تھے۔ انھوں نے علمائے اسلام اور صوفیائے عظام کو چن چن کر قتل کرایا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور غیرت جوش میں آئی تو کیا ہوا؟ تُرک دو صوفیائے کرام خواجہ محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے دربار میں لائے۔ ان کو سخت عذاب دیا گیا۔ مگر یہ مقبولانِ بارگاہِ ایزدی رحمۃٌ للعالمینی کی شان میں جلوہ گر تھے، اس لئے ان کے نُورِ باطن سے ترکوں کے دلوں میں اسلام کی روشنی پھیل گئی اور محکوموں کے سچے مذہب نے بُت پرست حاکموں کو ایسا مسحور و مسخّر کیا کہ ان کو سوائے مذہبِ اسلام کو قبول کرنے کے اور چارہ باقی نہ رہا۔ سبحان اللہ! اسلام میں وہ جذب اور کشش ہے کہ جو کوئی اس کی مخالفت کرتا ہے، بالآخر اسی کو اس کا دل دادہ اور شیفتہ ہونا پڑتا ہے۔

ایسا ہی حال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا ہے۔ کہ معاذ اللہ گھر سے تو وہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے اور نورِ خداوندی کو بجھانے کے لئے جا رہے

تھے، مگر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتے ہی حضور کی ایک نظر سے شہید خنجر تسلیم ہوگئے۔ اور اسلام کی وہ وہ خدمات کیں جن کو مخالفین اور معاندین بھی تسلیم کرنے پر مجبور رہیں۔
اسی طرح اصلی ترکوں نے مسلمان ہو کر مشرقی یورپ کا اکثر حصہ فتح کر لیا۔ اور قسطنطنیہ کو فتح کر کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور پیش گوئی پوری کر دکھائی۔ اور بعد میں خادم خلافت بن کر سینکڑوں سال تک حرمین الشریفین کی خدمت کرتے رہے۔ مولیٰ کریم کے فضل و کرم سے فقیر کو اب بھی یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی پاک بندے کے طفیل اسلام اور اہل اسلام کے ان تمام مصائب کو بھی دور کرے گا۔

شہر خالی ست زعشاق مگر از طرفے　　مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

فتنۂ ارتداد

ابھی خلافت کا زخم دلوں میں تازہ تھا کہ اہل ہنود کے تمام فرقوں نے مل کر ایک سنگھٹن کی بنیاد رکھی جس کی غرض و غایت یہ ہے کہ پرستارانِ توحید اور غلامانِ اسلام کو جادۂ حق سے منحرف کر کے ان کو شدھ یعنی مرتد بنایا جائے۔ اور معاذ اللہ اسلام اور حلقہ بگوشانِ اسلام کا نام تمام ہندوستان سے مٹایا جائے۔

ہر بلائے کز آسمان آید　　خانۂ انوری ہمی جوید

چنانچہ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا کہ لالہ منشی رام صاحب سابق مینجر گوروکل کانگڑی نے جو بڑے پکے اور متعصب آریہ سماجی ہیں، آگرہ میں ایک مرکز قائم کیا۔ اور مسلمان ملکانوں کو مقدس مذہب اسلام سے منحرف کرنے کے لئے بہت سے پرچارک مقرر کئے۔ روپیہ کا لالچ اور ڈرانے دھمکانے کے حربے استعمال کئے۔ ملکانوں کو ہندو بنانے کے لئے لکھوکھا روپے جمع کئے گئے جس میں اہل ہنود کے تمام طبقوں نے، راجہ سے لیکر دہقان گنوار تک نے، حصہ لیا۔

جو دکھ غریب مسلمان ملکانوں کو دیا گیا وہ ناقابل بیان ہے کسی کو طمع زر سے منحرف کرنے کی کوشش کی گئی۔ کسی پر ناجائز دباؤ اور رعب ڈالا گیا۔ کسی کو قرقی، نیلامی اور قید کی دھمکی دی گئی۔ ماؤں کو بچوں سے اور بچوں کو ماؤں سے، خاوند کو عورت سے اور عورت کو خاوند سے، علیحدہ کرنے کی سعی کی گئی۔ مگر خدا کا احسان اور فضل ہے کہ چند اہل درد اہل اسلام

نے اس طرف توجہ کی۔ اور بہت جلد کئی انجمنوں نے فتنۂ ارتداد کے سدِّ باب کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اور سرگرمی سے شدھی اور سنگھٹن کے خلاف کام شروع کر دیا۔ بھولے بھالے مسلمان ملکانوں کو غیر مذہب والوں کی چالاکی اور عیاری سے مطلع کیا گیا۔ ان کو اسلام کے اصولوں کی حقانیت اور تقدیس سے آگاہ کیا گیا۔ مبلغ مقرر کر کے دینی مدرسے کھولے گئے۔ مدرس مقرر کئے گئے۔ مساجد اور چاہات کی تعمیر کی گئی۔ شفا خانے بنائے گئے۔ اور مسلمان بچوں کو ضروری ارکانِ اسلام کی تعلیم اور تلاوتِ قرآن پاک کی تعلیم دینی شروع کی گئی۔ الحمدللہ! کہ اس کام میں خدا کے فضل سے اس قدر کامیابی ہوئی کہ اس کا شکر ادا کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔

انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کے اراکین نے اس مقدس کام میں جس قدر حصہ لیا۔ اور جو کام کر دکھایا۔ وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اور صفحۂ روزگار پہ تا ابد درخشاں رہے گا۔ انجمن کے مدارس میں سے دو عدد مدارس علاقہ کشمیر میں، دو عدد علاقۂ جموں میں، دو عدد علاقہ ریاست بڑودہ میں، باقی ۳۴ مدارس علاقۂ آگرہ، متھرا، دہلی، ایٹہ، بلند شہر، گڑگانواں، علی گڑھ، فرخ آباد وغیرہ میں ہیں۔

خداوند تبارک وتعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ آریہ سماجیوں کو ان کے اس کام میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور سالِ گزشتہ تو وہ بالکل مایوس و ناکام ہو کر واپس چلے گئے تھے اور اپنی غلطی پہ نادم تھے۔ مگر حضرات! اہلِ اسلام اور اسلام کی یہ کامیابی محض تائیدِ خداوندی اور فضلِ الٰہی پر منحصر تھی۔ ان کے مقابلے میں ہمارے پاس کوئی طاقت نہ تھی۔ اس لئے یاد رہے کہ ہمیں اپنی کامیابی اور آریہ سماجیوں کی ناکامی پر جو بحکم قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (ترجمہ۔ فرما دیجئے کہ حق آیا اور باطل ختم ہو گیا) ایک خدائی حکم کے ماتحت ہے، پھول کر اس نیک کام کی اشاعت اور تبلیغ کو بند نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور مسلمانوں کا ہر فرد اس کا مبلغ اور اشاعت کنندہ ہے۔

آپ کو بخوبی علم ہے کہ گزشتہ ماہ فروری ۱۹۲۵ء میں آریہ سماجیوں نے متھرا

میں دیانند کی (جو آریہ مت کا بانی تھا) سوسالہ یاد میں ایک جلسہ کیا تھا۔ ہندوستان کے ہر گوشے سے اہل ہنود کے لیڈر وہاں جمع ہوئے تھے۔ جہاں اہل اسلام اور اسلام کو مٹانے، اور مسلمانوں کو ان کے مقدس اور پاک مذہب سے گمراہ کرنے کے لئے کئی پوشیدہ اور ظاہر کمیٹیاں کی گئیں۔ اسی مطلب کے لئے لکھوکھا روپیہ جمع کیا گیا۔ معتبر ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہاں خفیہ سازشوں میں یہ حلفیہ فیصلہ ہوا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کم از کم چندہ مسلمانوں کو گمراہ کر کے جادۂ مستقیم سے پھسلا کر اسلام سے خارج کرے گا۔ اور ہر طرح کے ناجائز طریقے، روٹی کا لالچ، لڑکیوں کا جال، زر کے لالچ کو کام میں لایا جائے گا۔

اس لئے ہر مسلمان کو آئندہ کے لئے ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ اپنے مذہبی اصولوں سے پوری پوری واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔ پاک مذہب اسلام کی اشاعت وتبلیغ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اپنے بچوں کو اصول اسلام اور حقانیت اسلام سے اچھی طرح واقفیت کرانا چاہیئے اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلے کو جاری رکھ کر مخالفین و معاندین اسلام کی مدافعت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔

ابھی کل کا ذکر ہے کہ اخبار تنظیم امرتسر اور اخبار زمیندار میں اور ان سے قبل اخبار ملاپ میں ایک طویل مضمون لالہ ہردیال ایم اے کی طرف سے شایع ہوا ہے۔ اس مضمون میں ہردیال نے اسلام اور اشاعت اسلام پر نہایت رکیک حملے کیئے ہیں۔ اس مضمون کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ راقم مضمون اسلام کی اشاعت اور اس کی تبلیغی تعلیم سے بالکل ناواقف ہے۔ یا پھر تعصب کی پٹی نے اسے اندھا کر رکھا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ :۔

"اہل ہنود کا اسلام سے ہرگز اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو ہر جائز و ناجائز کوشش سے ہندو بنا کر اہل ہنود کے کسی نہ کسی فرقے میں داخل کر لو۔ اور اسی طرح سوراجیہ حاصل کر لو۔ اور بھارت ورش کو تمام غیر ہندوؤں سے پاک اور شدھ کر لو۔ یعنی تمام غیر مذاہب کو نیست و نابود کر دو۔ اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو پہلے سوراجیہ حاصل کر لو۔ یہ سوراجیہ ریاست بھاولپور یا نظام حیدرآباد کا سا نہ ہو بلکہ کامل آزاد اور با اختیار رہو۔ اور ہندو ریاست قائم کر کے ہر سلطنت کے رعب، جاہ و حشم کی تخویف، اور زر کے لالچ سے تمام مسلمانوں کو گمراہ کر کے ہندو بنا لو۔"

یا للعجب! بڑی دور کی سوجھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر ہندو، خواہ وہ ہندوستان میں ہو یا جلاوطن ہو، اس کے دل میں یہی خواہش موجزن ہے کہ جس طرح ہو، ہندوستان سے مسلمانوں کو اور ان کے مقدس مذہب اسلام کو مٹا دیا جائے۔ یا تو مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے یا ان کو گمراہ کر کے ہندو بنا لیا جائے۔ ادھر ناعاقبت اندیش مسلمان گہری نیند میں سوئے ہوئے ہیں۔ اور اپنے مآل و انجام سے بالکل بے خبر ہیں۔ دیکھتے نہیں کہ زمانہ کس طرف کو جا رہا ہے اور وہ کہاں ہیں۔ زمانہ کی تگ و دو میں وہ کس قدر پیچھے ہیں۔ نہ زمانہ ماضی سے پشیمان نہ حال کی پروا، نہ فردا کی فکر۔ ایسی بے بسی کی حالت میں خدا ہی مقلب القلوب ہے کہ ان کے دلوں میں محبت اسلام بھر دے۔ ان کو فکر دیں میں لگا دے۔ ان کو دینی و دنیاوی ضرورتوں سے آگاہ کر دے۔ اور پکا مسلمان بنا دے۔

دو سال کا ذکر ہے کہ جب فقیر بمبئی سے واپس آ رہا تھا تو حکیم اجمل خان صاحب [illegible] تو فقیر نے ان سے کہا کہ "لاہور میں جمعیۃ العلماء نے نومبر ۱۹۲۲ء میں بے چارے بے گناہ دو مولویوں کے برخلاف غلط افواہوں کی بنا پر ہندوؤں کو بجبر مسلمان بنانے کا الزام لگا کر یہ تجویز پاس کی کہ مسلمان ہند کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو ان سے ہمدردی ہے مگر یہ نہیں دیکھتے کہ آج ہندو زبردستی غریب مسلمانوں کو راہ توحید سے پھسلا کر مرتد بنا رہے ہیں۔ آج تمہارے لیڈر ان ہندوؤں کے خلاف کیوں ریزولیوشن پاس نہیں کرتے؟"

اہل ہنود کا اتفاق اور یگانگت اور آپس کے تعلقات ایسے مضبوط اور استوار ہیں کہ وہ ایک کام کرنے کے لئے کئی سال پیشتر سے تیاری کرتے ہیں۔ واقعات ماضی اس پر شاہد ہیں کہ وہ مجبور مسلمانوں پر بیجا دست ظلم و تعدی دراز کرتے ہیں۔ ان کو تلوار بندوق کا نشانہ بناتے ہیں۔ اور چونکہ ان کا نظام و اتحاد نہایت مستحکم ہے، اس لئے بعد میں خود کو مظلوم ثابت کر دیتے ہیں اور مسلمانوں کو جو کسی مرکزی انتظام سے وابستہ نہیں ہیں، ظالم، مجرم، چور وغیرہ بنا کر ان کا چالان کرا کے سزائیں دلواتے ہیں۔ اہل ہنود صاحب زر ہیں۔ ان کے حکام زیادہ ہیں۔ حکومت کے ہر شعبے میں ان کا عنصر غالب ہے۔ تجارت تمام ملک کی ان کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اپنے زر، زور، لحاظ سے مظلوم کو ظالم بنا کے انصاف پوری نہیں ہونے دیتے۔ بلکہ الٹا غریب اور بیکس، جاہل اور بے علم، بے گناہ اور بے سہارا مسلمانوں کو اپنی ہر طرح کی جائز اور ناجائز سعی سے مجرم

بنانے اور سزائیں دلوانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

سال گزشتہ کے واقعات سہارن پور، آگرہ، ملتان، دہلی، اجمیر وغیرہ کے اس امر کی کافی شہادت ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ ان کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی۔ وہ ہر طرح کی مراعات سے کام لیتے ہیں۔ انھوں نے اسلام کے بڑے سے بڑے دشمن کو بادشاہی مسجد کے منبر پر بیٹھنے کی اجازت دی۔ اہل ہنود کی نعشوں کو کاندھا دیا۔ ان کی دلجوئی کی خاطر چند نام نہاد مسلمانوں نے اسلامی شعار ذبیحۂ گاؤ کو ناجائز تک کہنا شروع کر دیا۔ بلکہ تمام مسلمانان ہند نے بعض اہل ہنود کے احساسات کا لحاظ کر کے کوئی گائے قربان نہیں کی۔ ادھر ہندو ہیں کہ وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور ان کو راہ ہدایت سے منحرف کر کے مشرک اور کافر بنانے کے لئے سرتا پا کوشش کر رہے ہیں۔

اول تو ہر جگہ مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں پٹتے اور مقتول ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کسی جگہ ہندو ظالم ہوتے ہوئے بھی مظلوم بن جاتے ہیں، اور تمام لیڈران قوم ان سے مصالحت و مفاہمت کے لئے کوشش کرتے ہیں، تو بھی وہ مسلمانوں کو بغیر پھانسی چڑھائے نہیں چھوڑتے۔ اور مسلمانوں کی سادہ دلی دیکھئے کہ کلکتہ وغیرہ میں اہل ہنود نے جو مظالم بے کس اور مجبور مسلمانوں پر کئے۔ حد یہ کہ بچوں کو زندہ جلا دیا۔ ڈپٹی کمشنر ضلع نے خود مسلمانوں کو اپنی آنکھوں سے اس حال میں دیکھا۔ اس پر چند اہل ہنود کو سزا ہوئی تو مسلمان لیڈر بیٹے مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ جلسے کر کے گورنمنٹ کو تار دیے جائیں کہ وہ ہندوؤں کو رہا کر دے۔ سبحان اللہ!

ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہماری مروت اور احسان کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم کو کمزور، بے کس اور بے بس خیال کر لیا گیا۔ اور ہمارے سے ہم کو ملک بدر کرنے اور ہمارے استیصال کے لئے منصوبے بنا کر کوشش کی گئی۔ مگر یاد رہے کہ مذہب اسلام چراغ خداوندی ہے۔ اس چراغ کو بجھانا آسان نہیں۔ یہ تا قیامت روشن رہے گا۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد کسے کو تف زند ریشش بسوزد

اب اہل اسلام کا یہ کام ہے کہ وہ گزشتہ برسوں کے تلخ تجربے سے سبق حاصل

کریں۔ مومن کا کام یہ نہیں کہ ایک سوراخ سے دوبار ڈنک کھائے ہمیشہ زنی کرائے۔

ہر چیز آزمودم از وے نبود سودم — مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ حَلَّتْ لَهُ النَّدَامَه

(ترجمہ۔ جس نے تجربہ کردہ کام کی آزمائش کی وہ پشیمانی میں پڑا)

اس میں کوئی کلام نہیں کہ جو برداشت ہمارے مذہب میں ہے کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ ہم کسی حالت میں بھی اپنے مذہب میں رخنہ اندازی برداشت نہیں کریں گے۔ ہم کسی شعار اسلام کو ترک کرنے کے لئے کسی حال میں بھی تیار نہیں ہوں گے۔ وہ اتفاق وہ صلح جس سے ہمارا ایمان اور اسلام اور اعتقاد جاتا رہے، ہم کسی طرح بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہندو قوم ہماری سالہا سال کی آزمائی ہوئی ہے۔ ان سے یہ توقع کرنی کہ ہمارے ساتھ دوستی رکھے گی، ہمارے ساتھ اتحاد و یگانگت کرے گی، بالکل فضول اور لاحاصل ہے۔
بمصداق

با بداں بد باش و با نیکاں نکو — جائے گل گل باش و جائے خار خار

اور

نکوئی با بداں کردن چنانست — کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

ہمارا اولین فرض ہونا چاہیئے کہ ہر جائز طریقے سے ہم اپنی حفاظت اور غیروں سے بچاؤ اور مدافعت کی کوشش کریں۔

افسوس اکہ مومن، بھولا بھالا مومن ان عیاریوں اور چالاکیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ تاریخ داں اصحاب پر روشن ہے کہ ہندوستان میں اشاعت اسلام کن پاک نفوس کی بدولت ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت خواجہ مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ ان سے پیشتر ان کے پیر بھائی حضرت سید حسن زنجانی لاہور میں رونق افروز تھے۔ ان کا بھی اہل ہنود نے سخت مقابلہ کیا۔ ان کو تکلیفیں پہنچانے کی بہت کوششیں کی گئیں مگر حضرت داتا صاحبؒ کے باطن میں نور نبوت سے نور ولایت موجود تھا۔ اس نور کے سامنے کوئی استدراج کہاں کامیاب ہو سکتا تھا۔ خدائی نور نے تمام دنیاوی ساحرانہ چراغوں کو بجھا دیا۔ اور حق باطل پر غالب آگیا۔ ازاں بعد حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین

چشتی اجمیریؒ تشریف لائے۔ اور پرتھی راج سے مقابلہ ہوا۔ حضورؒ کے الفاظ مبارک کی خداوند عالم نے ایسی قدر کی کہ جو آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔ آپ نے پرتھی راج کو کہا کہ "ما ترا زندہ بمسلماناں سپردیم" خدا کی شان اسی سال تراوڑی کے مقام پر پرتھی راج زندہ قید ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور قتل ہوا۔

خدا کے پاک اور مقبول بندے اہل اسلام میں اب بھی موجود ہیں۔ اگر وہ قسم کھا کر کسی کام کے لئے کہہ دیں گے تو انشاء اللہ العزیز خداوند کریم ویسا ہی کر دکھائے گا۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر　　تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

مگر یہ تمام قصور ہمارا اپنا ہے۔ ہم خود اپنے ہاتھوں تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ سال بسال سے ہمارے ساتھ اس قسم کا برا سلوک ہو رہا ہے، اور مختلف قسم کے مظالم ہم پر توڑے جا رہے ہیں، تو ہم کیوں ہوشیار نہیں ہوتے؟ ہماری مظلومی اب کسی اد- بد انتظامی کی کوئی حد نہیں تو ہم کیوں اپنی تنظیم کی فکر نہیں کرتے؟

برادرانِ اسلام! ادھر تو مسلمانانِ ہند اپنی زبردست ہمسایہ قوم کے مقابلے میں فتنۂ ارتداد کا سدباب کرنے میں معروف تھے، ادھر ناگاہ ان کے زخمی اور مجروح دلوں پر ایک اور کاری زخم لگا۔ یعنی عرب کی مقدس سرزمین اور حرم شریف میں جہاں ہر قسم کا جدال و قتال شرعاً منع ہے، جس جگہ داخل ہو جانے والے کے لئے امن کی ضمانت خداوند کریم نے دی ہے۔ فرمایا ہے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ترجمہ۔ اور جو کوئی اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہوا (۱) ہزاروں بے گناہ بندگان خدا اور غلامانِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تہ تیغ کیا گیا۔ مردوں ہی کو نہیں بلکہ جیسا کہ بعض اخباروں میں درج ہے، نجدیوں نے معصوم بچوں، بوڑھوں، اور بے گناہ عورتوں کو بھی تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ جوانوں کا تو بفرض محال یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ انھوں نے حکومت کے خلاف کوئی کام کیا ہو اور طاقت دکھائی ہو۔ مگر بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا کیا گناہ تھا؟

کف بود مرد ستمگارہ را　　چہ تاوان زن و طفل بے چارہ را!

خدا کی شان، وہ سرزمین مقدس جہاں بال تک کاٹنا، ناخن تک ترشانا، اور

جہاں تک مارنا منع ہو، وہاں جو لوگ بے گناہ غلامانِ سرکارِ دو عالم ﷺ کو ذبح کریں، ان کے اس فعلِ شنیع و امرِ قبیح کو کچھ لوگ استحسان کی نظر سے دیکھیں۔ اور مبارکباد کے تار دیویں۔ گویا حرم شریف کی بے حرمتی اور شعائرِ اسلام کی مخالفت کرنے کو جائز قرار دیا جائے۔ افسوس صد افسوس!! مگر خداوندِ عالم پر پورا بھروسہ رکھنا چاہیے کہ یہ پاک اور مقدس گھر اس کا اپنا گھر ہے۔ اس کے فضل و کرم سے یقین رکھنا چاہیے کہ خدائے قدوس جلد اس صورت کو تبدیل کرے گا!!!

رسید مژدہ کہ ایامِ غم نخواہد ماند چناں نماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند

اتفاق و اتحاد

تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق چاہنے والو!

سرکنم نالہ اگر تاب شنیدن داری سینہ بشگافم اگر طاقتِ دیدن داری

برادرانِ ملت! آج کل تمام ہندوستان میں ہر طرف، ہر سمت، ہر گوشے سے اتفاق باہمی اتحاد کی آواز آتی ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی اتفاق و اتحاد کے خلاف نہیں ہے۔ اسلام تو تمام انسانوں کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دیتا ہے۔ کسی کی دل آزاری روا نہیں رکھتا۔ تاریخِ عالم شاہد ہیں کہ مسلمان بادشاہوں نے کس دریا دلی اور عالی حوصلگی سے مخالفین و معاندینِ اسلام کے ساتھ سلوک کیا۔ کس عالی ہمتی سے ان کو مراعات دیں۔ کیوں نہ کرتے؟ غیر مذہب والوں کو مجبور کر کے ان کو اسلام میں لانے کا حکم نہ تھا۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ (ترجمہ: کوئی زبردستی نہیں دین میں) اور لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (ترجمہ: تمہیں تمہارا دین، مجھے میرا دین) کی آیاتِ پاک اس پر شاہد ہیں۔ مگر اس پر بھی یہ الزام کہ اسلام تلوار کی دھار سے پھیلایا گیا۔ یہ بالکل غلط، بہتان اور افترا ہے۔

حضرات! غیر قوم کے ساتھ جو ہندوستان کے طول و عرض میں آباد ہے، اس کے ساتھ اتفاق و اتحاد کا جو تلخ تجربہ مسلمانانِ ہند کو ہوا وہ اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔ ان سے بہتری کی امید رکھنی یا دوستی و اتفاق کی امید رکھنی صریحاً ارشادِ باری کے خلاف ہے۔ اب ان مدعیان و حامیانِ اسلام کا حال سنیے۔ جو در اصل خود تو ارکانِ اسلام اور سنتِ رسول علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ اور راہِ راست سے منحرف ہو گئے ہیں اور ان کو جو جادۂ مستقیم اور دینِ قیم اور سنتِ مصطفوی پہ قائم ہیں، ان کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ افسوس! ایسا شور برپا کرنے والوں کو علم ہونا چاہیے کہ وہ یقیناً خود ہی ارکانِ اسلام سے ناواقف اور ناآشنا

ہیں۔ نہ تو وہ خود صحیح معنوں میں غلام سرکار مدینہ ہیں اور نہ وہ لوگ ہی غلامان حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کے لئے یہ لوگ شور برپا کر رہے ہیں۔ یہ سب فَاتَّبِعُوْنِیْ کی صفت سے بالکل مبرا ہیں۔

افسوس! ادھر ہم کو اتفاق کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ اور ہم پر نا اتفاقی کا الزام لگاتے ہیں جو بالکل خلاف واقعہ ہے۔ ہم اہل سنت و الجماعت کی آبادی تمام ممالک اسلامی میں زائد از چالیس کروڑ ہوگی۔ اور ہندوستان میں قریب سات کروڑ کے مسلمان ہوں گے۔ جن میں بمشکل چند لاکھ دوسرے فرقوں کے ہوں گے۔ باقی زائد از ساڑھے چھ کروڑ اہل سنت و الجماعت ہیں۔ جو بالضرور اتفاق و اتحاد پر قائم ہیں۔

اب ہندوستان میں، جہاں ہر وقت آزادی مذہب کی ڈینگ ماری جاتی ہے، ہر روز نئے نئے مذہب حشرات الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ پیغمبری کے بعد کئی ایک پیروان مرزا غلام احمد نے پیغمبری کے دعوے کئے۔ مرزا غلام احمد پہلے سیالکوٹ کی کچہری میں اہلمدی کے عہدے پہ ملازم تھا۔ وہاں سے مختار کاری کا امتحان دیا جس میں ناکامی ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ مریم، عیسیٰ، مسیح، مہدی، نبی، کل نبیوں کا مجموعہ معاذ اللہ، خدا کا بیٹا، خدا کا پیدا کرنے والا وغیرہ پھر کرشن گوپال بن کر اس جہان سے سدھارا۔

برادران! آپ کو اچھی طرح معلوم ہوگا کہ صادق نبی اور کاذب نبی میں کیا فرق ہے۔ مگر چند ایک امتیازی نشانات میں بھی بیان کئے دیتا ہوں۔ (اول) سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اس کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ روح القدس سے تعلیم پاتا ہے۔ اس کی تعلیم و علم بلاواسطہ خداوند قدوس سے ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے خلاف ہوتا ہے۔ (دوم) ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد ایک دم بحکم رب العالمین مخلوق کے روبرو دعویٰ نبوت کرتا ہے۔ اور اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ سے دعویٰ کرتا ہے۔ بتدریج اور آہستہ آہستہ کسی کو درجہ نبوت نہیں ملا کرتا۔ جو نبی ہوتا ہے وہ پیدائش سے نبی ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف آہستہ آہستہ دعووں کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ (سوم) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تک جتنے نبی ہوئے، تمام کے نام مفرد تھے کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ اس کے برعکس جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔

(چہارم) سچا نبی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتا۔ سچا نبی کسی اولاد کو محروم الارث نہیں کرتا۔ جھوٹا نبی ترکہ چھوڑ کے مرتا ہے۔ اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

مرزائی جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں، وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ اس طرح وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مدارج رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج مرزا غلام احمد کے لیے مانتے ہیں۔ پھر ان سے اہل سنت والجماعت کس طرح اتفاق کر سکتے ہیں؟ ہم نے ان کو نہیں چھوڑا۔ بلکہ وہ خود ہم سے علیحدہ ہو کر گمراہ ہو گئے۔ نہایت حیرت و استعجاب کی بات ہے کہ مرزائی خود سرکار دو عالم کی غلامی کو چھوڑ کے اور کی غلامی اختیار کریں۔ اس پر بھی ان کو مسلمان سمجھا جائے!! نفاق تو وہ خود کرتے ہیں۔ جماعت ناجیہ کو خود انھوں نے چھوڑا۔ بموجب فتوائے اہل سنت والجماعت وہ خود دین اسلام سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئے اور چاہ ضلالت میں جا گرے ہیں۔ بے وفائی تو انھوں نے خود کی جو راہ راست سے پھسل گئے۔ طوق غلامی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے گلے سے اتار دیا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ بعض نادان دوست ہم کو کہتے ہیں کہ ان سے اتفاق کرو۔ نااتفاقی کے مرتکب وہ ہیں اور شکایت الٹی ہماری!!

گلہ ہم سے ہے بے وفائی کا   کیا طریقہ ہے آشنائی کا

دوسرا گروہ ہندوستان میں وہابیوں کا ہے۔ جو اپنے آپ کو اہل حدیث پکارتے ہیں۔ حالانکہ یہ نام قرآن پاک میں کسی جگہ نہیں آیا۔ وہاں تو اہل ایمان اور اہل اسلام کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اس گروہ کی بھی ہندوستان میں بہت قلیل تعداد پائی جاتی ہے۔ اس جماعت کا بانی ایک شخص عبدالوہاب نجدی تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں بہت گستاخیاں کیں۔ ایسے ایسے ناروا کلمات کہے جو ناقابل بیان ہیں۔ وہابیان ہند اس سے بھی بدتر عقیدہ رکھتے ہیں۔ العیاذ باللہ! حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج نبوت اور مقامات رسالت محمدی کے منکر ہیں۔ اور حضور کی شان مبارک میں بے ادبی اور گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

اسلام اور ایمان تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے جس کو حضور سے

محبت نہیں، جسے حضورؐ کی غلامی کا فخر نہیں، اس میں ایمان نہیں۔ جتنی زیادہ محبت اور غلامی حضورؐ کی ہوگی اتنا ہی زیادہ ایمان ہوگا۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت کرے گا، بے ادبی اور گستاخی کرے گا، وہ ایمان سے دور ہوگا۔

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ہم تو ان بھائیوں کو جو ہم کو چھوڑ کر راستے سے بھٹک گئے ہیں، ہر وقت اپنے میں ملانے کے لئے، ان سے اتفاق و اتحاد قائم کرنے کے لئے، تیار ہیں۔ بشرطیکہ وہ راہِ راست پر واپس آجائیں۔ قصور وار خطاکار تو وہ خود ہیں۔ طوقِ غلامی محبوبِ کبریا کو انہوں نے گلے سے اُتارا ہے۔ اربابِ محبت اور صاحب دلوں کی صحبت کو انہوں نے ترک کیا ہے۔ حبیبِ رب العالمین کی محبت کے رشتے کو توڑ دیا ہے۔ تو پھر ان سے کسی مومن، صاحبِ ایمان، غلامِ سرورِ دوجہاںؐ کا کوئی تعلق ہو تو کس طرح سے۔

اس کو اربابِ محبت میں کروں میں کیا شمار — آپ کی زلفوں سے جس کا سلسلہ ملتا نہیں

نہایت تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ حضور سرورِ کائنات مفخرِ موجودات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات کہیں، اور بزرگانِ دین کو گالیاں دیں، ہم ان کی یاوہ گوئی بھی سنیں اور پھر ان سے سلوکِ محبت و اخوت کا سلسلہ قائم رکھیں۔ تو پھر ہم سے بڑھ کر بے غیرت اور کون ہو سکتا ہے۔ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا غَیْرَۃَ لَہٗ۔
(ترجمہ: جس کو غیرت نہیں اس میں ایمان نہیں۔)

ایمان والوں کے لئے تو حکم ہے کہ وہ ایمان والے تبھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں سے زیادہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز سمجھیں۔ آیت شریفہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ (ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔) اور حدیث لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (ترجمہ: تم میں سے کوئی ایک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے لئے اس کی اولاد اور والد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔) جب اصلِ ایمان یہ ٹھہرا تو جو بے دین پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کریں، بزرگان

دین مشائخ کرام، علمائے عظام کی توہین کرے، اس سے ہمارا کیا تعلق!!

مرزائی ہوں یا وہابی، چکڑالوی ہوں یا بابی، وہ خود ہم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ الزام الٹا ہم پر لگایا جاتا ہے کہ ہم ان سے اتفاق کیوں نہیں کرتے ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ کیا حدیث شریف میں نہیں ہے کہ جو اسلام میں رخنہ اندازی کرنے والا ہو، جو بدی کرنے والا ہو، جو اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بدگوئی کرنے والا ہو، اس سے علیحدگی اختیار کرو؟ کیا یہ قرآن پاک کا حکم نہیں ہے کہ جب تم کسی سے ملو، جو ہماری آیات کی نسبت بیہودہ گفتگو کر رہا ہو تو اس کی صحبت سے پرہیز کرو۔؟ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ (ترجمہ) یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔) انھی لوگوں کی پہچان میں حدیث شریف شاہد ہے "قرآن مجید ان کی گردنوں سے یعنی حلق سے نیچے نہیں ہوگا"۔

ہم بالکل صاف دل سے اور علی الاعلان کہتے ہیں، اور ہر وقت کہتے ہیں کہ ہم کو کسی سے کوئی پرخاش نہیں۔ کوئی ذاتی غرض ناراضگی کی نہیں۔ ہم سے بھاگ جانے والے، ہم سے جدا ہو کر چاہِ ضلالت میں جا گرنے والے، گمراہی کے بادیہ کے سرگرداں، آج پھر واپس آ جائیں تو ہم ان کو گلے لگانے کے لیے تیار اور ان کی خدمت کے لیے کمربستہ ہیں۔ ہمیں کوئی کینہ اور بغض ان سے نہیں ہوگا۔

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن — آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم — کہ در طریقت ما کافری ست رنجیدن

اتفاق و اتحاد کا راگ گانے والوں سے کہہ دینا چاہیئے کہ کیا ان کو یاد نہیں ہے کہ حضرت سرور کون و مکان محبوب انس و جان روحی فداہٗ نے فرمایا ہے کہ میری امّت کا اجتماع کبھی غلطی پر نہ ہوگا"! (حدیث شریف) لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ" (ترجمہ: میری اُمّت گمراہی پر مجتمع نہیں ہو سکتی) وہ ذرا چشم بصیرت سے بنظر غور دیکھیں اور سوچیں کہ امّت کے سوادِ اعظم کا اجتماع کس طرف ہے اور وہ کس طرف۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص سوادِ اعظم کو چھوڑ دے گا وہ داخلِ دوزخ ہوگا۔ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ۔ (ترجمہ) تم بڑی جماعت کی

تابعداری کرو بس جو شخص جماعت سے جدا ہوا وہ دوزخ میں جدا ہوا۔)

حضرات! فقیر نے اوپر بیان کیا ہے کہ آئے دن ہندوستان میں حشرات الارض کی طرح نئے مذہب پیدا ہوتے ہیں۔ فقیر کے دیکھتے دیکھتے ہندوستان میں وہابی۔ مرزائی۔ چکڑالوی۔ بابی۔ بہائی وغیرہ پیدا ہوئے ۔ چکڑالویوں کی تعداد اس قدر قلیل ہے کہ ان کا شمار انگلیوں پر ہوتا ہے۔ چکڑالوی کسی سنت و حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نہیں مانتے۔ قرآن پاک کے معنے اور تفسیر اپنی مرضی کے مطابق کرتے ہیں۔ اتفاق کا ڈنکا پیٹنے والے بتائیں کہ ان سے اتفاق و اتحاد عمل کس طرح ہو سکتا ہے۔ نہ تو وہ صحیح معنوں میں سرورِ دوعالم کے غلام ہیں۔ نہ ان سے محبت اور تعلق رکھتے ہیں۔ اور نہ ان کے اعمال و افعال مطابق سنت ہیں۔

ان کے علاوہ دو گروہ اور قابلِ ذکر ہیں۔ ایک تو رافضی دوسرے خارجی۔ رافضی اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر صوفیائے کرام کو گالیاں دینا اور تبرّا کرنا اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ خارجی اہلِ بیت کو تبرّا کرنا اپنا ایمان جانتے ہیں۔ کوئی ذی عقل و ہوش ایسے مذہب کو صحیح اور درست سمجھ سکتا ہے جس میں گالیاں دینا اور دوسروں کو بُرا بھلا کہنا جائز اور جزو ایمان خیال کیا جائے؟ اور اس پر طرّہ یہ کہ ہم سے کہا جاتا ہے کہ ان سے سلوک کرو۔ سلوک کن سے کرو؟ ظالموں سے، دین میں رخنہ اندازی کرنے والوں سے، ہم سے جدا ہو جانیوالوں سے۔ سبحان اللہ! ان سے اتفاق کرانے والوں کا کیا یہ منشا تو نہیں ہے کہ ہم بھی ان سے مل کر گمراہ ہو جاویں اور اپنا ایمان کھو دیویں۔ معاذ اللہ۔ خداوند کریم ایسے غلط مشورہ دینے والوں کو نورِ بصیرت، عقلِ سلیم، ایمانِ کامل عطا کرے۔ تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ کون غلطی پر ہے اور کون صحیح ہے۔ کس سے اتحاد و اتفاق عمل ہو سکتا ہے۔ کون سے دو شخص مل کر صحیح کام کر سکتے ہیں۔ کیسا اتفاق و اتحاد صحیح نتیجہ نکالے گا۔ اور کس اتحاد سے جنگ و عناد پیدا ہوگا۔

صحبت ناجنس گر جاں بخشدت خوش دل مباش

آب را دیدی کہ ماہی را بدام افگند و رفت

وصلے کہ درو ملال باشد — ہجراں بہ ازاں وصال باشد

تاریخ کو دیکھو تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آج سے ستر سال پہلے دنیا میں ایک فرد بھی وہابی نہ تھا۔ اور تمام ملکوں میں مسلمان اہل سنت والجماعت تھے۔ آج سے چالیس سال پیشتر ہندوستان میں کوئی مرزائی یا قادیانی نہ تھا۔ سب اہل سنت والجماعت تھے۔ آج سے بیس سال پیشتر تمام دنیا میں کوئی چکڑالوی نہ تھا۔ یہ تمام مذہب فقیر کے دیکھتے دیکھتے ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ان کے جس قدر پیرو ہیں، ان کو فقیر تو کہتا ہے کہ رہزنی اور ڈاکہ زنی کے ذریعے ہماری جماعت سے چرائے گئے ہیں۔ اور اب یہ سب ہم سے سخت اختلاف رکھتے ہیں۔ اس لئے سوال یہ ہے کہ نا اتفاقی اور مخالفت کرنے والے ہم اہل سنت والجماعت ہیں۔ یا وہ جنہوں نے نئے نئے مذہب اختیار کئے۔ اور جادہ مستقیم اور سنت نبوی سے پھسل گئے۔ ہم پر یہ الزام لگانا کہ ہم نا اتفاقی پیدا کرتے ہیں محض تہمت اور بہتان عظیم ہے۔ ہم تو دل سے چاہتے ہیں اور شب و روز دعا مانگتے ہیں کہ جتنے کافر دنیا میں آباد ہیں، سب خدا کرے مسلمان ہو جائیں۔ اور غلامی سرکار دو عالم ﷺ حاصل کر کے ہر دو جہان میں سرخروئی حاصل کریں۔ تو ہم مسلمانوں کو کس طرح اپنے سے علیحدہ کر کے کافر بنانا چاہیں گے۔!!

آریہ سماجی اخبار ملاپ لاہور نے فقیر کی نسبت یہ لکھا تھا کہ "اس کی سعی سے پچیس ہزار ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔" گو یہ تعداد غلط تھی مگر فقیر خداوند کریم مجیب الدعوات کی بارگاہ قدس میں دعا کرتا ہے کہ فقیر کے ہاتھ سے بجائے پچیس ہزار کے خدا کرے پچیس لاکھ ہندو مسلمان ہو جائیں!! ہمارے دشمن تو ہماری نسبت یہ رائے ظاہر کریں اور ہمارے بھائی ہم پر یہ الزام لگائیں کہ ہم مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ یہ ہم پر صریح بہتان ہے۔ بخدا ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تمام کے تمام مرزائی، خارجی، وہابی، بابی، مہدوی وغیرہ اپنے عقاید باطلہ سے تائب ہو کر صحیح اسلامی عقاید کی جانب رجوع کریں۔ اور اہل سنت والجماعت کا سواد اعظم بن جائیں۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا۔ (ترجمہ۔ اور اللہ کی رسی مضبوط سے تمام لوگ سب مل کر اور باہم تفریق نہ کرو۔) ہم ان کو دل و جان سے اپنے ساتھ ملانے کو تیار

ہیں۔ چشم ما روشن دل ما شاد!

کوئی شخص اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ اہل سنت والجماعت میں سے کسی شخص نے بھی کسی کو یہ کہا ہو کہ وہ ہم میں سے نکل جائے۔ اس کے برعکس ان سب کو واپس لانے اور اپنے میں ضم کرنے کے لئے یہ آل انڈیا سنی کانفرنس قایم کی گئی ہے۔ تاکہ وہ سب اپنے عقاید باطلہ کو چھوڑ کر پھر ہمارے ساتھ مل جائیں۔

آپ نے غالباً رسالہ تشحیذ الاذہان جس کو اہل اسلام تخریب الایمان کہتے ہیں، دیکھا ہوگا۔ یہ رسالہ مرزا محمود قادیان سے نکالتے تھے۔ غالباً اپریل ۱۹۱۰ء کے رسالہ میں مرزا محمود نے لکھا تھا کہ جو کوئی مرزا غلام احمد کو پیغمبر نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ اس طرح اس نے اپنے خیال کے بموجب تمام دُنیا کے مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ اس لئے کہ وہ مرزا غلام احمد کو پیغمبر نہیں مانتے۔ اب ایسے اعتقاد والوں کو اہل سنت والجماعت کیوں اپنے میں ملائیں۔ ان کے لئے تو واقعی وہی سزا صحیح ہے جو کابل میں مرزائیوں کو ملی۔ جو شریعت حقہ کے مطابق ہے۔ جمعیۃ العلمائے ہند بھی اس امر کی تصدیق کر چکی ہے۔

تاریخ عالم اور سیر کی کتابوں کا مطالعہ کرنے پر یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ اشاعت و تبلیغ اسلام کا جس قدر کام کیا ہے، وہ سب اہل سنت والجماعت کے پاک اور مقبول بندگان خدا نے کیا ہے۔ جو کچھ ہوا ان کی سعی اور انھی کے یمن و برکت سے ہوا۔ جس طرف ان غلامان سرکار سرمدی نے رخ کیا فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے۔ اور کیوں ایسا نہ ہوتا؟ وہ اپنی خواہشات کو اتباع سنت اور محبت رسول میں فنا کر چکے تھے۔ جو کام کرتے تھے خالصتاً لوجہ اللہ کرتے تھے۔ نمود و نمائش، ریا و آلائش کا شائبہ تک ان کے کاموں میں نہیں ہوتا تھا۔ ان کو خداوند کریم کی طرف سے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کا خطاب حاصل تھا۔ مگر افسوس! کہ آج ان کا ایمان، ان کی سعی و ہمت ان کا استقلال و ارادہ، ان کا عزم و حزم ہم میں باقی نہ رہا۔

سبحان اللہ! مومن کی بڑی اونچی شان ہے۔ بڑا بلند پایہ ہے۔ مومن کسی سے مغلوب نہیں کسی سے نہیں ڈرتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَا تَهِنُوا وَلَا

تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ (ترجمہ۔ اور سستی نہ کرو اور غم کھاؤ اور تم غالب ہو اگر تم ایمان والے ہو۔) خداوندِ کریم کا وعدہ کسی طرح بھی غلط نہیں ہو سکتا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى (ترجمہ۔ تو مت ڈر بے شک تو غالب ہے۔) جب مومن کی یہ شان ہے کہ سب سے بلند، سب سے اعلیٰ ہے کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا، تو پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ ہماری موجودہ پست حالت کا سبب کیا ہے۔ غور کیجیے تو نظر آئے گا کہ

ہر چہ ہست از قامت ناساز و بد اندام ماست ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

سوچیے کہ ایسے پاک اور مقدس مواعید کے ہوتے ہوئے ہماری اس ذلت و نکبت کی کیا وجہ ہے۔ ہمارے ادبار و افلاس کا کیا سبب ہے۔ آخر اس مفلوک الحالی بے توقیری، مصائب و آلام، رنج و بلا کی کوئی وجہ تو ضرور ہے۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا تو اس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی۔ حضور کے بعد اصحابِ کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں بھی مسلمان باقی اقوام کے مقابلے میں بہت کم تعداد میں تھے۔ یہ کیا وجہ تھی کہ انھوں نے جدھر کا رخ کیا تمام عالم کو مسخر کر لیا۔ ملکوں کے ملک تہ و بالا کر ڈالے۔ بڑے بڑے گردن کشوں کو مطیع و فرماں بردار بنا لیا۔ بڑے بڑے با جبروت بادشاہ مسلمانوں کے نام سے کانپتے تھے اور تمام عالم ان کے زیرِ فرمان تھا۔ ایک وہ وقت تھا کہ اسلام کے سچے قلیل التعداد غلاموں اور متبعانِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شجاعت و ایمان، تہور و مردانگی، عالی ہمتی، دریا دلی، فیاضی، حریت، مساوات کا تمام عالم میں سکہ بٹھا دیا تھا، اور ایک آج کا وقت ہے کہ باوجود دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں قریب چالیس کروڑ کے مسلمان موجود ہیں، مگر باوجود اس کثیر تعداد کے وہ ادبار و فلاکت اور ذلت و نکبت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی سلطنتیں غیر اقوام نے یکے بعد دیگرے برباد کر دیں۔ ان کے اموال و املاک کو تاراج کیا۔ ان کے علم کی دولت ان سے چھین لی گئی۔ ان کی عزت جاتی رہی۔ تجارت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اور وہ اقوامِ عالم میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔

ان تمام خرابیوں، بے عزتیوں، ذلت اور خواری کی کچھ وجوہ ضرور ہیں۔ اسلام، پاک اور مقدس اسلام اپنے اصولوں میں ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔ اس پر کاربند ہونے والے آج بھی ویسے ہی پرجوش صاحب ایمان ہوسکتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں پھر ویسی ہی گرمی پیدا ہوسکتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ آج کے مسلمانوں کے اعتقادات بھی صحیح ہیں کہ نہیں۔ کیا نور ایمان و ایقان ہمارے دلوں میں موجود ہے؟ کیا ہم میں وہ محبت رسول اور اتباع سنت، جو ہمیں فَاتَّبِعُوْنِی کے درجہ میں لا کر شان محبوبیت پر پہنچاتی ہے، پائی جاتی ہے؟

حضرات! خداوند کریم جو دونوں جہان کا بادشاہ ہے، کبھی اپنے محبوب کو ذلیل نہیں ہونے دیتا۔ اس لئے آؤ! اس صحیح معیار پر اپنے اعتقادات اور اعمال اور محبت اور نور ایمان کو پرکھیں۔ اگر ہم میں وہی محبت ہو جو صحابہ کرام رضہ، تابعین رحہ، تبع تابعین رحہ یا مشائخ عظام اور صوفیائے کرام میں پائی جاتی تھی تو ہم کو محبوبیت اور مومن کی شان، جو تمام عالم سے اعلےٰ اور ارفع ہے نصیب ہوسکتی ہے۔ اور اگر ہم میں نہ محبت رسول ہو، نہ اتباع سنت ہو، نہ ایمان صحیح ہوں، نہ اعمال صالح ہوں، نہ نسبت مشائخ حاصل ہو، تو پھر ہم نہ مومن ہیں نہ مسلم۔ بلکہ ہم صرف "بدنام کنندۂ نکو نامے چند" کے مصداق ہیں۔ اگر ہمارا ایمان صحیح نہیں اور ہم ارکان اسلام کی پابندی نہیں کرتے، ذکر خدا کے نور سے دل کو گرم اور روشن نہیں کرتے، نماز جو معراج مومن ہے ادا نہیں کرتے، شعائر اسلام کی پروا نہیں کرتے، تو پھر

جی عبادت سے چرانا اور جنت کی طلب! کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی طلب

یاد رکھو خداوند کریم کے وعدے کبھی غلط اور جھوٹے نہیں ہوسکتے۔ ہم ہی ان وعدوں کے اہل نہیں ہیں۔

عام ہیں اس کے تو الطاف شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

دیکھو تو خداوند کریم قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ۝

(ترجمہ۔ اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لئے تنگ زندگانی ہے اور ہم اُسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے، کہیگا اے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا اُٹھایا میں تو انکھوں والا تھا فرمائیگا یوں ہی تیرے پاس آیتیں آئی تھیں تو نے انھیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا۔)

عزیزان و برادران! قرآن پاک وہ کتاب ہے، جس کا ہر حکم اہل ایمان کے لئے موجب ازدیاد ایمان ہے جس کے ایک حرف کا بھی انکار مسلم کو کافر بنا دیتا ہے۔ تو پھر ماننا پڑتا ہے کہ خداوند تبارک تعالیٰ کو جس نے صرف اسلام کو پسندیدہ مذہب بنایا ہے، اور جس نے حکم فرمایا ہے کہ بدون اسلامی طریقے کے اور کوئی عبادت مقبول نہیں ہوسکتی مسلمانوں سے کوئی ضد نہیں ہے۔ نہ ہوسکتی ہے۔ بلکہ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں نے ہی شعائر اسلام کی خلاف ورزی کی، ان کے اعتقادات صحیح نہ رہے، ان کے اعمال و افعال غلط ہیں، اور ان کے اعتقادات کے ہمراہ نور یقین کی تائید نہیں رہی، نیز بزرگان دین اور مشائخ عظام سے، جو نور ایمان اور نور یقین کا سرچشمہ ہیں، انھوں نے منہ پھیر لیا، اور یاد خداوندی کا رشتہ ان کے ہاتھ سے جاتا رہا، اور رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی غلامی ان سے چھوٹ گئی، چنانچہ وہ سزا کے مستحق ٹھیرے۔ خداوند کریم کے ذکر اور احکام سے منہ موڑنے کی جو سزا ملی وہ یہ تھی کہ ان پر دنیا تنگ کر دی گئی۔ معیشت زندگی تنگ کر دی گئی۔ سلطنت چھین لی گئی۔ عزت و آبرو، دولت و جاہ و حشمت جاتی رہی۔ اس پر بھی اکتفا نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسے لوگوں کو عاقبت میں اور بھی بھاری سزا ملے گی۔ اور قیامت کے روز ان کو اندھا اٹھایا جائے گا۔ تاکہ وہ دیدار الٰہی سے محروم رہیں۔

ہر کہ امروز نہ بیند اثر قدرت او　　　غالب آنست کہ فرداش نہ بیند دیدار

ارشاد ہوگا کہ چونکہ تو نے دنیا میں آنکھوں والا ہو کر اندھوں کی طرح ہماری آیات کو نہ دیکھا اور ان کو بھلا دیا۔ تو آج وہ دن ہے کہ ہم تم کو بھلا دیں۔ خدا پناہ میں رکھے اس سزا سے! دنیا میں بھی ذلت اور آخرت میں بھی رسوائی۔ ازیں سو راندہ و ازاں سو در ماندہ۔

ایں جا تنگی معیشت آنجا سزائے عصیاں　　　آسائش دو گیتی بر ما حرام کردند

آؤ! باز آؤ! ابھی وقت ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ خداوندی بارگاہ عالی ہر وقت تمھاری دعاؤں کو، بشرطیکہ اضطرار و تضرع سے کی جائیں، قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ ندامت کے آنسو بہاؤ۔ گزشتہ گناہوں سے توبہ کرو۔

باز آ۔ باز آ۔ ہر آنچہ ہستی باز آ　　گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہِ نومیدی نیست　　صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اصلاح

دیکھو! کون سی بدعادت ہے جو مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ ہر قسم کے عیب اور گناہ میں ہم گرفتار ہیں۔ ہر موقع کی رسوماتِ بد جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہم میں پائی جاتی ہیں۔ بیاہ، شادی، منگنی وغیرہ پر بھی ہم سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرتے ہیں۔ فضول اور بُری رسموں نے ہم کو جادۂ مستقیم سے کوسوں دور لے جا کے ڈال دیا ہے۔

بُرے اخلاق اور بُری عادات والے ہم میں بے شمار پائے جاتے ہیں۔ بلکہ ایسے بھی بہت ہیں جو ان بُرائیوں پر ساتھ ہی فخر بھی کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ! ۔ چوری، رہزنی، ڈاکہ، بداخلاقی اور دوسرے جرائم ہماری ہی قوم میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ مخدّر نوشی، بھنگ، چنڈو، گانجا، افیون، مے نوشی وغیرہ سارے افعالِ بد فخر سے کئے جاتے ہیں۔ تعلیم کی طرف سے بالکل بے پروائی۔ ارکانِ مذہب سے بالکل ناواقف۔ دنیاوی تعلیم میں ہمسایہ قوم سے بہت پیچھے۔ تجارت میں کوئی حصہ ہی نہیں۔ ملکی ملازمتوں میں بھی صفر۔ جایداد املاک غیروں کے قبضے میں۔ غرضیکہ ہماری ذلت کی کوئی حد نہیں۔

ہماری بے کسی اور بے بسی کی بُری حالت ہے۔ نہ ہماری کوئی مرکزی انجمن ہے نہ کوئی تنظیم۔ سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اپنی اندرونی اصلاح کریں۔ یعنی اوّل اپنی دینی اصلاح کریں۔ دنیاوی اصلاح اس کے ساتھ ہوتی جائے گی۔ ضروری ہے کہ ہر مسلمان اوّل اپنی دینی حالت کو درست کرے۔ یعنی اپنے دل میں اسلام کی صحیح محبت پیدا کرے۔ اسلامی اصول و ارکان کا پابند بنے۔ شعائرِ اسلام کی دل سے عزت کرے۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام بن جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے

کر اپنے گزشتہ گناہوں سے تائب ہو کر حضور کے مقدس اسوہ حسنہ کی پیروی اختیار کرے۔ اور اس نور یقین کی برکت حاصل کرنے کی کوشش کرے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں کو منور کیا تھا۔ اور جو نور باطن آج بھی صوفیائے کرام کے سینوں میں آفتاب درخشندہ کی طرح موجود ہے۔

برادران! آپ کو معلوم ہے کہ صرف دو مقدس صوفیائے کرام (خواجہ محمد یعقوب اور خواجہ محمد دربندی رحمۃ اللہ علیہما) کی دعا سے سارے ترک مسلمان ہو گئے تھے۔ وہی توجہ، وہی نور، وہی دعا، اب بھی اہل دل ارباب بصیرت کے سینوں میں موجود ہے۔ اگر موجودہ زمانہ کے زبوں حال مسلمان اپنے اعمال سیئہ سے تائب ہو کر صوفیائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں، ان سے نور ایمان و ایقان حاصل کریں، اور عقاید اہل سنت والجماعت کے مطابق اسوہ حسنہ کی پیروی کریں، تو پھر وہی کچھ بن سکتے ہیں جو قرون اولیٰ میں تھے۔

غور کرو کہ وہ نور ایمان و ایقان و محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ عطار کے پاس جاؤ گے تو عطر کی خوشبو پاؤ گے۔ آہن گر کے پاس جا کے بیٹھو گے تو نہ صرف کپڑے جلاؤ گے بلکہ ایسا بھی ہو گا کہ منہ بھی کالا ہو جائے گا۔ نور ایمان صرف صوفیائے کرام اور عاشقان و متبعان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے نصیب ہو سکتا ہے۔ محبت رسول اور معرفت خدا کے عطا کرنے والے یہی پاک وجود ہیں۔ دوسرے لوگ جو محبت سے ناآشنا ہیں، جو محبوبیت کی شان اور خلق محمدی سے ناواقف ہیں، ان کے پاس بیٹھنے سے وہی آہن گر کی صحبت کا سا حال ہو گا۔ صوفیائے کرام صحیح آئینہ یا صحیح مظہر کمالات محمدیؐ ہیں۔ وہی فدائیان سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کا باطن نور محمدی سے منور ہوتا ہے۔ اسی نور باطن سے وہ تمام عالم کو منور کرتے ہیں۔ مگر جو خود ہی نور کے حصول کی خواہش نہ کرے، اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ان عاشقان محبوب رب العالمین کی غلامی اختیار کریں۔ اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر محبت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نور ایمان کے حصول کی سرگرم خواہش ظاہر کریں۔ تو پھر ان کے لئے دنیا و آخرت میں بہتری ہو سکتی ہے۔

شو ہمدم پروانہ تا سوختن آموزی ۔۔۔ باسوختگاں بنشیں شاید کہ تو ہم سوزی

خود ارکان دین اور علم دین سے واقفیت حاصل کرو۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلاؤ۔ ان کو اصول وارکانِ اسلام حفظ کراؤ۔ ان کی پابندی کی ان میں پکی عادت ڈالو۔ ان کو بدکاروں، بروں اور غیروں کی صحبت سے بچاؤ۔ اپنے علمائے کرام کی عزت کرو۔

دُنیا میں سوائے ہندوستان کے اور کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں اپنے بزرگانِ دین کی توہین کی جاتی ہو۔ جو اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کرتا زمانہ اس کی عزت نہیں کرتا۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ علمائے اسلام کی، جو تمہاری دینی اور دنیاوی بہتری کا راستہ بتاتے ہیں، اور جو پیغمبر علیہ السلام کے وارث ہیں، ان کی عزت و تکریم کیا کرو۔ ان کے مراتب کا لحاظ رکھا کرو۔ خوب یاد رہے کہ تمہاری قومیت کی عزت انھی کی عزت و تعظیم پر منحصر ہے۔ اس لئے علمائے دین کی تعظیم و تکریم تمہارا اولین فریضہ ہے۔

دنیاوی تعلیم

علم مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے، جہاں سے ملے اس کو حاصل کرنا اس پر فرض ہے۔ اس لئے دنیوی تعلیم حاصل کرنا جو فی زمانہ مروج ہے، نہایت ضروری ہے۔ تاکہ اہل اسلام غیر اقوام کے دوش بدوش شاہراہ ترقی پر چل سکیں۔ کوئی قوم جب تک وہ زمانے کے علوم سے واقف نہ ہو دوسری قوم کے مقابلے میں ترقی نہیں کرسکتی۔ نیز حکومت وقت کے ماتحت ملازمت حاصل کرنے کے لئے بھی موجودہ علوم میں مہارت اور تعلیم حاصل کرنی ضروری ہے۔ بدون تعلیم کے حصول ملازمت ممکن نہیں۔ اور ملازمتوں میں بھی اہل اسلام کا دوسری قوموں کے مقابلے میں تناسب حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔

رسُوم بد

مسلمانوں کا ان تمام بُری رسموں سے، جو اسلام کے مقدس اصول و ارکان کے منافی ہیں، بالکل کنارہ کش ہونا لازم ہے۔ یک قلم ایسی تمام بُری رسموں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ تمام رسوم بد سے توبہ کرنی چاہیئے۔ تمام عادات بد سے صحیح توبہ کرکے صحیح اسلامی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ فضول خرچی اور اسراف کے لئے قرآن پاک کا حکم ہے کہ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ترجمہ: بیشک خدا حد سے بڑھنے والے

اُسے پسند نہیں ہے) نیز ارشاد ہے کہ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ (ترجمہ۔ اور فضول خرچ نہ کرو، بے شک اُڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں)

اُخوت و یگانگت

اپنے غریب اور نادار اہل سنت مسلمان بھائی کو اپنا بھائی سمجھو۔ اس کے ہمراہ اُخوت و محبت قائم کرو۔ اس کی عزت تمہاری عزت ہے۔ اگر تم اس کی عزت نہیں کرو گے، تو اس کو کون اپنا بھائی اور محب سمجھے گا۔ ذرا غور کرو۔ ممکن ہے تمہارے پاس دنیا کا زر، مال اس سے زیادہ ہو، مگر خدا ہی جانتا ہے ممکن ہے کہ اس کے دل میں نورِ ایمان اور محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بہت زیادہ ہو۔ اس صورت میں اس کا درجہ تم سے بہت بلند ہوا۔ یاد رہے خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں دنیاوی زر و مال تعظیم و تکریم کا معیار نہیں ہے۔ وہاں تو حکم خداوندی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (ترجمہ۔ بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے) کے بموجب متقی اور پرہیزگار کا درجہ بلند ہے۔ تو شاید خدا اور اس کے رسول پاک کے نزدیک وہ غریب مسلمان تم سے زیادہ عزت و تکریم کا مستحق ہو۔ برادران! جس طرح تم سرکار مدینہ کے غلام ہو، اسی طرح وہ بھی سرکار دو عالم کا غلام ہے۔

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم بندۂ بارگاہِ سلطانیم

تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ رب العزت کا فرمان ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (ترجمہ۔ مسلمان مسلمان بھائی ہیں) جہاں مومنین کے آپس میں بھائی بھائی ہونے کا مژدہ سنایا گیا، وہاں زر و دولت کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی۔ یاد رہے کہ اگر ایک مومن کو دیکھ کر دوسرا اس سے محبت سے پیش نہیں آتا، یا اس کے دل میں اس مومن کو غم و مصیبت میں مبتلا دیکھ کر رنج و غم پیدا نہیں ہوتا، تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اس کے ایمان میں کمی ہے۔ مومن کو مومن سے محبت اور اخوت لازمی ہے۔

تمام اہل سنت والجماعت سے ان خرابیوں کو دور کرنے کے لئے یہ آل انڈیا سنی کانفرنس قائم کی گئی ہے۔ تاکہ اہل اسلام کے دلوں میں صحیح اسلامی تصورات پیدا ہوں۔ پہلے خدا اور پھر اپنے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو صحیح معنوں

میں غلام بنایا جائے۔ تاکہ قرآن پاک کی مقدس تعلیم پر ان کو ائمہ کرام اور سلف صالحین کی طرح عمل کرنے کی راہ دکھائی جائے۔

آخر میں فقیر ایک بار پھر یہ بات دہراتا ہے کہ ایمان کی تکمیل جو نور الیقان کی تائید بغیر ناممکن ہے حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول غلاموں کی غلامی میں داخل ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ صدق دل اور خلوص ارادت کے ساتھ ان مقبولان بارگاہ صمدیت کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں سے تائب ہوں۔ اور محبوبیت سرکار دو عالم کا مرتبہ حاصل کریں۔ اور یاد رکھیں کہ بدوں ان کی مہربانی اور عنایت کے حصولِ ایمان مشکل ہے۔

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیہ باشد ورق

ہمارا ہی لقب ہے دو جہاں میں اہلِ سُنّت کا

ذیل میں وہ نظم درج کی جا رہی ہے جو حضرت حکیم سید نذر اشرف اشرفی صاحب فاضل کچھوچھوی نے آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ ۱۶ مارچ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء میں پڑھی۔ جس سے سامعین میں ایک جوش و ولولہ پیدا ہو گیا۔

یہ مجمع اہلِ سنت کا یہ منظر شان و شوکت کا
ذرا دیکھے کوئی اس وقت چہرہ میری حسرت کا

یہ جوشِ دینِ حق ہے یا کرشمہ حق کی رحمت کا
یہ یاد کا سبق ہے یا تماشہ اس کی قدرت کا

سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہیں اک جذبہ دل کو
یہ خوش وقتی کی حالت ہے یہ عالم ہے مسرت کا

لگا لے جلد لے تائیدِ غیبی اپنے سینے سے
کہ ہر سنی ترا بچھڑا ہوا بندہ ہے مدت کا

بڑھا دے سطوتِ جمہوریت کو اے میرے خالق
دکھا دے صورتِ مقصود صدقہ اپنی وحدت کا

الٰہی اتحادِ باہمی کی دھاک ہو قائم
ہو شہرہ چار سو آل انڈیا سنی جماعت کا

الٰہی جوش یہ بجھنے نہ پائے جوشِ سودا کا
یہ دل کا ولولہ ہونے نہ پائے آلہ شہرت کا

الٰہی پاک ہو یہ انجمن اغراضِ ذاتی سے
چراغِ بزمِ قومی داغ ہو سچی محبت کا

ہمیں نے راست بازی رحمتِ عالم سے سیکھی ہے
ہمارا ہی لقب ہے دو جہاں میں اہلِ سنت کا

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر سے سبق پایا
صداقت کا عدالت کا مروت کا سخاوت کا

درخشاں ہو گیا ہر سو فروغِ ملتِ بیضا
ہوا پیشِ نظر نقشہ یہ کس کے فیضِ صحبت کا

نگاہوں میں ہوئی پیدا چمک برقِ تجلی کی
تصور آ گیا یا رب یہ کس نوری کی صورت کا

حقیقت کے رخِ زیبا سے پردہ اُٹھ گیا سارا / مزہ ملنے لگا دل کو شریعت سے طریقت کا

اُٹھے مینا چلے ساغر مئے وحدت پلا ساقی / کرم کی ہے گھٹا چھائی اٹھا ہے ابرِ رحمت کا

درِ پاکِ نبی پر آج جانبازوں کا مجمع ہے / دلوں میں موج زن ہے شوق روحانی شہادت کا

جھکا ہے سر ہمارا نام لکھ لے سرفروشوں میں / الٰہی اب اوٹھے خامہ تری دستِ عنایت کا

خداوندا تری درگاہ میں اسلام آیا ہے / سنا ہے تیرے در پر فیصلہ ہے آج قسمت کا

لٹے دولت مگر قائم رہے اسلام کی سطوت / مٹے دنیا مگر زندہ رہے اعزاز ملت کا

ہمارا حسن خدمت دیکھ کر یارب کہے دنیا / کہ یہ اک نازپروردہ ہے آغوشِ کرامت کا

ہمارا شور ہو کونین کی عزت کا سرمایہ / ہمارا درد ہو یارب خزانہ مال و دولت کا

کہاں ہیں عالم و فاضل کہاں ہیں مرشد و کامل / علاج اگر کریں اسلام کے دردِ مصیبت کا

جو مشکل گر اُٹھتا ہے تو اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے / سناؤں حال کیا میں دین کی ضعف و نقاہت کا

عدو نے خانماں لوٹا ہمارا سارا وطن چھوٹا / دقیقہ کوئی باقی ہے نہ ذلت کا نہ غربت کا

ضرورت کے موافق دین کی کرتا ہے جو خدمت / وہی عالم ہے شیداؤں سے تبلیغ و ہدایت کا

بتایا ہے ہمیں انداز اصحاب پیمبر نے / سلوکِ معرفت ہے نام مذہب کی حمایت کا

کدھر ہیں مال و زر والے کدھر ہیں بال و پر والے / ذرا افلاس دیکھیں آ کے اپنے ملک و ملت کا

کوئی عریاں کوئی گریاں کوئی افتاں کوئی خیزاں / عجب عالم ہے غربت کا عجب نقشہ ہے عبرت کا

معاذ اللہ یہ ذلت یہ رسوائی کہ دنیا میں / گدائی آج پیشہ ہے حبیبِ حق کی امت کا

خیانت کے لئے دنیا میں مسلم ڈھونڈے جاتے ہیں / یہ اک ادنیٰ سا قصہ ہے مسلمانوں کی شامت کا

جہالت کی یہ حالت ہے کہ لاکھوں ایسے مسلم ہیں / جو پڑھ سکتے نہیں پوری طرح کلمہ شہادت کا

بنا دے قوم کو یارب ہمارا حسن بیداری / اٹھا دے اُن کے چہرے سے الٰہی پردہ غفلت کا

خدا کے واسطے بیدار ہو جاؤ مسلمانو / کہ ہے یہ وقت غیرت کا زمانہ ہے حمیت کا

کہیں ایسا نہ ہو کل گور کے تاریک گوشے میں / ملے موقع جنابِ شاہ مرسل کو شکایت کا

یہ کیا بندہ نوازی ہے خداوندا ترے صدقے ——— کہ توبہ ایک تحفہ ہے تری درگاہ عظمت کا
الٰہی یہ کرم تیرا کہ جو شرمندہ ہوتا ہے ——— تری دلداریاں منہ چوم لیتی ہیں ندامت کا
بہت بیتاب ہیں قومیں بہت اسلام مضطر ہے ——— الٰہی جلد دکھلا دے زمانہ خیر و برکت کا
اٹھے بادل بہار آئی چلیں شاخیں چمن پھولے ——— غزل پر بلبلیں گائیں سماں رقصاں ہو نکہت کا
ستارہ قوم کا چمکے بڑھے اجماع کی سطوت ——— لٹے دولت بٹے باڑہ بجے نقارہ نوبت کا
رہے یہ جوش مذہب یا الٰہی حشر تک قائم ——— یہی دو حرف مطلب ہے خلاصہ عرض حاجت کا

مجھے کہتے ہیں سب فاضل میں ایسا مد فاضل ہوں
مگر دل سے دعا گو ہوں میں اپنے ملک و ملت کا[1]

---

[1] ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شریف (ضلع فیض آباد) اپریل ۱۹۲۵ء، ص ۱۴ — ۱۶

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز

تقسیم ہند

اور آل انڈیا سُنّی کانفرنس

دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء کا حضرت علامہ اقبال کا تاریخی خطبۂ الٰہ آباد جو بعد میں قیام پاکستان کی اساس بنا ـــــ اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھنے والے ہندوؤں اور ان کے ہم نوا کانگرسی علماء کے لئے پیغامِ مرگ سے کسی طور کم نہ تھا، چنانچہ ہندوستان بھر میں کانگرسی اخبارات نے علامہ کی اس تجویز کے خلاف پروپگینڈے کی ایک منظم مہم شروع کردی. مخالفت کا یہ طوفان اتنا پُر زور تھا کہ ہمالہ سے راس کماری تک علامہ اقبال کے افکار کی تائید میں کوئی مؤثر آواز سننے میں نہ آتی تھی.

بقول چوہدری خلیق الزماں "خود الٰہ آباد مسلم لیگ کے اجلاس میں بھی بے رخی اور لاتعلقی کی کیفیت پائی جاتی تھی"[1] ـــ لیکن چونکہ علامہ مرحوم کی یہ تجویز علماء اہل سُنّت کے دل کی آواز اور ان کے اپنے افکار کی ترجمان تھی. لہٰذا انہوں نے نہ صرف یہ کہ علامہ کی تجویز کی بھرپور اور واضح تائید کی بلکہ کانگرسی ذرائع ابلاغ کے گمراہ کن پراپگینڈہ کے توڑ کے اقدامات بھی کئے. اس سلسلہ میں آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے خصوصی ترجمان

---

[1] ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی اگست سنہ ۱۹۷۱ء، ص ۴۲

"السواد الاعظم" مراد آباد کا کردار قابل صد ستائش ہے، جس نے صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (ناظم اعلیٰ، آل انڈیا سنی کانفرنس) کی زیر سرپرستی اس تجویز کی تشہیر کے لئے گرانقدر کام کیا۔

السواد الاعظم ماہ شعبان ۱۳۴۹ھ / جنوری ۱۹۳۱ء کے شمارہ میں شائع شدہ مضمون کا ایک عکس ہدیۂ ناظرین ہے۔



گول میز کانفرنس اور ہندوستان کا مستقبل

مدتوں سے گول میز کانفرنس کی طرف دنیا کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں بہت سے لوگوں کی توقعات اس کے ساتھ وابستہ تھیں اور وہ انتظار کر رہے تھے کہ آئی قسمت اس موقع پر کیا فیصلہ کرے۔ بہت سے لوگ خائف تھے یا اس کے ساتھ بدظنی رکھتے تھے انکو اس کانفرنس کے قائم ہونیکا رنج تھا انہوں نے اسکی راہ میں بہت روکاوٹیں ڈالیں اور جب آخر کانفرنس رکیلہ سکی اور اسکا افتتاح ہوا تو اس کے ساتھ اظہار ناراضگی کے لئے بازار بند کیے گیا ایسا کیا۔ یہ لوگ سمجھے تھے کہ گول میز کانفرنس انکے لیے مضر اور نقصان دہ ثابت ہوگی غرض دنیا کے خیال اسکی طرف مختلف تھے لیکن ہر ایک گروہ اور جماعت اسکی کارروائی دیکھنے کے منتظر تھے۔ یہ کانفرنس ہوئی اسکی مجلسیں منعقد ہوئیں ہند کے مسائل زیر بحث آئے اور ایک حد پر وہ ختم بھی ہوگئی مسلمانوں نے اس کانفرنس کے ساتھ ابتدا ہی سے نہایت معتدل روش اختیار کی نہ انہوں نے مخالفتوں میں سرگرمیاں رکھا

نہ بدگمانیوں کے طومار باندھے اور نہ اُس کے مدح سرا بنے بلکہ ایک ملکی نظام ترتیب دینے والی مجلس میں انہوں نے اپنے استحفاظ حقوق کے لیے نمائندے بھیجے۔ نمائندے ہنود کے بھی گئے۔ جو جماعت گول میز کانفرنس کی مخالفت کر رہی تھی اور جس نے اُس کی نسبت اظہار بے اعتنائی کیا تھا افتتاح کے وقت بازار بند کیے تھے افراد اسکے بھی گول میز کانفرنس کی شرکت کے لیے پہنچے ہندوؤں کی سیاست میں یہ طرز عمل غور کرنے اور یاد رکھنے کی قابل ہے کہ ایک طرف تو وہ گول میز کانفرنس کے مخالف بنے مخالفت میں خوب سرگرمیاں کیں اور دوسری طرف اُس میں جا کر شامل ہو گئے مگر مسلمانوں نے اِس پر نظر نہ ڈالی کہ ہندو کیا تماشا کر رہے ہیں اور انکا کیا طرز عمل ہے بلکہ انہوں نے صرف یہ دیکھا کہ ولایت میں گول میز کانفرنس منعقد ہوئی اور اُس میں ہندوستان کے لیے کوئی نظام تجویز کیا گیا تو ہمیں اپنے حفظ حقوق کے لیے وہاں موجود رہنا ضروری ہے۔

کانفرنس کے دوران میں ہندو ہندوبین نے مسلم نمائندوں کے ساتھ کیا طرز عمل رکھا اس کی بحث چنداں ضروری نہیں ہے لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ مسلم نمائندوں نے کسی نہ کسی حد تک مسلم حقوق کی حفاظت کی سعی کی اور جس قوم کے وہ نمائندے تھے اُس کے مفاد کا خیال انکے دماغوں میں رہا ابھی یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے نتیجہ کیا ہوا لیکن ہندو ذہنیت کا رنگ پلٹ گیا ہے اور اب وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہندوستان انکو مل گیا اور انکی مراد پوری ہو گئی۔ اب پھر ہندوؤں کا جوش ہمارے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوگا۔ مسلمانوں کے لیے یہ وقت بڑے تدبر اور دانائی سے گزارنا ہے انکو اپنے مطالبات و حقوق کے لیے بھی مستعد رہنا ہے اور اپنے مستقبل کے لیے پیش آنے والے خطرات سے بچنے کی تدابیر بھی کرنی ہیں اور آئندہ ملکی نظام کے متعلق جو مجلسیں ہوں انہیں اپنے استحفاظ کا مسئلہ بغیر کسی سستی و تقاعد کے پیش کرتے رہنا بھی لازم ہے اور عیاران خودکام کی حریفانہ چالوں سے اپنی جماعت کو محفوظ رکھنا بھی اپنے ہر طرح کے ضعف و کمزوری کا علاج بھی ہندوؤں نے کسی منزل میں بھی مسلمانوں کے حقوق تعین کرنے کی ہمت نہ کی جب آج مسلمانوں کے حق کا زبان پر لانا ایک قوم کو گوارا نہیں ہے تو اس سے یہ امید کر لینا کہ برسر اقتدار ہو کر وہ ہمیں ملک و مال میں برابر کا شریک کرے گی انتہا درجہ کی خام خیالی ہی نہیں جنون ہے۔ اب تو وہ ہندو پرست اصحاب بھی جو آنکھ میچ کر تقلید کرنے کے عادی ہیں شاید تسلیم کر لیں گے کہ ہندوؤں کی خودغرضی میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ گیا۔

دوران میں بہت سے واقعات نے یہ بات ظاہر تر کر دی کہ ہندو مرکز خیال مسلمانوں کی بقا ہو

مخالف ہے اور کسی صریح منصفانہ بات کو جس سے مسلمانوں کو بھی کچھ نفع پہنچ جاتا ہو منظور کرنے کے لیے تیار نہیں ڈاکٹر اقبال کی رائے پر کہ ہندوستان کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا جائے ایک حصہ ہندوؤں کے زیر اقتدار ہو دوسرا مسلمانوں کے۔ ہندوؤں کو کس قدر اس پر غیظ آیا یہ ہندو اخبارات کو دیکھنے سے ظاہر ہوگا کیا یہ کوئی ناانصافی کی بات تھی اگر اس سے ایک طرف مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچتا تھا تو ہندوؤں کو بھی اسی نسبت سے نفع ملتا تھا کیا چیز تھی جو اس رائے کی مخالفت پر ہندوؤں کو برانگیختہ کرتی رہی اور انھیں اس میں اپنا کیا ضرر نظر آیا بجز اس کے کہ مسلمانوں کی بقا کی ایک صورت اس میں نظر آتی تھی اور انھیں تھوڑا سا اقتدار ملا جاتا تھا اسکو تو کون جانتا ہے کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور کریگا اور مستقبل کیا صورتیں سامنے لائے گا لیکن ہندو اس وقت ایسی خالی بات بھی تو کسی زبان پر لانے کے لیے تیار نہیں ہیں جو مسلمانوں کو اچھی معلوم ہو اس حالت میں بھی اگر کوئی مسلمان کہلانے والی جماعت ہندوؤں کا کلمہ پڑھتی پھرے اور ملت بیضا کی اُس پرانی فرسودہ لکیر کو پیٹا کرے تو اس پر ہزار افسوس۔ کاش اس وقت یہ حضرات خاموش ہو جائیں اور کام کرنے والوں کو کام کر لینے دیں مسلمانوں کی طرف سے ایک مطالبہ ہو اور ایک آواز ہو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ بعض صاحبوں کی لیڈری اور پیشوائی کا علم بلند ہوتے سے رہ جائیگا مگر وہ اپنی اس خواہش کو کسی دوسرے موقع کے لیے انتظار رکھیں البتہ جو جماعتیں مذہبی یا کسی دوسری حیثیت سے مسلمانوں کے تحفظ حقوق کے لیے کوئی تدبیر سوچیں اس سے کام کرنے والی جماعت کو مطلع کر دیں اور اس کو توجہ دلائیں کہ وہ ان امور کو ملحوظ رکھے کام نظم سے ہونا چاہیے انتشار کو چھوڑا جائے اس میں اگر تھوڑا نقصان بھی ہو تو گوارا کیا جائے کہ متحدہ آواز کی قوت اس سے بدرجہا زیادہ مفید ہوگی۔

[1] ماہنامہ السواد الاعظم ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء میں مرادآباد سے جاری کیا گیا، یہ ماہنامہ دو قومی نظریہ کی بھرپور حمایت کرتا اور ہندوؤں کی عیاریوں کی خوب قلعی کھولتا تھا۔ تفصیل کے لئے کتاب "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" از پروفیسر محمد مسعود احمد مطالعہ کریں۔

مرتب

خطبۂ صدارت

آل انڈیا سُنّی کانفرنس

منعقدہ بدایوں
۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء

حضرت امیرِ ملّت پیر سیّد جماعت علی محدّث علی پوری علیہ الرحمۃ

امیر ملت علیہ الرحمہ نے اپنے صدارتی خطبہ میں ملکی و عالمی مسائل کا تجزیہ جس انداز میں فرمایا، اس سے آپ کی قومی ہمدردی اور سیاسی بصیرت کا پہلو نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ آپ نے اپنے خطبہ میں جو کچھ فرمایا اس کا ملخص یہ ہے۔

(۱) کفرزار ہند میں ہمہ جہت تبلیغ کی ضرورت ــــــ شہاب الدین غوری جیسے مجاہدین اور خواجہ غریب نواز اجمیری جیسے صوفیا کے نقوش قدم پر چل کر۔

(۲) علماء اور روحانی رہنماؤں میں اتحاد کی ضرورت اور ان کی ذمہ داریاں ــــــ فکر و تدبر، قربانی و ایثار، خشیت الٰہی۔

(۳) غیر اللہ سے ڈرنے والا عالم، علم و انسانیت سے عاری ہے۔

(۴) مسجد شہید گنج کی تحریک میں علماء کی ذمہ داریاں۔

(۵) برصغیر میں مسلمانوں کے مسائل اور ان کی ضروریات۔ شرعی قوانین ــــــ نکاح،

طلاق، خلع، ارتداد، وراثت، ہبہ کا نفاذ — اوقاف اور مساجد و مقابر کی حفاظت وصیات

(۶) عالم اسلام کی حالت زار پر شدید صدمہ کا اظہار — نجد میں ابن سعود اور حجاز میں الالویں کے مظالم۔

(۷) مقامات مقدسہ کے احترام و تحفظ کا مطالبہ وہابیت و حنفیت کا مسئلہ نہیں۔

(۸) مسلمانوں کی معاشی حالت کی بہتری کے لئے بیت المال کا قیام

(۹) مسلمانوں کی باوقار زندگی کے لئے سیاسی محرکات اور ضروریات۔ اتحاد بین المسلمین، معاشی خوشحالی، تجارت کی اہمیت اور طریق کار اسراف و تبذیر سے احتراز۔

خطبہ صدارت کا عکس "سیرت امیر ملت" سے حاصل کر کے درج کتاب کیا جارہا ہے۔

خطبۂ صدارت

آل انڈیا سنّی کانفرنس، بدایون (یوپی)

منعقدہ ۱۹۳۵ء / ۱۳۵۴ھ

امیرِ ملت سید جماعت علی، محدّث علی پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ● اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۔ وَ اَنْعَمَ عَلَیْنَا بِاَنْوَاعِ النِّعَمِ وَلَطَائِفِ الْاِحْسَانِ ۔ وَ فَضَّلَنَا عَلٰی سَائِرِ خَلْقِهٖ بِتَعْلِیْمِ الْقُرْاٰنِ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الرَّحْمَانِ ، سَیِّدِنَا وَغَوْثِنَا وَغَیَاثِنَا وَکَرِیْمِنَا وَرَحِیْمِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدِ الْمَبْعُوْثِ بِخَیْرِ الْمِلَلِ وَالْاَدْیَانِ ۔ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بُدُوْرِ الْاِیْمَانِ ۔ وَالْاَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِیْنَ وَالْاَوْلِیَآءِ الْکَامِلِیْنَ نُجُوْمِ الْاِیْقَانِ وَ الْعِرْفَانِ ۔ وَتَابِعِیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ بِالْاِحْسَانِ۔

اَمَّا بَعْدُ ۔ اَیُّهَا الْعُلَمَاءُ الْعِزَامُ وَ الْحَضَّارُ الْعِظَامُ!

(ترجمہ) تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بیان کی تعلیم فرمائی اور ہم پر نعمتوں کے اقسام اور احسان کے لطائف کا انعام فرمایا اور ہمیں تمام مخلوقات پر تعلیم قرآن کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی اور درود وسلام [illegible] پر جو ہمارے سردار اور مدد کنے

والے اور ہمارے کریم اور ہم پر رحم فرمانے والے اور ہمارے آقا محمد جو کہ بہتر مذہب اور دینوں کے
ساتھ مبعوث فرمائے گئے اور آپ کی آل پر درود و سلام اور اصحاب پر جو کہ ایمان کے چاند ہیں اور
اجتہاد کرنے والے اماموں پر اور اولیاء کاملین پر جو کہ یقین اور عرفان کے روشن ستارے ہیں اور
ان پر جو احسان کے ساتھ ان کے تابعدار ہوئے ہیں قیامت کے دن تک۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے لئے
علمائے کرام اور حاضرین عظام۔

السلام علیکم! فقیر رب العزت کی حمد بجا لاتا ہے کہ اس نے مجھے یہ توفیق ارزانی فرمائی کہ میں امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف سلام و التحیۃ کی مقدور بھر خدمت کر کے اپنی عاقبت سنواروں کروڑوں درود اس پیکر جود اور اس نور مسعود پر جس کا اسوۂ حسنہ ہمیں ہدایت کرتا ہے کہ ہم کسی حال میں بھی مفاد ملت کو فراموش نہ کریں۔

محترم بھائیو! یہ آپ کی عنایت ہے کہ آپ نے ایک بوریا نشین و حجرہ گزین کو اپنی محفل میں ایک ممتاز جگہ مرحمت فرمائی ہے۔ آپ علماء ہیں۔ آپ کی راہ میں فرشتے پر بچھاتے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ آپ کی آبرو رکھ دے۔ آپ نے ایک مسکین صوفی کو اپنی بارگاہ علم میں صدارت کی مسند پر بٹھا کر بہت بڑی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے انتخاب کو کامیاب ثابت کرنے کی توفیق دے۔ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ۔ (ترجمہ: اور اسی سے امداد کا مطالبہ ہے اور اسی پر توکل ہے)۔

عزیزو! اس وقت جبکہ میں نے مسجد شہید گنج لاہور کی واگذاری کے لئے اپنی ناچیز خدمات قوم کے سامنے پیش کی ہیں میرے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ میں بدایوں پہنچ کر کچھ عرض کرتا لیکن اس کا کیا علاج کہ یاران طریقت نے مجھے اجمیر شریف بلایا۔ ارباب شریعت نے مجھے بدایوں حاضر ہونے کو کہا۔ خدا کرے کہ جیسے طریقت و شریعت میں بہ نگاہ حقیقت قطعاً کوئی فرق نہیں، ایسے ہی صوفیوں اور مولویوں میں بھی خالص اتحاد ہو جائے۔ اور دونوں اپنے اختلافات و مناقشات فروعی سے بے نیاز و بالاتر ہو کر متحدہ مقاصد کے حصول کے لئے یک قالب و یک جان ہو جائیں۔

اجمیر شریف کی آن میں حاضری اس لئے بھی مفید تھی کہ وہاں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا

مزار پُر انوار ہے۔ اس خاک پاک کا ایک ایک ذرہ یہ سبق دیتا ہے کہ مصلے پر بیٹھنے والے کا مدعا بھی وہی تھا جو غازی شہاب الدین غوری صاحب سیف کا تھا۔ کاش! کہ سیاسی لیڈر شہاب الدین بن جائیں، صوفی خواجہ غریب نواز کا رنگ اختیار کریں، اور لیڈر، عالم، صوفی تینوں مل کر اس گلزار میں توحید کا علم بلند کریں۔ اپنا عزم تو یہی ہے کہ اپنی عمر کے چند باقی ماندہ لمحات اس کار خیر کے لئے وقف کر دوں۔

ہم تری راہ میں مٹ جائیں گے سوچا ہے یہی   درد مندانِ محبت کا تقاضا ہے یہی

علمائے کرام! اسلام میں آپ کا مقام بہت بلند ہے لیکن ہر منصب کی چند ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ جو عالم اپنے فرض سے غافل ہے، وہ اپنے تلامذہ کے نزدیک تو عالم ہو سکتا ہے مگر ملائکہ کی فہرست سے اس کا نام کاٹ دیا جاتا ہے۔ سنیئے رب العزت فرماتا ہے: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (ترجمہ: آپ فرمایئے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو صاحب علم ہیں اور جو علم والے نہیں)۔ کس قدر مؤکد پیرایہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کوئی سلیم الفطرت انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ عالم اور غیر عالم برابر ہیں۔ عالم کا درجہ بہت بلند ہے۔ عالم پر قوم کے مصائب آشکار ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کا فرض ہوتا ہے کہ قوم کی مشکلات کا خاتمہ کرنے میں غیر عالم سے بڑھ کر قربانی و ایثار اور فکر و تدبر سے کام لے۔ اگر وہ اس فرض سے غافل رہتا ہے تو اس کا جبہ و عمامہ اس کے لئے روز قیامت پھانسی کا رسہ ثابت ہوگا۔

عالم کا وصف عند اللہ یہ ہے۔ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہ ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں)۔ یہ آیت مبارکہ واضح الفاظ میں بیان کر رہی ہے کہ عالم صرف خدا سے ڈرتا ہے۔ خشیت الٰہی اس کا حسن ہے۔ غیر اللہ سے ڈرنا شریعت و طریقت میں کفر و زندقہ سے بدتر ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

ہر کہ رمز مصطفیٰ فہمیدہ است   شرک را در خوف مضمر دیدہ است

اگر عالم انگریز کے رعب و جلال سے ڈر کر، اس کے سامان حرب و ضرب سے گھبرا کر، حق کی حمایت نہیں کرتا، تو اس کا وجود علم اور انسانیت کے لئے ننگ ہے۔ اگر عالم کسی سچائی کو اس لئے بیان نہیں کر سکتا کہ ایسا کرنے سے سکھ ناراض ہو جائیں گے،

یا ہندوؤں میں اس کا وقار کم ہو جائے گا، یا اس کے مقتدی روٹھ جائیں گے، تو اسے کہہ دو کہ وہ اپنے نفس کو دھوکا نہ دے۔ وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ اسے کہو کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

کیا علماء کو معلوم نہیں کہ لاہور میں مسجد گرا دی گئی ہے؟ کیا مسجد پر کسی غیر مسلم کا قبضہ جائز ہے؟ یاد رکھو۔ اگر تم نے اپنی مصلحتوں کی بنا پر ایک مسجد کے انہدام کو معمولی حادثہ خیال کیا، تو تمہیں اپنی ان مساجد کی بھی فکر کرنی چاہیئے جن کے منبروں پر بیٹھ کر تم مسائل بیان کرتے ہو۔ وقت ہے کہ ایک ایسا اعلان شائع کیا جائے جس پر ہر عالم کے دستخط ہوں۔ کہ کسی مسجد پر غیر مسلم کا تصرف از روئے اسلام جائز نہیں۔ جمعیت العلماء اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے جو عالم اس پر دستخط نہ کرے، اعلان کر دو کہ اس کی اقتدا میں نماز درست نہیں۔ مقتدیوں اور متولیوں کو سمجھایا جائے کہ ایسے ننگ اسلام عالم کو مسجد کی امامت و خطابت سے محروم کر دیں۔

جہاں کہیں بھی کوئی مسجد ہے، وہ شاخ یا کونپل ہے اس بیت اللہ کی کہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ۔ (ترجمہ: جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں) کی مصداق ہے۔

وہ دُنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا ۔۔۔ خلیلؑ ایک معمار تھا جس بِنا کا
ازل سے مشیّت نے تھا جس کو تاکا ۔۔۔ کہ اس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدا کا

بیتُ اللہ عرب میں ہے۔ عرب کی نسبت حضور سرورِ کائنات علیہ الف الف سلام و تحیات کا ارشاد فیض بنیاد یہ ہے کہ اَخْرِجُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ یعنی جزیرۂ عرب سے یہودیوں اور عیسائیوں کو نکال دو۔

اے عالمان دین! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سلطان نجد ابن سعود نے ایک انگریز کمپنی کو عرب کی زمین میں معدنیات اور تیل کے چشمے معلوم کرنے کے لئے ٹھیکہ دیا ہے؟ دین کی حمایت کرنے والو! عرب سے کچھ فاصلے پر حبشہ کا ملک ہے، وہاں حکومت اطالیہ کیوں ظلم ڈھا رہی ہے؟ اس لئے کہ وہاں تیل ہے۔ اور اٹلی کو اپنی طیارہ پرواز یوں یا اپنے ہوائی جہازوں کے لئے تیل درکار ہے۔ کیا دُنیا کے واقعات شاہد نہیں کہ یورپ کی کسی قوم کو اگر کہیں بیٹھنے کی اجازت دیدی جائے، تو مکان بنانے کی راہ خود نکال لیتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ

ابن سعود کی اس روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں کی جاتی؟ یہ وہابیت اور حنفیت کا سوال نہیں۔ یہ اماکن مقدسہ کی صیانت کا سوال ہے۔ اگر کسی کو ابن سعود کا وظیفہ اظہار حق سے روک رہا ہے، تو اسے چاہیے کہ اللہ کے اس فرمان پر توجہ کرے۔ ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا (ترجمہ: اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو) اور ثمن قلیل کی پروا نہ کرتے ہوئے نعرۂ حق بلند کرو۔ تاکہ رب جلیل کی بارگاہ سے اجر جزیل حاصل ہو جائے۔

میری بات پر کان نہیں دھرتے تو حاجیوں سے پوچھ لو۔ کہ جیران رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ساکنان مدینہ کا کیا حال ہے۔ حکام نجد کے دسترخوان پر تو طرح طرح کے کھانے موجود ہوتے ہیں، لیکن تمہیں بتاؤں کہ مدینہ طیبہ کے مظلوم قدسی کھجوروں کی گٹھلیوں کو ترس رہے ہیں۔ کیا رعایا کی پرورش راعی کا فرض نہیں؟ کیا شریعت کی رو سے جو سلطان رعایا کے خورد و نوش کا انتظام نہ کرے۔ اسے تابع سنت سلطان کہا جا سکتا ہے؟ بزرگ عالمو! خلفائے راشدین کی پوری سوانح عمریاں تمہیں از بر ہیں۔ کیوں تمہاری زبانیں جیران رسول کی حمایت و اعانت کے لیے نہیں کھلتیں؟

سنو! ارشاد ہوتا ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں) کیا اس پاک فرمان کی رو سے آپ پر یہ شرعی فرض عاید نہیں ہوتا کہ آپ "قاضی ایکٹ" بنوائیں؟ عدالتوں میں فیصلے شریعت کے مطابق ہوں۔ کیا آج طلاق۔ خلع۔ ارتداد۔ وراثت۔ نکاح۔ ہبہ وغیرہ" امور شرعی کی ہندوستان میں انتہائی تذلیل نہیں ہو رہی؟ اس تذلیل کا انسداد علماء سے بڑھ کر اور کون کر سکتا ہے؟ صحیح ہے کہ اس غرض کو بروئے کار لانے کے لیے کافی سرمایہ کی حاجت ہے۔ کیا اس کے لیے بیت المال کا قیام شرعی تجویز نہیں؟ کب تک حجروں میں لیٹے رہو گے؟ میں ہر عالم سے عرض کرتا ہوں کہ ع: وقت آں نیست کہ در حجرہ نشینی بے کار۔ جیسے حکومت بغیر ٹیکس کے نہیں چل سکتی، ایسے ہی بیت المال کے بغیر تنظیم ملت کا خیال خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

ضروری ہے کہ ان مقاصد کے لئے آپ ملک کی مجالس آئین و قوانین سے بھی استفادہ کریں۔ جس کی عملی صورت یہی ہے کہ ہر کونسل میں آپ کی قوم کو ٹھوس اور مضبوط حیثیت حاصل ہو۔ اس کے لئے "جداگانہ نیابت" ایک ضروری حق ہے جس سے اس وقت دست بردار ہو جانا مہلک ہے۔ کونسلوں میں جاؤ۔ اپنے حقوق منواؤ۔ مفید شرعی قوانین منظور کراؤ۔ اوقاف کی حفاظت کرو۔ مقابر و مساجد کو اغیار کی دستبرد سے بچاؤ۔

یاد رکھو! کہ کونسلوں یا حکومت کی دار و گیر میں آپ کی عزت جبھی ہے کہ آپ منظم ہو جائیں۔ آپ میں ایکا ہو۔ آپس میں پھوٹ نہ ہو۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ کی مالی حالت شاندار ہو۔ مادہ پرست سلطنت دولت کی پجاری ہے۔ ہم مفلس ہیں، مقروض ہیں۔ افلاس دولت کمانے اور دولت بچانے سے دور ہو سکتا ہے۔ دولت کمانے کا بہترین طریقہ "تجارت" ہے۔ تجارت میں فروغ اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ مسلمان دوکانداروں سے سودا خریدیں۔ آپ کی قوم کاشتکار ہے۔ آپ کی قوم کاریگر ہے۔ آپ کی قوم مزدور ہے لیکن اس کی زراعت، اس کی صنعت، اس کی محنت سے فائدہ غیر اٹھاتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ کاشتکار تجارت بھی کریں۔ یعنی اپنا مال خود بیچیں۔ آڑھت کی دکانیں خود کریں۔ کاریگر اپنی مصنوعات خود فروخت کریں۔ دولت بچانے کے لئے لازمی ہے کہ آپ ہر نوعیت کے اسراف سے بچیں۔ اور یاد رکھیں کہ قرآن کی رو سے مُبَذِّرِیْن اور مُسْرِفِیْن شیطان کے بھائی ہیں۔

یہ ہے وہ مختصر پروگرام جس پر عمل پیرا ہو کر آپ فلاح دارین حاصل کر سکتے ہیں۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ●

●

خطبۂ صدارت

سید مصباح الحسن مودودی سجادہ نشین پھپھوند، صدر مجلس استقبالیہ قدس سرہٗ

آل انڈیا سنی کانفرنس پھپھوند ضلع اٹاوہ

۸، ربیع الاول ۱۳۶۵ھ / ۱۱، فروری ۱۹۴۶ء

صدارت: حضرت ابو المحامد سید محمد محدث کچھوچھوی

دیگر مقررین: صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی،

مولانا محمد عبد الحامد بدایونی

انتخابات ۱۹۴۶ء کی نزاکت و اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آل انڈیا سنی کانفرنس بہ حیث الجماعت کے نصب العین اور طرز عمل کی وضاحت کرتے ہوئے قیام پاکستان کی ضرورت اور کانگریس کی مخالفت از روئے شریعت ثابت کرتے ہوئے مولانا سید مصباح الحسن نے جو کچھ فرمایا، اس کا ملخص یہ ہے:

(۱) بلاد ہند میں بے دینی و لامذہبیت کے خلاف علمائے اہل سنت کی مساعی جمیلہ کا تذکرہ۔

(۲) الحاد و ارتداد کے فتنوں کی داستان۔

(۳) دین کا لبادہ اوڑھ کر، "متحدہ قومیت" کا دیو مسلمانوں پر مسلط کرنے والوں کا کردار

ف تقاریر کے لیے صفحہ نمبر ۳۱۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) باہمی افتراق و انشقاق پیدا کرنے والوں کے متعلق سنی کانفرنس کا طرزِ عمل ——— خاموشی ——— تاآنکہ وہ کانفرنس کے مقاصد حسنہ سے متفق ہو جاتے ہیں۔

(۵) سنی کانفرنس کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ ——— علماء و مشائخ کا ارتباط، خانقاہی نظام کی اصلاح، مدارس و مساجد کی تنظیم، تبلیغ و اشاعت دین، مسلمانوں کی اقتصادی اور تجارتی ترقی کی تدابیر، احکام اسلامیہ کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے ——— موجودہ حالات میں ——— نظام عمل۔

(۶) سیاسیات ہند اور مسئلہ پاکستان کے سلسلہ میں سنی اکابر کی صف اول کی مجاہدانہ کوششیں اور انتخابات کے موقع پر ان کی نمایاں خدمات کا جائزہ۔

(۷) بنارس کانفرنس پر مکمل اعتماد اور اس کی نوعیت و اہمیت کے اعتبار سے ملکی سیاسیات میں اس کا مقام۔

تحریک پاکستان کے اس نازک دور میں یہ خطبہ عام مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں اہل سنت برقی پریس" میں چھپوا کر مراد آباد سے شائع[1] کیا گیا تھا، آئندہ صفحات پر اس اہم اور تاریخی خطبۂ صدارت[2] کے سرورق کا عکس بھی پیش خدمت ہے۔

---

[1] بعد ازاں اخبار دبدبۂ سکندری رامپور نے اپنے شمارہ ۱۵، جلد ۸۴ مطبوعہ ۱۲ اپریل ۱۹۴۶ء میں مذکورہ خطبہ من و عن نقل کیا تھا۔

[2] اصل نسخہ کا فوٹو سٹیٹ پروفیسر محمد ایوب قادری نے برائے اشاعت مرحمت فرمایا ہے اس کے لئے ہم ان کے شکرگزار ہیں۔ (مرتب)

۴۸۶

خطبۂ صدارت

جو

حضرت مولانا مولوی سید شاہ مصباح الحسن صاحب

مودودی مدظلہٗ صدر جماعت استقبالیہ سُنّی کانفرنس پھپوند

ضلع اٹاوہ

نے

۸ ربیع الاول شریف ۱۳۶۵ھ کے اجلاس سُنّی کانفرنس پھپوند

میں پڑھ کر سُنایا

(مولانا حکیم ظفر الدین احمد صاحب نے اپنے

اہل سُنّت برقی پریس شش محل بازار دیوان مُرادآباد میں

چھاپا)

خُطبہ استقبالیہ

سُنّی کانفرنس پھپھوند منعقدہ ۷، ۸ ربیع الاوّل شریف ۱۳۶۵ھ

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ و اولیاء امتہ و علمائے ملتہ اجمعین۔

حضرات علمائے کرام ومشائخین عظام !۔

میرے اور مسلمانان ضلع اٹاوہ کے لئے آپ حضرات کا پھپھوند جیسے خطہ میں تشریف لاکر اپنے افکار عالیات وحسیات مذہبی کی دعوت کی خاطر درازی سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود تشریف لانا باعث ہزاراں برکات ہے۔ میں صمیم قلب کے ساتھ آپ سب لوگوں کی خدمات میں ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں اور مجلس استقبالیہ کی طرف سے اُن فروگذاشتوں پر معافی خواہ ہوں جواقامت کے اوقات میں پیش آئی رہیں، آج آپ حضرات کی آمد ادرود مسعود کے مناظر میں ایک ایسے وجود باجود کی تشریف آوری کی جھلک پا رہا ہوں جنہوں نے حضرت اقدس مولانا تاج الفحول قدس سرہٗ سے انوار وتجلیات اور آستانۂ عالیہ قادریہ بدایوں کے فیض علمی سے مالا مال ہوکر بارگاہ حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادہ روحانی کو پاکر ضلع اٹاوہ کے خطہ میں تشریف لاکر الحاد، بے دینی ضلالت وغفلت، تاریکی وجہالت کو دور کرکے مشعل ہدایت روشن

فرمادی اور اس چھوٹے سے قصبہ کو علم و عرفان کا مخزن بنا دیا، اور آج آل انڈیا سُنی کانفرنس جس پیام و دعوت کے لئے سرگرم عمل ہے اُس کا اولین نقش قائم فرما کر ہزاروں گم کردہ راہانِ منزل کو راہِ ہدایت پر لگا دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کی آمد سے جو مسرت ہمیں ہے اُس سے کہیں زائد خوشی اپنی قبر منور میں جلوہ افروز ہونے والے شیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ سیّد عبد الصمد صاحب مودودی کو یقیناً ہوگی کیونکہ جس دور میں حضرت اقدس نے سرزمین پھپھوند کو نوازا، یہ وہ دَور تھا جبکہ بے دینی و لامذہبی ابتدائی زندگی کے ساتھ سامنے آرہی تھی، مگر آج کا حال اُس ماضی کے مقابلہ میں اپنے گندے ماحول کے ساتھ پوری ملت اسلامیہ کے لئے تباہ کُن ہے اُس وقت کفر و زندقہ اپنی محدود طاقتوں سے آراستہ ہوکر نورِ اسلام کو زائل کرنا چاہتا تھا لیکن اس وقت کی حالت یہ ہے کہ کفر۔ شرک الحاد اور ارتداد کے بادل سروں پر محیط ہیں۔ اس دَور میں نہ ایسے بُرقعہ پوش تھے جو اپنے مُنہ پر معاذ اللہ دین اسلام کی چادر ڈال کر دعوت اسلام کی بجائے شرک و کفر میں ادغام و متحدہ قومیت کا ولیہ مسلمانوں کے دماغوں پر مسلط کرتے، مانا کہ اس وقت بھی شر ذمہ قلیلہ کی طرح معدودہ چند عناصر و افراد بد اعتقادی و بیدینی کی تعمیر کا آغاز کرنا چاہتے تھے لیکن سوادِ اعظم اور جمہور اہل سُنّت کے عزائم نے ان فتنوں کا استیصال فرما دیا۔ آج کا دور اپنی ہلاکت آفرینیوں کے ساتھ جس ہمت شکن مرقعہ کو پیش کر رہا ہے اُس سے سطحی افراد مضطرب الحال نظر آتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قوموں کی بقائے حیات کے لئے تاریخ نے ہر زمانہ میں ایسے حوادث پیش کئے ہیں اور ایسے مواقع پر حضرات علمائے حقانیین نے کمر بستہ ہو کر باطل کا مقابلہ کیا ہے اور اعلائے کلمۃ الحق فرمایا۔ پس موجودہ دور فتن بھی ہمیں ماضی کے آئینہ میں سبق دے رہا ہے کہ ہمارے اعضاء و اجزاء اہلسنّت ایک مرکز پر مجتمع ہو کر بارگاہِ رسالت اطہر سے استعانت حاصل فرما کر میدانِ عمل میں نکل آئیں اور ملت اسلامیہ کو وہی پیام دیں جو اُن کے اسلاف نے دنیا کو پہنچایا۔ علمائے

کرام و مشائخین عظام نے جس طرح ہر سختی و صعوبت کا مقابلہ کر کے اپنے فریضہ ہدایت کو پورا کیا، اُن کے خلاف بھی اُن ہی مضبوط ارادوں سے انجمنیں اور طبقہ اہل سُنّت کو گرداب بلا سے نکال بچانے کی کامیاب سعی شروع فرمادیں۔

مقام مسرت ہے کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے عالی قدر ناظم حضرت صدر الافاضل مولانا حافظ محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی مدظلہ اور کانفرنس کے دوسرے اکابر و کارکنان نے تین سال سے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد سنی کانفرنس کی تشکیل کا مبارک کام آغاز فرمادیا۔ اور آج الحمدللہ اس ادارہ کی ہر صوبہ کے اندر شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور سنی کانفرنس کی اہمیت و ضرورت کا احساس طبقہ اہل سنت میں پیدا ہوتا جارہا ہے۔

لیکن اس خصوص میں بعض وہ عناصر جو طبقہ اہل سنت کو ایک شیرازہ میں منسلک ہوتے دیکھنا پسند نہیں کرتے اور یہ چاہتے ہیں کہ باہمی افتراق و انشقاق قائم رہے اور ہماری جماعت کا اپنا کوئی متحدہ نظام نہ ہو وہ مختلف النوع حیثیتوں سے لب کشائی فرما رہے ہیں۔ میں سب سے پہلے تو اس طرز عمل کے اختیار کرنے والوں کے طریقۂ تنقید کو دیکھتے ہوئے اپنے اکابر سے صرف اسی قدر گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے مقاصد حقہ کی تبلیغ لومۃ لائم کا خیال کئے بغیر جاری رکھیں انشاءاللہ مستقبل قریب میں جو ہم سے بعید ہیں قریب آجائیں گے، کچھ وہ لوگ ہیں جو سیاسی میلانات و رجحانات اور قومی تحریکات میں منہمک رہ کر سنی کانفرنس کو اپنے دماغوں میں ایک ایسی جماعت سمجھے ہوئے ہیں جو ہلاکت و افتراق کا باعث ہوگی۔ مجھے حیرت ہے کہ ایسا تخیل کیوں پیدا ہوا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے اغراض و مقاصد کا مطالعہ نہیں فرمایا ہے، سنی کانفرنس کے اہم ترین مقاصد کا ملخص یہ ہے کہ (۱) طبقہ اہل سنت و علماء و مشائخین کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دینا (۲) خانقاہی نظام طریقت کو حضرات

صوفیائے متقدمین میں حضرت سلطان الہندالمشائخین خواجۂ خواجگان سیدنا معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اجمیری کے طریقۂ تبلیغ پر منظم کر دینا (۳) مکاتب و مدارس و مساجد کی تنظیم کرنا (۴) مدارس کے لئے ایک مشترکہ نصاب تیار کرکے عمل کرانا (۵) جاہل مسلمانوں میں تبلیغ و اشاعت دین کرنا (۶) مسلمانوں کو ارتداد و بے دینی سے بچانا (۷) مسلمانوں کی اقتصادی و تجارتی حالت کو درست کرنے کی تدابیر اختیار کرنا (۸) مسلمانوں کو احکام اسلام کی روشنی میں اُن کی حیات قومیہ کے لئے راہِ عمل پیش کرنا۔ مذکورہ بالا مقاصد پر نگاہ رکھنے والا اندازہ کر سکتا ہے کہ ایسے مقدس اغراض و مقاصد پیش کرنے والی سُنّی کانفرنس کی تشکیل و ترقی کہاں تک خدانخواستہ نقصان رساں ہو سکتی ہے۔ آج ہندوستان میں جس قدر اور جتنے ناموں سے جماعتیں قائم ہوتی رہی ہیں اُن کے وجود و آغاز پر اگر کوئی اعتراض نہیں ہے تو آخر اہل سُنّت کی تنظیم کرنے والی جماعت پر نزلہ کیوں گر رہا ہے۔

میں معترضین و نکتہ چیں حضرات کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ سُنّی کانفرنس کا کارواں اب بڑھ چکا ہے، جو قدم خدائے برتر کی نصرت سے متحرک ہو گئے ہیں اب اُن میں جمود نہیں آسکتا۔ ذمہ داران سُنّی کانفرنس کی ہمتیں، اعتراضات و تنقیدات سے پست نہ ہوں گی وہ اپنے اغراض و مقاصد کے حصول و کامیابی کی دُھن میں لگے رہیں گے۔

سیاسیات حاضرہ

عصر حاضرہ میں مسلمانانِ ہند کی سیاسیات نے ۱۹۴۲ء سے جو نئی کروٹ بدلی ہے اور مسئلہ پاکستان یعنی قیام حکومت اسلامیہ کا جو جذبہ عوام و خواص میں پیدا ہو رہا ہے اُسے ہمارے طبقہ علمائے اہل سُنّت نے یہی نہیں کہ دور بیٹھ کر صرف مطالعہ ہی

کیا بلکہ ہمارے جماعت کے محترم علماء مجاہدانہ حیثیت سے از اول تا آخر اس جذبہ کے محرک و موئید بنے ہوئے ہیں اور کانگریس جیسی ہندو جماعت کے مقابلہ پر دس سال کے طویل زمانہ سے بے پناہ خدمات انجام دے کر کانگریس کی ہر تحریک کو مردہ کر چکے ہیں، اپنی جماعت کے افراد کی خودستائی مقصود نہیں بلکہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ صرف ہمارے طبقہ کے علماء و مشائخین ہیں جن کی مسلسل خدمت دستی سے مسلم لیگ اپنے مقاصد میں کامیاب نظر آرہی ہے وہ کونسا وقت ہے جس پر ہمارے افراد نے انتہائی قربانیاں نہیں فرمائیں۔ مرکزی اسمبلی کے حلقۂ انتخاب میں وہ کونسا رقبہ تھا جہاں ہمارے افراد نے کارہائے نمایاں انجام نہیں دیئے اور صوبہ جاتی انتخابی مہم میں بھی الحمدللہ صف اول میں موجود ہیں۔ اور کانگریس کو حلقہ جات انتخابات میں شکست دینے کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس سے تعلق رکھنے والا ہر بزرگ اپنی نہایت بیش قیمت خدمات انجام دے رہا ہے۔ پس ان حالات و خدمات سے ظاہر و عیاں ہے کہ سنی کانفرنس پاکستان اور مسئلہ انتخاب میں الحمدللہ اپنا کام کر رہی ہے۔ اور اس کی اعانت قدرشناس نگاہوں میں وزنی ہے۔

الحمدللہ کہ سنی کانفرنس کے سامنے اسلامی حکومت کے تصورات رہی نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے پاس ایک مکمل دستورالعمل رکھتی ہے جو مستقبل قریب میں مسلمانوں کے سامنے پیش کرے گی، وہ دستورالعمل ایک ایسا دستور ہوگا جو آیات بنیات و احادیث نبویہ اور احکام فقیہہ کی روشنی میں مغربی تہذیب اور عددی رائوں کی کثرت و قلت کی شمار و گنتی سے بے نیاز ہوگا اور جس پر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے فرد کا عمل کرنا ناگزیر ہوگا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس بنارس انشاءاللہ سنی دنیا میں ایک ایسا تاریخی اجتماع ہوگا جو اپنی نوعیت اور مسائل کی اہمیت کے لحاظ سے بے مثال و یادگار

ہوگا۔ جس میں ہندوستان کے ہر گوشہ کے حضرات علماء و مشائخین شرکت فرمائیں گے۔ میری دلی دعا ہے کہ مولا تعالیٰ اس کانفرنس کو اپنے تمام مقاصد میں کامیاب و کامران فرمائے اور طبقۂ اہل سنت کی تنظیم و اتحاد کے رشتہ کو یہ کانفرنس مضبوط کر دے۔

میں آخر میں مجلس استقبالیہ کی طرف سے ایک بار پھر تمام اکابر علماء و مشائخین کے ورود مسعود پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔

خطبۂ صدارت

رئیس المتکلمین ابوالمحامد سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی قدس سرہ

آل انڈیا سُنّی کانفرنس بنارس

۲۷ ـــ ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ / ۳۰ ـــ ۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء

قیام پاکستان کی منزل کو قریب تر کرنے، سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے جماعتی موقف کی وضاحت وتائید اور سُنیت کی تنظیم کی شوکت کے اظہار کے لئے پانچ سو مشائخ عظام، سات ہزار علمائے کرام اور دو لاکھ سے زائد سنیوں کے اجتماع میں پڑھے گئے اس معرکتہ الآرا خطبہ میں حضرت محدث کچھوچھوی قدس سرہ نے اپنے فصیح وبلیغ انداز میں جو کچھ ارشاد فرمایا، اس کی چند جھلکیاں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) گردش لیل ونہار کے ہاتھوں مسلمانوں پر نئے مظالم اور حالات دائرہ پر طائرانہ نظر

(۲) سنی کانفرنس کے انعقاد کے لئے بنارس کا انتخاب؟ ـــ برصغیر کے وسط، بنارس اور اس کے نواحی علاقہ میں اسلامی معابد، مقابر اور شعائر کی کثرت، گویا حواشی بنارس ـــ اولیا نگر ہے۔ یہیں اسلامی سیاست واقتدار، ادب وتمدن اور علم وعرفان کے امتیازی نشانات ہیں۔

(۳) عالم اسلام کی مظلومیت ـــ حجاز مقدس میں نجدی فتنے، فلسطینیوں پر بے رحم یہودیوں کے مظالم، انڈونیشیا پر جنگ کا تسلط۔

(۴) ہندوستانی فتنے ـــ سنیوں کو ختم کرنے کے مختلف حیلے بہانے، سُنی بورڈ

کا قیام، امکان کذب اور امکان نظیر کے جال، ختم نبوت کی خانہ ساز تشریح، مدح صحابہ کے بہروپ میں قدح صحابہ

(۵) تبلیغ اور اسلام کا تعلق ـــــ مسلمانوں کا ہر فرد مبلغ ہے، بادشاہ، رعایا، سوداگر مزدور ـــــ سب مبلغ ہیں۔

(۶) اسلامی زندگی کا وسیع مفہوم ـــــ محنت و مشقت، بچوں کی پرورش، صنعت و حرفت، تجارت، خلق کی خدمت، رزم، بزم ـــــ سب عبادت ہیں۔

(۷) قانون سازی صرف اللہ اور رسول کے اختیار میں ہے، لہٰذا غیر اسلامی قانون مثلاً" خلع بل اور شاردا ایکٹ سب لعنت ہیں۔

(۸) تعلیم کی ضرورت، مدارس دینیہ کی تنظیم کے ساتھ انگریزی خواں حضرات کیلئے دینی تعلیم کا انتظام، سیاسیات، اقتصادیات، تاریخ وغیرہ علوم کی تدریس کا انتظام ـــــ اس مقصد کے لئے ہر سنی خانقاہ نشر علوم کا ادارہ ہو ہر محفل میلاد اور عرس مقدسہ بزم تبلیغ ہو۔

(۹) دور حاضر کی ضروریات ـــــ سُنی پریس، سُنی وقف کی حفاظت، نوجوانوں کے لئے ورزش کا اہتمام

(۱۰) مسلمانوں کی ترقی کے لئے ان کی موجودہ حالت کے گوشوارے مرکز میں موجود ہونے ضروری ہیں جس میں ان کی تعلیمی حالت، مالی حالت، قرضہ کی صورت میں اس کی مالیت اور اس کی ادائیگی کے امکانات، ہر علاقہ میں مدارس و مساجد کی تعداد اور ان کے گوشواروں ـــــ وغیرہ کا اندراج ہو۔

(۱۱) پاکستان کا مفہوم اور اس کی شرعی ضرورت ـــــ قیام پاکستان پر اعتراضات کے جوابات، پاکستان کی اچھوتے انداز میں تاریخ۔

(۱۲) مسلم لیگ اور آل انڈیا سُنی کانفرنس کے پروگراموں میں فرق ـــــ مسلم لیگ

مسلمانانِ ہند کے لئے علیحدہ وطن کی طالب ہے ـــــ لیکن سُنی کانفرنس کا نصب العین اور طرزِ عمل اسلامی سلطنت ـــــ پاکستان ـــــ کے قیام کے ساتھ ساتھ مجوزہ مملکت میں خلافتِ راشدہ کی طرز کی حکومت قائم کرنا۔ گویا اس کے مقاصد وسیع تر اور دائمی نوعیت کے ہیں۔

(۱۳) آل انڈیا سُنی کانفرنس ـــــ مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی بے دریغ تائید کرے گی اور مسلم لیگ مذہبی امور میں سُنی کانفرنس کی راہنمائی قبول کرے گی۔

(۱۴) آل انڈیا سُنی کانفرنس بنارس میں شریک مہمان علماء اور مشائخ کا نرالے انداز میں شکریہ ـــــ نہ یہ مہمان اور نہ ہم میزبان ـــــ بلکہ یہ مسیحا ہم ہیں اور ہم مریضانِ جاں بلب ـــــ اسلامی طرزِ فکر کے مطابق اپنی بے بسی اور مجبوریوں اور علماء و مشائخ کی شفقت اور کرم نوازیوں کا ذکر۔

یہ تاریخی خطبہ[سلہ] (خطبۂ صدارت جمہوریت اسلامیہ) جس کا ایک ایک حرف حضرت محدث کچھوچھوی کی بالغ نظری اور مقصد سے عشق کا ترجمان ہے، ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں مولانا ظفر الدین احمد نے اہلِ سنت برقی پریس، مرادآباد سے چھپوا کر شائع کیا تھا۔ آئندہ صفحات پر مذکورہ تاریخی خطبے کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔

سلہ دبدبۂ سکندری نے اپنے پانچ مختلف شماروں (۱۳، ۲۰ مئی، ۲۷ مئی، ۳ جولائی، ۱۷ جولائی، ۲۴ جولائی اور یکم اگست ۱۹۴۶ء) میں اس تاریخی خطبہ کو من و عن نقل کیا تھا۔
مرتب

بمنہ تعالیٰ وکرمہ

مجموعہ حقائق افروز باطل سوز خورشید ہدایت صحیفہ بلاغت

مختصر رپورٹ

خطبۂ صدارت

جمہوریہ اسلامیہ

جو

حضرت حامی سنت ناصر شریعت سحبانِ ہند راس المحدثین رئیس المتکلمین
مولانا الحاج السید الشاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی
صدر جماعت استقبالیہ جمہوریت اسلامیہ دامت برکاتہم نے

آل انڈیا سنی کانفرنس

کے بےنظیر عدیم المثال تاریخی اجلاس منعقدہ ۲۴ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء دو ہزار مشائخ وعلماء اور ساٹھ ہزار سے زائد عام حاضرین کے عظیم الشان مجمع میں پڑھ کر سنایا اور مجمع لفظ لفظ اور فقرے فقرے پر جھوم جھوم گیا تحسین ومرحبا ونعرہائے تکبیر سے فضائے آسمانی گونج اٹھی اور بہت سے جملوں کے بار بار اعادہ اور تکرار کی استدعائیں کی گئیں، اکابر علماء نے اس خطبہ کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا شاہکار قرار دیا

باہتمام جناب مولانا مولوی محمد ظفر الدین احمد صاحب اہل سنت برقی پریس مرادآباد [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي العز والمجد رب العلمين الرحمن على عباده الرحيم على كافة المؤمنين
خالق السموت والارضين مالك يوم الدين اللهم نحن نؤمن بك اياك نعبد
واياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم طريق اهل السنة والجماعة والحق و
اليقين صراط الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين والشهداء و
الصالحين غير المغضوب عليهم من اليهود والمشركين ولا الضالين من
النصارى واهل الضلال والمرتدين امين امين يا غياث المستغيثين
ويا اكرم الاكرمين والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على من ارسل
الى كافة الخلق بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا اتانا
بالشرع المبين والقران الحكيم المتين وبالبينات والهدى فاظهر الغيوب ونور
الافئدة والقلوب تنويرا الا انه صلى الله تعالى عليه وآله وصحبه وسلم
حبل الله وعروته الوثقى ونعمته الكبرى جعله الله تعالى للخلائق اجمعين
ظهيرا من اعتصم به فقد نجى ومن خالف فقد غوى فلم يجد احدا وليا
ولا نصيرا وعلى آله واصحابه واتباعه واولياء ملته وعلماء امته وشهداء
محبته صلاة وسلاما ابديا دهريا كثيرا كثيرا . اما بعد

مشائخ کرام علمائے اعلام اعیان اسلام و برادران اہل سنت وجماعت میں آپ کا
ایک لمحہ بھی اس دور ناکارہ بحث میں ضائع نہ کرونگا کہ مجلس استقبالیہ کی صدارت کی خدمت

کے لیے میرا انتخاب قابلِ شکوہ ہے یا لائقِ تشکر ہے اس کو اراکینِ مجلس ہی جانیں میں تو آج اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ یہ مقدس اجتماع میرے لیے بالکل ایسا ہے کہ ایک بیمار کو بے شمار معالجین مل گئے ہیں ایک فریادی کو ہزاروں اصحابِ عدل و داد میسر آگئے ہیں مجھے یاد ہے کہ ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کی تاریخیں تھیں مرادآباد میں جامعہ نعیمیہ کا عظیم الشان میدان تھا، اور ملک و ملت کے حقیقی رہنماؤں کا جمگھٹا تھا اور بحیثیت صدرِ مجلس استقبالیہ حضرت بابرکت شیخ الانام حجۃ الاسلام مولٰنا شاہ حامد رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کا تاریخی خطبۂ استقبالیہ پڑھا جا رہا تھا جس کا لفظ لفظ آج بھی وہی معنویت اور نورِ ہدایت رکھتا ہے جو اس وقت اس میں تھا اور جس کی کھلی کھلی پیشینگوئیوں کو ہماری بدقسمت آنکھوں نے دیکھا اور عالمِ ربانی و عارف باللہ کے نورِ فراست کو آخر دنیا کو مان لینا پڑا جس کو یاد کر کے آج دل کی گہرائیوں سے بیساختہ آہ نکلتی ہے کہ کاش ہم درمیانی مدت کو ضائع نہ کرتے اور کاش دشمنانِ نظامِ اسلام کو ہم اسی دن پہچان گئے ہوتے تو آج ہم کتنے بلند مقام پر ہوتے اور درندگانِ زمانہ نے اسلام کی بھولی بھالی بھیڑوں کو جو شکار کر لیا ہے ہم اس عظیم مصیبت سے محفوظ رہتے (آیئے ہم اور آپ سورۂ فاتحہ و اخلاص کا تحفہ روحِ حضرت حجۃ الاسلام کو ہدیہ کریں اور اُن تمام اعیانِ اسلام کو ہدیہ کریں جن کو ہم اس عرصہ میں گم کر چکے ہیں۔

حضرات! زمانہ اب اس منزل سے دور نکل چکا ہے کہ اظہارِ مدعا سے پہلے کوئی تمہید عرض کی جائے اور منتشر تصورات کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لیے خطابت کے جوہر دکھائے جائیں اب تو یہی ہمارے لیل و نہار کی گردش اور یہی رات دن کا چکر اور روزانہ نئے مظالم اور فتنوں پر نکلنے والا آفتاب اور نت نئی تاریکیوں اور ظلمتوں کا گواہ ماہتاب مسلمانوں کی بے نظمی، اور سنیوں کی بے کسی اور اعدا کی تیاریاں، دشمنوں کی چالاکیاں، تعدادی غرور والوں

۴

[illegible]

کی نبرد آزمائیاں، سرمایہ داروں کی ستم آرائیاں اور سب سے بڑھ کر ضمیر فروشوں کی غداریاں اور مسلم نماؤں کی اسلام دشمنیاں جن کو ہم آج ہر ہر منٹ دیکھ رہے ہیں یہی ہمارے اظہار مدعا کی تمہید ہیں اور اب اسلامی فریضہ اجازت نہیں دیتا کہ ایک منٹ کی تاخیر اس لیے گوارا کی جائے کہ الفاظ کی الجھنوں اور عبارت آرائی کے گورکھ دھندے میں پھنسا جائے۔

اے ہمارے مشائخ کرام اور اے ہمارے علمائے اعلام نائبانِ خیر الانام! ہم نے آپ کو زحمت دی اور آپ نے آج کل کے سفر کی دشواریوں کو برداشت فرمایا اپنا قیمتی وقت عطا فرما کر ہمیں نوازا، آپ کی زیارت نے ہماری دلنوازی کی آپ کے دیدار نے ہمیں زندگی کی آس بخشی، آپ کی کرم نوازیوں پر ہم نے اپنے رب کو سجدے کیے کہ اس نے ہم دردمندوں پر رحم فرمایا اور ہمارے سچے رہنماؤں اور دینی قائدوں کا سایۂ کرم ہمارے سروں پر لا کر چھا دیا اب ہم اس عہد کے ساتھ کہ ہم اپنے آپ کو اپنی جان کو اپنی اولاد کو اپنے مال کو اپنی عزت کو آپ کے سپرد کر کے فریاد کرتے ہیں کہ آپ کے معبودِ برحق کے پجاریوں وہ معبود جس کو ہر سانس میں آپ نے یاد رکھا اور جس سے ایک آن کی غفلت آپ نے گوارا نہ کی آپ کے رسولِ پاک کے نام لیواؤں وہ رسولِ پاک جس کے ناموس و وقار کا پرچم ہاتھوں میں اور جس کے شہود و نمود کے جلوے آنکھوں میں اور جس کے دبدبے اور شوکت کے سکے دلوں میں آپ نے جمائے اس کے گلشن میں کھلنے والے پھولوں کو اعدائے خار بنا لیا ہے رسولِ پاک کی بھولی بھیڑوں کی تاک میں لگ گئے ہیں، دولت پرڈاکے اقتدار پر حملہ، ہماری ایمان و اعتقاد پر دھاوا، عزت پر حملے، اُن کی تنظیم میں انتشار و تفریق کی سازشیں ایک مسلم قوم پر ساری دنیا ظلم و تعدی کے لیے اُتر آئی ہے اور ہمارے پاس اب اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہا کہ جلد سے جلد اپنے چارہ سازوں کی طرف دوڑیں اور اُن دامنوں میں پناہ لیں

۵

جن کو ہمارے مقدس اسلام نے ہمارے لیے پناہ گاہ بنایا ہے۔ ہمارے دعوت نامے بالکل صحیح طور پر آہِ مظلوماں کی شرح تھے ورنہ ہندوستان نے بلکہ ساری زمین نے کب دیکھا تھا کہ دعوت دی گئی اور اس شرط سے کہ ہم آپ کو سوکھی روٹی بھی نہ دے سکینگے۔ قیامگاہ درختوں کے سایہ کے سوا ہمارے پاس نہیں ہے۔ جس دن محکمہ راشن نے ہم کو راشن دینے سے انکار کر دیا اور ہم کو اعلان کر دینا پڑا کہ ہم ایک نوالہ بھی کھلا نہیں سکتے۔ آپ اپنا کھانا ساتھ لائیے تو ہماری حالت عجیب تھی۔ آپ کی عظمت کا دربار ہمارے سامنے تھا جہاں ہم مجرم کی طرح شرمندہ سر نیچا کیے کھڑے تھے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ہم آپ کو کیا منہ دکھائیں۔

بنارس کا ایک ایک سنی ایسا ہو گیا کہ گویا جسم میں جان نہیں ہے ہر ایک اپنا کھانا پینا بھول گیا اور ہم اپنی زندگی پر خود بخود شرمندہ تھے کہ اچانک دلوں سے ہوک پر ہوک اٹھی اور بیساختہ آہ کی طرح سر اٹھا زبان پر یا اللہ اور یا رسول اللہ آ گیا، آسمانی رحمتوں کو حسرت بھری نگاہیں تکنے لگیں، عالمِ تصور کعبہ لے گیا طیبہ لے گیا، بغداد پہنچے، اجمیر گئے، سامنے آزمائش و ابتلا کی زمین آ گئی اور کرب و بلا کا خطہ آنکھوں میں سما گیا اور جیسے کسی نے کہہ دیا کہ یہ تو میدان کربلا میں تیرہ سو برس سے زیادہ پہلے ہو گیا کہ دانہ پانی بند کر کے دنیا نے اہل حق کو اعلانِ حق سے روکنے میں کامیابی حاصل نہ کی۔ حسین کی قربانیوں نے دل تھام لیا۔ کربلا کے بے آب و دانہ شہیدوں نے ثباتِ قلب عطا فرمایا اور ہماری عقیدت کی دنیا کا ذرہ ذرہ کہنے لگا کہ حق پرست اور مقدس صابرین ہماری بیکسی و ناداری پر رحم فرمائینگے اور ہماری آہ سے ضرور تڑپینگے اور ہماری رہنمائی کے لیے ہمارے رہنما بلا شرط آ جائینگے۔ ہمارا یہ احساس جان بخش ہوا۔ یقیناً یہ غیبی آواز تھی، چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں اور اے دنیا بھر کے دیکھنے والو دیکھ لو کہ آج ہمارے رہنما ہماری فریاد پر ہندوستان کے گوشے گوشے سے آ گئے اور بلا شرط آ گئے اور بیشمار آ گئے۔ ہمارے اجلاس کے

۶

بنارس کے انتخاب کی وجہ

پیشِ نظیر اجلاس ہونے کی وجہوں میں سے سب سے زیادہ عظیم جو ہے یہی ہے جس کو آج تک ہندوستان نے کبھی نہیں دیکھا اور آئندہ ہمیشہ حیرت کرتا رہیگا۔

لے جانے بزرگو! ممکن ہے کہ آپ کو حیرت ہو کیونکہ ہم سے ملک میں جا بجا کہا گیا کہ ہم نے فریاد کے لیے بنارس کا انتخاب کیوں کیا؟ اور ہم نے ملک کے طوفانی دورے میں سب کو یہی جواب دیا کہ ہندوستان کا نقشہ دیکھیے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ بنارس ہندستان کا مرکز واقع ہوا ہے۔ ہر طرف سے آنے والوں کے لیے برابر کا فاصلہ پڑتا ہے۔

لیکن اب آپ بنارس آ چکے اور پچھم سے آنے والوں نے دیکھا کہ بنارس سے متصل وہ شہر جونپور جو سلاطین شرقیہ کا دار السلطنت رہا ہے۔ اسٹیشنوں کے اسلامی نام اکبر پور، شاہ گنج، ظفر آباد، جلال گنج، خالص پور، جنپور راستہ میں پڑے ہونگے۔ پورب سے آنے والوں نے بنارس کو پہلا مغلسرائے پایا ہوگا شمال سے آتے ہوئے تاج پور، یوسف پور، غازی پور، سید پور ملے ہونگے دکھن میں الہ آباد، مرزا پور سے گذرے ہونگے، بنارس کے حاشیہ پر مسلمانوں کی قائم کردہ آبادیاں بتاتی ہیں کہ بنارس مسلمانان ہند کی نگاہوں میں ہمیشہ مرکز توجہ رہا ہے اور اس شہر پر کنٹرول رکھنا ہمارے موروثی کی وراثت ہے۔ بنارس کے گھاٹ کی زینت وہ مسجد ہے جو حضرت عالمگیر کی بلند نظری کی گواہ ہے اور وہ جامع مسجد ہے جس کی اینٹ اینٹ تاریخ کا عظیم الشان دفتر ہے۔ دہلی کی طرح یہی شہر ہے جہاں اب تک شاہانِ مغلیہ کی نسل آباد ہے ہماری مجلس استقبالیہ کے نائب صدر مرزا جہانگیر بخت لال قلعہ دہلی کے حقدار وارث اسی بنارس میں رہتے ہیں۔ بنارس کا ایک محلہ بھی ایسا نہیں جس میں گنج شہیداں نہ ہو شہر سے جس طرف نکل جائیے کوئی نہ کوئی مسلم الثبوت عارف باللہ آسودۂ زمین ہے اور سارا حاشیہ اولیا نگر ہے اور آپ جانتے ہیں کہ حاشیہ متن کی اہمیت کو بڑھاتا ہے اور اس کی گتھیوں کو سلجھاتا ہے یہی آثارِ صنادید ہیں جو اس شہر

کی دینی سیاسی اہمیت کی معتبر اور مفصل تاریخ ہیں اور اسی روشن ماضی کے آثار سے یہ بھی ہے کہ یہ شہر برطانوی اعلان و اصطلاح میں تقریباً ایک لاکھ مدعیانِ اسلام پر مشتمل ہے جو عموماً تجارتی و صنعتی دنیا کے ماہر ہیں اور جن میں اہل سنت و جماعت کی تعدادی برتری بحمدہ تعالیٰ نوے فیصدی ہے ایک ایک محلہ میں مشائخ کرام کی دو دو چار چار خانقاہیں ہیں سلاسل اربعہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ کا فیض علم ہر طرف جاری ہے اسی شہر میں وہ خانقاہ اشرفی ہے جو علماء و مشائخ کی خدمت کرنے میں زبان زد ہے اور ہماری مجلس استقبالیہ کے ناظم رسل و رسائل اور ہمارے پیر طریقت شیخ عبد اللہ صاحب کنز خیر ڈپٹی اسٹیشن بنارس کینٹ کے بالائی حصے جس کی کل ذمہ داری ہے اس شہر میں عربی علوم کے لیے دو مشہور مدرسے ہیں ابتدائی دینی تعلیم کے ایک سو سے زیادہ مکاتب ہیں۔ مدرسہ حمیدیہ رضویہ مدرسہ فاروقیہ انجمن اشاعۃ الحق اہل سنت و جماعت کے مستقل ادارے ہیں جن میں سے پہلا مدرسہ ہمارے محترم خازن اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے اصل داعی حاجی جلال الدین صاحب اور ہماری مجلس استقبالیہ کے رکن اعظم جناب عبد العلیم صاحب صدر مدرس کی حوصلہ مندیوں اور دوسرا مدرسہ ہمارے سنی کانفرنس بنارس مدنپورہ وارڈ کے ناظم حاجی عبد الغفور صاحب کی جانکاہیوں کا نمونہ حسنہ ہیں۔ سر آمد شعرا علی حزیں اسی بنارس میں آ کے چھپے تو جانے کا نام نہ لیا اور جانے کس جی جانے پر اصرار کیا تو چیخ پڑے کہ "از بنارس نروم" پچھلے عہد میں ابھی کتنے دن کی بات ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبد المجید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنارس آئے تو اپنے وطن پنجاب کو واپس نہ ہوئے اور بنارس کو وطن بنا لیا حضرت کی شہر میں بیشمار یادگاریں ہیں جن میں قابل تذکرہ وہ خانقاہ حمیدیہ بھی ہے جو تاج بابا محل کے اندر واقع ہے اسی خاندان تاج کے چشم و چراغ ہماری مجلس استقبالیہ کے رکن اعظم حافظ محمد اسحاق صاحب ہیں۔ غرض بنارس کے ذرہ ذرہ میں اگر حکومت کی مغرورانہ پرانی تاریخ ہے تو اسلام کی تہذیب کا دفتر بھی ہے اور ایسا تاریخی شہر ہے جس نے علم و عرفان سیاست و اقتدار ادب تمدن ہر چیز میں قوم مسلم کو فیضیاب کیا ہے جس میں ہمیشہ امتیازی درجہ رکھا ہے میرا وطن کچھوچھہ شریف بنارس کا مستقل دار الشفاء ہے آسیب زدہ مجانین سا جیری نہیں بلکہ سرحی ور دوا اور اثر تین دن سے زیادہ رہ گیا اور بنارسی کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد پہنچ گیا

۳ دینی جلسہ کا اندازہ اس سے کیجیے کہ اس شہر کا مشہور [illegible] مجلس استقبالیہ کے ناظم اعلیٰ جناب اشرف الدین صاحب، اور نائب ناظم جناب نصیر الدین صاحب جو آل انڈیا سنی کانفرنس کی [illegible] وہ شہر کے دینی لیڈر بھی ہیں۔

[illegible]

اس کثرت آمد و رفت اور یہاں سلسلہ عالیہ اشرفیہ کی وسعت کا نتیجہ ہو کہ میرے بنارسی بھائیوں نے مجھ کو بنارسی ہی قرار دیا اور میں بحیثیت ایک بنارسی کے اپنی جماعت استقبالیہ بنارس کی ترجمانی کر رہا ہوں میں اس موقع پر اپنے بنارسی بھائیوں کے ہم وطن قرار دینے پر فخر کرتا ہوں لیکن اس منصب کے قبول کرنے پر شرط لگا دی ہے کہ میری کسی لغزش کی چشم پوشی اور میری کسی خطا پر پردہ داری کی گئی تو میں میدان حشر میں دعویدار ہونگا میرے بھائیوں نے مجھ کو یقین دلا دیا ہے کہ میرے قدم قدم میرے لفظ لفظ اور ہر سکون و حرکت پر ان کا مکمل کنٹرول رہیگا وللہ الحمد۔

میں خیال کرتا ہوں کہ ہندستان کے اس تاریخی شہر کی اہمیت اسلامی سلاطین نے اولیاء کاملین نے علماء ربانیین نے جو محسوس کی تھی اس پر مہر تصدیق ثبت فرمانے کے لیے آپ حضرات کو یہاں مجتمع کرنا اب ایسی بات نہیں رہی جس پر ذرا بھی تعجب کیا جائے ہم نے ہمارے بزرگو اور مقدس رہنماؤ ہم نے آپ لوگوں کو اس گرمی کے زمانے میں اور سفر کے ناقابل برداشت دور میں ایک بارگی ایک ساتھ ایک میدان میں رونق افروز ہونے کی زحمت کیوں دی، حالانکہ آپ ہمیشہ اپنی اپنی جگہ پر رہنمائی فرماتے رہے اور ہم آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر ایک سے اپنا مداوا حاصل کر سکتے تھے، نہ آپ نے رہنمائی میں کبھی بخل فرمایا نہ آپ کے قدم تک پہنچنے میں ہمارے لیے کوئی رکاوٹ ہوئی بایں ہمہ ملک بھر کے اعاظم کو زحمت دینے کی بیباختگی ہم سے اس وجہ سے ہوئی کہ واقعات نے ہمارے حواس گم کر دیے اور اہل زمانہ کے غیر معمولی مظالم میں اتنی شدت اتنی کثرت بڑھ گئی کہ ہم اپنے ہوش کو درست نہ رکھ سکے۔ حجاز مقدس جو ہم سنیوں کے ایمانیات کا گہوارہ ہے اور جس کے ذرہ ذرہ سے سنیوں کے دینی روایات وابستہ ہیں۔ اس پر نجدی فتن و زلازل کو مسلط کر دیا

[illegible]

گیا ہے وہ ارضِ مقدس اب تک اُن فتنوں کا آماجگاہ ہے فلسطین کے سُنی بھائیوں پر بے رحم یہودیت ستم آرائیوں کی مشق کرنے کے لیے مسلط کی جارہی ہے بہامہ جاوا انڈونیشیا کے سُنی بھائیوں پر توپ اور بم کی بارش ہو رہی ہے اور ان بے گناہوں کی خطا صرف اتنی ہے کہ وہ سُنی ہیں اور اپنے مقدس دین کی آزادی کو کسی قیمت پر چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہمارے ملک میں صرف اہل سنت وجماعت کو پامال کرنے کے لیے اکثریت کا سانڈ چھوڑ دیا گیا ہے۔ اہلِ باطل کی ٹولیوں کو سنیوں پر بھونکنے کے لیے پالا جا رہا ہے اور قیامت یہ ہے کہ سنیوں کو ختم کرنے کیلئے جن درندوں کو پرورش کیا جاتا ہے ان کا نام بھی سنی رکھا گیا ہے۔ ابن عبد الوہاب کا پرستار اپنے کو سُنی کہتا ہے یزید و ابن سعد کا پجاری اپنے کو سنی کہتا ہے۔ سنیوں کو تباہ کرنے کی سازش کا نام سُنی بورڈ رکھا جاتا ہے۔ سنیوں کو اپنے ملک میں زندہ نہ رہنے دیں۔ سنیوں کو ان کے وطن سے نکالیں، سنیوں کے ایمانیات پر حملہ کریں۔ سنیوں کے عقائد پر ڈاکے ڈالیں۔ سنیوں کی سیاست میں روڑا اٹکائیں اور پھر بھی سُنی کے سُنی بنے رہیں۔ یہ وہ مصیبتِ عظمیٰ اور قیامت کبریٰ ہے جس نے سنیوں میں لوٹ مچا رکھی ہے۔ آج کا وہابی کل سُنی تھا، آج کا قادیانی کل سُنی تھا آج کا خارجی کل سُنی تھا۔ اس طرح سنیوں کے گھر میں آگ لگا دی گئی ہے، اور ایک ایک کا شکار کھیل کر سنیوں کے خلاف شکاریوں نے مستقل سازش کر رکھی ہے اور انہیں پالتو اور شکار کیے ہوئے افراد کے بل بوتے پر آگ مار کہ لیڈر سنیوں کو آنکھیں دکھاتے ہیں سول جنگ کی دھمکی دیتے ہیں۔ کس قدر ہوشربا واقعہ ہے کہ ہندوستان سُنی مسلمانوں کا ملک تھا سنیوں نے ہزاروں برس اس ملک پر حکمرانی کی اور تہذیب کی بنیاد رکھی لیکن اب اُن کا وجود نہ کسی کی نظر میں ہے نہ دنیا کی نگاہ میں ہم جہانگیر و عالمگیر کے وارث کچھ نہ رہے اور برطانوی پالیسی کی پیداوار تین تین نمبر کی ٹولیاں سب کچھ بن رہی ہیں امام الہند بننے کی ترکیبیں نکالی جاتی ہیں۔

امیر شریعت اپنے کو کہلایا جاتا ہے، ہمارا وہ مقدس و برگزیدہ نام جو ہمارے آقا حضور پُر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور ہمارا یہی مکمل پتہ بتایا تھا کہ ما انا علیہ و اصحابی یعنی اہل سنت وجماعت ۔ اُس کا مجرمانہ استعمال اپنے لیے وہ کر رہا ہے جو سنیوں کو ہلاک کر دینے پر حلف اُٹھا چکا ہے سنیوں کے پیسے سے مدرسہ چلایا جاتا ہے اور اُس میں ایسے دل و دماغ تیار کیے جارہے ہیں جو سنیوں کو ستائیں، جمہوریت اسلامیہ سے ٹکر لیں، اسلامی اتحاد میں انتشار پیدا کریں، اسلامی ہم آہنگی کو صدمہ پہنچائیں، ہمارے سلاطین وامراء وخواص و عوام کی بنائی ہوئی مسجدوں پر قبضہ ہمارے دشمنوں کا ہماری تعلیم گاہوں پر جھنڈا ہمارے مزاروں کا ہماری خانقاہوں میں رسائی۔ خانقاہ شکنوں کی ایک بات ہو تو عرض کی جائے۔

؎ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم !

غضب یہ ہے کہ یہ سارے مظالم فتنے اور تمام مہلک خطرے آپ کے سامنے ہیں آپ کے دیکھتے ہوئے سنیوں کا جینا دشوار ہو رہا ہے، آپ کی آنکھوں کے سامنے سنیوں پر گھیرا ڈال دیا گیا ہے اور آپ کی موجودگی میں آپ کے رسول کی اُمت دن دہاڑے لوٹی جاتی ہے۔ سنیوں کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر اُن کے سبوح و قدوس خدا جس کے سرادقات جاہ و جلال تک کسی عیب کی رسائی نہیں اُس کو بالامکان جھوٹا کہا جارہا ہے سنیوں کو ایذا دینے کے لیے تفضیلت علم میں شیطان کو رسول پر بڑھایا جارہا ہے رسولِ پاک کے علم کو پاگلوں چوپایوں کی طرح قرار دیا جاتا ہے۔ آج ختم زمانی نبوت کا انکار ہے تو کل کوئی مدعی نبوت نکل پڑا ہے بے دین مشرک پرست خود ہیں اور ہم دینداروں کو مشرک کہتے ہیں۔ دین فروشی ملت فروشی وہ کریں اور سنیوں کو ملت فروش بتائیں نام لیں مدح اہلبیت کا اور تبرا کہیں اصحاب پر۔ دعوت دیں مدح صحابہ کی اور کام کریں قدح اہل بیت کا ۔ یہ تو دین پر بیماری ہے۔ دنیا میں سنی بازار

سے نکالا جا رہا ہے اُس کو مقروض بنا کر دبایا جا رہا ہے۔ اُس کی وراثتِ حکومت کو غصب
کیا جا رہا ہے۔ آخر یہ سب کیوں ہے؟ کیا ہماری قوم میں کوئی ہمارا سردار نہیں ہے؟ یہ تو صریحاً
غلط ہے۔ بعونہٖ تعالیٰ ہمارے قدرتی اور خلقی سردار ہمارے علماء ہمارے مشائخ اس ملک کے دینی
آسمان کو سنبھالنے والے اتنے ہیں کہ آج تک اُن کے شمار کی آخری تعداد ہزاروں کے بعد بھی
معلوم نہ ہو سکی۔ تو پھر کیا وہ ہماری سُنتے نہیں یا ہمارے حال کو دیکھتے نہیں، یہ بھی غلط ہے۔
وہ نہ سنیں تو پھر سُننے والا کون ہے۔ وہ نہ دیکھیں تو پھر دیکھنے والا کہاں رہتا ہے تو کیا وہ غافل
ہیں، یہ بھی غلط ہے جس کی گہری نیند پر غفلت کا گزر نہ ہو سکے وہ بیداری میں کیسے غافل رہیگا
تو کیا وہ ہم سے بے پرواہ ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ ہمارے لیے گاؤں گاؤں پھرنا۔ وادی وادی
چوٹی چوٹی، شہر شہر قریہ بقریہ پھرتے رہنا، ہمارے ایمان کو سنوارنا، ہمارے عمل کو سجانا، ہماری
کھوئی ہوئی حکومت کو یاد دلانا ہماری تاریخ کو دہرانے کی سعی فرمانا اور ایسے دور میں جب
پیری مریدی پر چوٹ کرنا فیشن ہو۔ دین اور علم دین کا نام لینا قہقہے کی نذر ہو۔ مشائخ کو قوم
پر بار گراں کہا جا رہا ہو، علماء دین پر انگشت نمائی کا دستور بنا لیا گیا ہو پھر بھی دین کا ذرہ دار
اور سینیوں کا سردار طبقہ ہر طعن سے بے نیاز ہو کر وہی کر رہا ہے جو اُن کا منصب ہے۔ آج
آقا کی سلطنت مصطفویہ نے اُن کو جس کرسی پر بٹھا دیا بعونہٖ تعالیٰ پوری ذمہ داری کے ساتھ
وہ ڈیوٹی میں لگے ہوئے ہیں ان پر فرقہ وارانہ ذہنیت کی پھبتی کسی گئی، اُن کو پرانی لکیر کا فقیر
کہہ کر ہنسا گیا اور وہ کونسی اذیت ہے جو اُن کو نہ پہنچی مگر مرحبا اور ہزار مرحبا بیشمار مرحبا ہو
اُن کے عزم و ثبات کو ہمت و استقلال کو کہ یہ مبارک طبقہ اپنے کام میں لگا رہا اور اپنے پاک
مقصد سے کبھی نہ ہٹا اور اپنے مقدس فتویٰ کا ایک حرف کبھی نہ کاٹا اور اپنے علم و عمل کی یکجہتی
میں فرق نہ آنے دیا۔ یہ اسی گروہ پاک کے عزم پاک کا پاک نتیجہ ہے کہ ان کے پیغام کی آواز

بازگشت آج یونیورسٹی سے کالج سے اسکول سے، کوچہ و بازار سے، درودیوار سے آرہی ہے
اور ہندستان کا کونسا سنی ہے جو نعرۂ پاکستان سے بے خبر ہے دنیا نے بڑی تلاش کے بعد
اس تخیل کی ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بتایا ہے لیکن اس کو آج سُنیے کہ اس پیغام
کے لیے قدرت نے عہدِ حاضر کے ہندوستان میں جس کا انتخاب فرمایا وہ ہماری آل انڈیا
سنی کانفرنس کے ناظمِ اعلیٰ اور بانی جناب صدر الافاضل اُستاذ العلماء کی مقبول و برگزیدہ ذات
گرامی ہے اور اُن سے سب سے پہلے جو اس دولت کو لے کر بانٹنے لگا اس میں ڈاکٹر اقبال
کی شہرت آگے نکل، بات دور نکل گئی میرا کہنا یہ تھا کہ ہمارے رہنما ہم سے بے پروا نہیں ہیں
پھر کیا بے رحم ہیں؟ توبہ توبہ یہ کہنا تو سفید جھوٹ بولنا ہے اُن کی راتیں ہمارے لیے آہیں
کئیں، اُن کے دن ہمارے غم میں بسر ہوئے اُن کے پاس کوئی ایسی دعا نہیں جس میں
ہماری یاد نہ ہو اُن کی زندگی کا کوئی ایسا لمحہ نہیں کہ ہماری تڑپ اُس میں نہ ہو پھر یہ
اندھیر نگری کیوں ہے، یہ ظالموں کی غارتگری اور سنیوں کی بیکسی کیسی ہے میرے خیال
میں اس کا ایک اور صرف ایک جواب ہے کہ ہمارے پاس سب کچھ ہے مگر ہمارا کوئی
نظام نہیں ہے ہم میں کوئی رابطہ نہیں، ہمارا ہر ایک رہنما ایک دوسرے کی حدود سے
الگ، ہمارا سردار رضیقہ ایک دوسرے سے بے خبر ہمیں معلوم ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں، کہاں
ہیں، کتنے ہیں۔ سندھ اہل ہند کی نگاہ میں کوئی آسمانی آبادی ہے، ہند اہل سندھ کے
خیال میں کرۂ زمین کے آخری سرے کا نام ہے، کتنے ہمارے پنجاب میں ہیں کہ لکھنؤ
دیکھا نہیں، بنارس سُنا نہیں کتنے یوپی والے ہیں کہ لاہور دیکھا نہیں، منٹگمری کو سُنا نہیں
آل انڈیا سُنی کانفرنس کے لیے ملک کا طوفانی دورہ کرتے ہوئے جب ہم کو یہ پتہ چلا کہ ہم
تو دس کروڑ مدعیانِ اسلام میں سے نو کروڑ ہیں۔ بنگال کے ایک ضلع چاٹگام والوں سے

حواشی ہیں "تو" لاسوعلماء اہل سنت مدرسین مبلغین مصنفین و ارباب فتاوی ہیں۔ ہمارے سارے ملک میں صرف علماء کا شمار بیس ہزار سے زائد ہمارے دفتر میں آ چکا ہے۔ تو ہم اس قدر متحیر ہوئے جس قدر ہمارے سنی بھائی ہم سے اس حقیقت کو سن کر حیران ہیں اگر مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے اس قدر لشکری منظم ہو جائیں اور اتنے کثیر قائدین کی قیادت مجتمع ہو جائے تو پھر گھٹے بند غیر مسلم ہوں یا مسلم نما غیر مسلم ہوں کیا مجال کہ کوئی ہم سے ٹکرا سکے اور کیا طاقت کہ ہمارے سامنے آ سکے۔ کشتی لڑنا درکنار ہاتھ ملانے کی جرات نہیں کر سکتا ساری سازش تارِ عنکبوت ہو جائے، ساری چیخ پکار مکھی کی بھنبھناہٹ سے زیادہ وقیع نہ رہے۔ ہم کو جب یہ محسوس ہوا تو ملک وملت کی حالت مجبہ میں ہمارے لیے کوئی چارہ کار اس کے سوا نظر نہ آیا کہ ہم آپ سرداروں کو ایک جگہ بٹھا دیں اور خود وفاداری کا عہد کریں۔ آپ ججوں کی ایک عدالت بنائیں اور اپنی تقدیر کا فیصلہ چاہیں۔ آپ معالجین کو ایک مقام پر بٹھا کر اپنی بیماریوں کا علاج کرائیں۔ اب آپ کے کریمانہ اخلاق ہیں اور ہماری قابل رحم حالت ہے جس نے جرات دلائی اور اللہ تعالیٰ کا ہزاروں شکر ہے کہ ہم نے مرنے سے پہلے آپ حضرات کو ایک مقام پر جمع کر دیا نہ ہم میزبان ہیں اور نہ آپ مہمان بلکہ ہم جاں بلب ہیں اور آپ مسیحا دم ہیں۔ آپ ہماری کراہ سے نہ گھبرائیں آپ ہماری بے چینی سے چیں بجبیں نہ ہوں ہم آپ کی خاطر کیا کر سکتے ہیں؟ ہمارے پاس کھلانے کو روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ہے۔ ہم آپ کو کہاں ٹھہرائیں، ہمارے پاس تو پھونس کا چھپر بھی نہیں ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ کو ٹھہرانے کے لیے ہمارے خانۂ دل کی ویرانیاں ہیں اور آپ کی خاطر کے لیے جان حاضر ہے جگر حاضر ہے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ سر حاضر ہے۔

مشائخ عظام وعلمائے اعلام، ہم وہ دن دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر فرد مبلغ ہو ہماری

پرانی تاریخ یہی تو تھی کہ بادشاہ مبلغ رعایا مبلغ علماء مبلغ عوام مبلغ پیر مبلغ مرید مبلغ سوداگر مبلغ مزدور مبلغ۔ کوئی ہے جو رسول پاک کے دست پاک پر اسلام قبول کر کے مبلغ نہ بنا ہو۔ کوئی مثال ہے کہ صحابۂ کرام سے دولت ایمان پانے والا مبلغ نہ ہوا۔ تبلیغ تو اسلام کا اصلی سواد ہے۔ تبلیغ تو اسلام کا دوسرا نام ہے۔ یہودیت میں سازش کے سوا کیا رکھا تھا۔ نصرانیت کا منتر طرح طرح والا کان کے سوا میدان میں کہنے کے قابل کب تھا۔ مشرکین کے اوہام و تخیلات میں تبلیغ کی روح کیسے آتی سب کے سب تھے دین کے نام کو اپنی پرائیوٹ جائداد کی طرح چھپائے رکھتے تھے کہ تبلیغ کا شہسوار اسلام میدان میں آگیا اور تبلیغ کے سورج کو چمکا دیا۔ صداقت کی روشنی کو پھیلا دیا۔ ہدایت کی دلوں میں تڑپ پیدا کر دی۔ رشد و ارشاد کا دروازہ کھول دیا جن و انس کو اپنے دائرہ میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مامور فرمایا کہ بلغ ما انزل الیک رسول پاک نے اپنے وفاداروں کو حکم دیا بلغوا عنی ولو بکلمۃ

میرا جد اعلیٰ جیلان میں پیدا ہوا اور گھر کو چھوڑ کر بغداد چلا گیا۔ میرے ہندستان کا بادشاہ چشت میں پیدا ہوا اور اجمیر چلا آیا۔ میرا سلطان سمنان چھوڑ کر کچھوچھہ آیا۔ میں غوث کی بارگاہ میں سر نیاز جھکا کر میں خواجہ کی خواجگی کے حضور وفاداری کا حلف اٹھا کر میں اپنے سلطان کی سرکار میں عقیدت کا نذرانہ لے کر کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ صرف اور صرف تبلیغ دین کے لیے تھا۔ تبلیغ ہماری اور صرف ہماری دولت تھی۔ مگر آہ کہ یہ امر ہم بے نظمی کی نذر ہوا عیسائی مشنری ایک نظام کے ماتحت ہے۔ واہمہ پرست مشرکین کا منظم سنگٹھن اور شدھی کی ناپاک تحریک ہے اور الٹی گنگا ایسی بہہ رہی ہے کہ تبلیغ جس کا حصہ ہے اس کا نہ کوئی مرکز ہے نہ انتظام ہے۔ کاش ایک آل انڈیا دفتر ہو، ہر صوبہ میں اس کی شاخیں ہوں ہر ضلع میں اس کا آفس ہو، ہر تحصیل میں اس کا نظام ہو ہر قریہ میں ایک ہی طریقہ کار ہو تو آپ دیکھ

دیکھئے کہ ملک کی مردم شماری میں غلامانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا اضافہ کس تیزی سے ہو رہا ہے۔

حضرات! دنیا میں ایک ذہنی انقلاب ہے اور قوموں کے کان ایسے پیغام کی تلاش میں ہیں جو انسانیت کو انسانی شرف بخشے۔ زمین کو گہوارۂ امن و امان بنا دے جہاں روح بر سرِ عمل ہو۔ اور نفس کا وجود و عدم برابر ہو اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ یہی چیز ہے جس کا نام پاک اسلام ہے۔ اسی تبلیغ کی ایک اہم اور مخصوص شاخ تعلیم مذہبی ہے تعلیم ہی سے قومی دماغ کی تعمیر کی جاتی ہے تعلیم ہی سے صحیح تدبر اور درست تفکر کی اہلیت ابھاری جاتی ہے۔ اور تعلیم ہی سے قوم کو اس کے اصلی سانچے میں ڈھالا جاتا ہے اس تعلیمی آوارگی کا خطرناک نتیجہ ہے کہ قرآن و حدیث کا پیارا پیارا نام لے کر آپ کو ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو خود مسخ ہو گئے اور اسلام کو مسخ کرنے کا قصد کر لیا۔ گزشتہ ایک صدی کے اندر جتنے فرقوں نے برطانوی سایہ میں جنم لیا وہ سب تعلیمی خامی کی باقی یادگار ہیں۔ عقل کی سلامتی صحیح تعلیم سے ملتی ہے ورنہ عقل ایسی ماری جاتی ہے کہ آپ اس جنونی طبقہ سے آگاہ ہیں، جو پیغمبرِ اسلام کی توہین کو اسلام کی تعلیمات میں تلاش کرتا ہے۔ اس جنون کی کوئی حد ہے، کہ شارع کی عظمت کو اُس کی شرع سے گھٹانے کی کوشش کی جائے سارے ملک کو تجربہ ہو چکا کہ آوارہ تعلیم گاہوں کے طلبہ نے قبلہ کی طرف سے کس طرح منہ پھیر کر اپنی توجہات تعبد کو راشٹر باپو کی طرف پھیر لیا۔ مدعین نے مکہ چھوڑا، اور دین کا ناکر سننے والے سُن رہے ہیں کہ صدر المدرسین نے مدینہ چھوڑا اور بالکل چھوڑا اور دشمنانِ حرمین سے پیوستہ ہو گیا۔ اب قرآن شریف اس لیے پڑھایا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ حدیث شریف میں ان کو یہی نظر آتا ہے کہ غیروں سے گھل مل جانا ہی اسلام ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۱۶

ایسی غیر ذمہ دارانہ تعلیم سے جہالت ہزار درجہ بہتر ہے کیسی ناپاک تعلیم ہے جو پاکستان
کے تصور سے لرزاٹھے اور پاکستان میں جس کو اپنی زندگی محال نظر آئے، اسلامی تلوار کی
آزادی میں اپنی موت معلوم ہو کیا سینوں کی سنیت اور مسلمانوں کی اسلامی غیرت احساس
قومی و دینی جرم کو برداشت کر سکتی ہے کہ ایسی درسگاہ کو مدد دے کر اس کو زندہ رکھا جائے
ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ملک میں صحیح تعلیم کے اداروں کی بڑی تعداد
ہے۔ ہر ہر صوبہ میں کامل النصاب مدارس بکثرت موجود ہیں، اور ماشاء اللہ خوب کام کر
رہے ہیں، صدہا علماء سالانہ ان سے فیضیاب ہو کر ہدایت وارشاد خلق کی خدمتیں انجام
دیتے ہیں۔ درس، افتاء، وعظ، مناظرہ، تبلیغ دین کے مساعی میں مصروف ہیں اگر یہ جماعتیں
نہ ہوتیں اور یہ مدارس سرگرم عمل نہ ہوتے تو اس زمانہ میں بیدینی اور بھی ترقی کرتی اور مذہب
کے جاننے والے میسر نہ آتے اور اسلامی اعمال سے دنیا ناواقف ہو جاتی۔ مگر باوجود
اس کثرت کے قابل افسوس اور لائق رنج یہ ہے کہ ان علمی دینی درسگاہوں میں کوئی
نظم وانضباط نہیں۔ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں۔ معیار تعلیم میں ایک ضابطہ
نہیں، نصاب میں یکسانیت نہیں، طریق تعلیم میں توافق نہیں کاش ایک مرکز سے
سب وابستہ ہوں، مرکز کی نگرانی میں ہر صوبہ میں دفتر ہو ہر ضلع کا ایک تعلیمی انسپکٹر ہو ہر
جگہ ایک نصاب ہو ایک ہی پرچہ سوالات کا جواب ہر مدرسہ کا طالب علم دے، ضلع
کا مدرسہ تحصیلوں میں شاخیں کھولے اور تعلیم کو اس طرح گاؤں گاؤں پھیلا دیا جائے کہ
آنے والی نسل کا ایک فرد بھی جاہل نہ رہ جائے اور چونکہ ہر مسلمان کو مسلمان ہوتے
ہی صبح سے شام اور شام سے صبح کرنا ہر ہر منٹ ایک اصولی انسان کی طرح ہوتا ہے
کہ تعلیم سے ہر آن اسلامی آن بن جائے تو پھر اس آن کی وہ آن وشان ہے

جس کو ہم پاکستان کہتے ہیں۔ دینی تعلیم کی وسعت میں انگریزی دانوں کو لیا جائے، ان کو سہولت بہم پہنچائی جائے۔ ائمہ مساجد کا ایک نصاب ہو اور کوئی امام بے سند نہ رہ جائے۔ بڑھوں کے لیے شبینہ تعلیم گاہ کھولے جائیں، آسان زبان میں دین کی تعلیم کے لیے کتابیں تصنیف ہوں اور تصنیفات جمہوریت اسلامیہ کی نگرانی میں ہو، سُنی کتابیں سُنی پریس میں چھپیں جس پر جمہوریت اسلامیہ کی تصدیق ہو۔ علوم جدیدہ کو عربی و اردو زبان میں لایا جائے اور علما ان سے واقف کیے جائیں، سیاسیات و اقتصادیات، تاریخ وغیرہ کا مستقل کورس ہو، سُنی ماہرین سُنی مدرسہ، سُنی اسکول، سُنی کالج، سُنی یونیورسٹی دین و دنیا کی حامل بن جائے، اور وہاں سے ایسے دل و دماغ پیدا کیے جائیں جو صدق و صفا، عدل و وفا، شرم و حیا، جود و سخا، دشمنوں سے جدا اپنوں پر فدا ہونے میں سبقت کا جذبہ رکھتے ہوں، جن کا جینا و مرنا اللہ کے لیے ہو تو پھر آپ یقین رکھیں کہ خلیج بنگال اور بحیرۂ ہند کی درمیانی خشکی میں پاکستان ہی پاکستان نظر آئے۔ جو قوم علم میں، عمل میں، اخلاق میں پاک ہو جاتی ہے وہ جہاں قدم رکھ دیتی ہے اُس کو پاکستان بنا دیتی ہے۔

حضرات! آپ پر روشن ہے کہ سُنیوں کی ساری کمزوریاں اسی صحیح تعلیم کی کمی کا نتیجہ ہے، علم درست طور پر آجائے تو خود معلوم ہو جائیگا کہ دوسرے ادیان و مذاہب کی طرح اسلام نہیں ہے کہ کچھ عقائد، کچھ خیالات، کچھ اوہام پر اعتکاف کر کے اس کا نام دین رکھ لیا جائے۔ اسلام تو خود حقائق کے اعتراف کے ساتھ اپنے پیرو کو میدانِ عمل میں کھڑا کر دیتا ہو، عقیدۂ توحید سے لے کر معاد کی تمام تفصیلات کو اس لیے منواتا ہے کہ جو کچھ مانا ہے اُس کو کر کے دکھا دیا جائے۔ اسلام انسان کو عملی انسان بناتا ہے۔ دینداری کی سند حُسنِ کردار پر دیتا ہے۔ صاحب تخت و تاج ہو یا مسکین و محتاج، سب کے لیے اسلام نے مکمل پروگرام بنا دیا ہے۔ یہ اسلام کا وسیع روحانی نظام ہے جس نے خدا کی پرستش کو رکوع و سجود میں محدود نہیں کیا

اور نہ مسجد ہی کو اس کے لیے خاص کیا بلکہ اسلام سونے کو جاگنے کو، چلنے پھرنے کو، جم کر بیٹھنے
کو کھانے پینے کو، اہل و عیال کی نگرانی کو، بال بچوں کی پرورشوں کو، صنعت و حرفت کو کاروبار
تجارت کو، مزدوری و محنت کو خلق کی خدمت کو بزم کو رزم کو سب کو عبادت بنا دیتا ہے۔ یہ
اسلام نے بتایا ہے کہ عبادت بازاروں میں بھی ہوتی ہے اور کارزاروں میں بھی ہوتی ہے، ارکان
صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ سے بھی ہوتی ہے اور قلم کی رفتار اور تلوار کی جھنکار سے بھی ہوتی ہے
ڈنڈوں اور ڈھیلوں سے بھی ہوتی ہے، اور کشتی کے اکھاڑوں میں بھی ہوتی ہے۔ ایک مسلمان
اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں اسلام کی بدولت خدا کو پوجتا ہے، پھر اسلام نے قبائل کے خون کی حفاظت
کے ساتھ ساتھ انسانی برادری کا پیغام دیا ہے۔ اور مفروضہ تفاوتِ مدارج کو میٹ کر اِنَّ
اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ اَتْقٰکُمْ فرما کر برتری کا مدار عمل صالح پر رکھ دیا ہے۔ اسلام کے پروگرام
کا دنیا کو تجربہ ہو چکا ہے ساری دنیا نے دیکھا کہ اُمیوں کو استادِ زمانہ بنانے والا، غیر متمدن
کو تمدن کا علمبردار کر دینے والا، بکری چرانے والوں اور اونٹ کے گلہ بانوں کو تخت و تاج کا
مالک بنا دینے والا، بے امنوں کے گہوارہ کو دارالامن کر دینے والا، اسلام [illegible] اسلام ہی
گراہ کر جہالت و بے خبری کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ بے عملی ملت پر چھا گئی ہے
مسجدیں ویران ہیں۔ ان کے امام بیشتر بے سند ہیں۔ اسلامی کلچر پر تصرف یا تہذیب کی لعنت
لائی جاتی ہے۔ خانقاہوں کا صحیح استعمال چلا جا رہا ہے، ہر ایک نیا نیا لائحہ عمل اپنے جی
سے بناتا ہے، قانون سازکونسلوں کی بلا جب سے ملک میں آئی ہے تو ان ناداروں کو دیکھ
کر جن کے پاس کوئی حتمی قانون نہیں ہے، اور وہ اپنی سوسائٹی کے لیے قانون سازی پر مجبور ہیں۔
اب مسلم نشست پر پہنچنے والے بھی قانون سازی کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ہر قوم کا قانون
ساز جب قانون بناتا ہے، تو وہ گویا اعلان کرتا ہے کہ اس کے پاس اس بارے میں کوئی قانون

قانون کا ماخذ صرف اسلام ہے
انسانی قانون ناقص ہے

نہیں کیا مسلمان کہلانے والا مسلمانوں کی نمائندگی کرتا ہوا قانون سازی کر کے اسلام کو غیر
مکمل قرار دینے کا حق رکھتا ہے ہرگز نہیں ۔ پھر یہ منگو ہٹ خلع بل کیا بلا ہے ۔ یہ شاردا ایکٹ
میں قوم مسلم کا شمول کون سی لعنت ہے اور جہالت کا مہلک اثر یہ ہے کہ بے خبر ہیں اور اپنے
کو باخبر سمجھتے ہیں ۔ علم دین میں ایک ان پڑھ سے بھی بدتر ہیں ۔ اور پھر علمائے دین کے منہ
آتے ہیں ۔ برطانوی فقہ کے پست تصورات کا عادی اسلامی فقہ کی بلندیوں تک کیسے پہنچے
کمزور انسان کے بنائے ہوئے کمزور قانون سے جو روزانہ بنا بگاڑا کرتے ہیں پیشہ ورانہ الجھاؤ دماغ کو انمٹ اور
الہٰی قانون تک باریاب نہیں کرتا ۔ اس کام کو مرکزی دار التصنیف اپنے ہاتھ میں لے نکاح و طلاق و وراثت
اور سارے معاملات میں اسلامی نظام کو قانون بنا دیا جائے غیر شرعی قوانین کو ختم کر دیا جائے مسلمانوں
کے قضایا کے لیے اسلامی دار القضاء کو حکومت سے منوایا جائے اور قانون سازی سے جھکو کو شاکر قانون اسلام کی تحقیق
ہی مسلم نشست والوں کا کام رہ جائے ۔ خانقاہوں کو نشر علم کا ادارہ بنا دیا جائے ۔ میلاد شریف
کی محفلوں کو بزم تبلیغ کر دیا جائے ۔ اعراس بزرگان دین میں سنی کانفرنس کی روح ڈالی
جائے ۔ مسلمان کی صورت کو مسلمان کیا جائے ، اور مسلمان کی سیرت کو مسلمان کیا جائے مسلمان
کی روح کو بھی بلند کیا جائے ۔ اور مسلمان کی جسمانی صحت کو معیاری طور پر قائم کیا جائے اور
بتا دیا جائے کہ ہر مسلمان اپنی قوم کا سرمایہ ہے جس کی ذمہ داری خود اس مسلمان پر بھی ہے ۔ ہمارے
کالج کے بچوں کو دیکھو تو چہرہ پر خون کا چھینٹا تک نہیں بھرے بھرے بازوؤں اور اونچے اونچے
سینوں اور لمبی لمبی داڑھیوں والی قوم بیمار ہو جائے کراہنے لگے ، زنانہ روپ بھرنے لگے تو
کتنی بڑی شرم کی بات ہے ۔

حضرات ! وقت آگیا ہے کہ خلافت راشدہ کے عہد کو پلٹایا جائے اور سارے نظام
شریعت کو اسلامی دنیا کا نصب العین بنا دیا جائے یہ کام بہت زیادہ سرمایہ نہیں مانگتا اپنا پسینہ

اپنا پیٹ خادم اور اپنا ہر کام ایسا ہو کہ غریب سنیوں کی برائے نام کمائی بھی اس کے لیے کافی ہے
سنیوں کے پاس اوقاف اس قدر ہیں جن کو درست کر کے برطانوی اصول پر نہیں بلکہ اسلامی
اصول پر خرچ کیا جائے۔ تو ایک سلطنت کا نظام چل سکتا ہے ورنہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دینی
تعلیم کے نام پر وقف ہے اور الحادی علم پر خرچ ہو رہا ہے۔ مسجد پر وقف ہے اور سنی وقف بورڈ
کے دفتری نظام پر خرچ ہو رہا ہے۔ اگر اوقاف کے آمد خرچ پر کنٹرول کر لیا جائے، تو بجٹ میں
کبھی کمی نہیں ہو سکتی۔

حضرات! ہم کو مدارس اور خانقاہوں کے ساتھ اکھاڑوں کی شدید حاجت ہے ہمارے
پہلے بزرگوں نے اکھاڑوں کو جوانوں کی عبادت گاہ فرمایا ہے۔ اور جسمانی صحت و تندرستی
کے لیے تو بڑی ضروری چیز ہے۔ یہ چیز کبھی صرف مسلمانوں کی تھی غوطہ، تیراکی، شہسواری اور
لکڑی ہمارا وہ مشغلہ تھا جس میں ہمارا کوئی ثانی نہ تھا، ہماری تندرستی ضرب المثل بن گئی تھی۔
ہمارے جوان کو ضیغم نژاد صف شکن کہا جاتا تھا۔ مگر آج تندرستی کھو دینے سے بزدلی، تن آسانی،
کاہلی، چہروں کی بے رونقی۔ اور پھر لازمی طور پر بیکاری و ناداری آ گئی ہے۔ تعلیم کو عملی جامہ پہنانے
کے لیے اکھاڑا ایک مستقل ادارہ ہو، جس کو زیادہ سے زیادہ ملک میں پھیلا کر اُن کو ایک نظام میں
بنیانِ مرصوص کی طرح قومی حفاظت کا قلعہ بنانا ہے۔ ورنہ کمزور افراد کی نسل لازمی کمزور ہوگی۔ اور
کمزوری وہ بلا ہو جس کے بعد چاروں طرف سے بلائیں آنے لگتی ہیں۔ بیکاری تو ضد ارزانی ہے
معاش کے دروازہ کو بند کر دیتی ہے اور آخر میں روٹی کے لیے ضمیر فروشی ملت فروشی، بیسیوں کے
لیے قوم کا غدار اور دین کا باغی ہو جاتا ہے۔ جس کو ہم آپ برابر دیکھ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ محتاجی جرائم
کی ماں ہو اور میں کہتا ہوں کہ تندرستی نہ ہونا محتاجی کا باپ ہو اور جب یہ ماں باپ مجتمع ہو جاتے
ہیں تو بے پناہ بلاؤں کی نسل جنم لیتی ہے۔

اے صد ہزار احترام عظمت کے پیکر بزرگو! کام بہت بڑا ہے، ہماری بیماریاں حد سے زیادہ ہیں۔ ہماری کمزوریاں لاانتہا ہیں، اور آپ کو ہمارے لیے بہت دکھ اٹھانا ہے۔ آپ تبلیغی نظام سے بسم اللہ فرمائیں۔ مبلغین پیدا کریں۔ اور میدان تبلیغ میں بھیج دیں اور ایک سال کے اندر سارے ملک کے سنیوں کی مردم شماری کرلیں۔ اس رجسٹر کا خاکہ ایسا ہو کہ ہر سنی کا نام بقید ولدیت ہو، مکمل پتہ ہو، عمر، پیشہ، مالی حالت، تعلیمی حالت، قرضدار ہے یا نہیں۔ مقدار قرض، ادائگی کے امکانات، وہاں کی غیر سنی آبادی، مسجدوں کے امام، غیر مسلم آبادی، زمیندار، طریق زمینداری، تھانہ، تحصیل، ضلع، حکومت کی مقامی پالیسی، کوئی مدرسہ ہے یا نہیں۔ اس طرح اندراج ہو کہ دفتر میں دیکھ کر وہاں کا سنی معاشرہ مکمل طور پر آنکھوں کے سامنے آجائے۔ اسی میعاد میں تمام مدارس اہل سنت کی تعداد، نصاب تعلیم، ذرائع آمدنی، کیفیت مصارف بھی درج رجسٹر ہو جائیں، تو بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قوم خود بخود ابھرنے لگیگی۔ اور نظام واجتماع کی روح تیزی سے ملت میں دوڑیگی اور دوسری قومیں جو پچاس برس میں نہ کرسکیں وہ مہینوں میں آپ کرینگے۔ یہ تو بیمار کو تندرست کرنا ہے آپ حضرات نے تو مردوں کو جلایا ہے۔ اپنے اولیاء کی کرامات حق ہونے پر ہمارا ایمان ہے، اپنے علماء کے منصب نیابت رسول پر ہمارا اطمینان ہے۔ جو تاخیر تھی وہ آپ کے یکجا ہونے کی تھی وہ بھی بعونہ تعالیٰ میسر آئی اب ہماری شفایابی یقینی ہے، ہماری کامیابی نظر آرہی ہے۔ اب ہم زندگی کی آس لگانے میں حق بجانب ہیں، اب آپ کو پاک نگاہی پاک تدبیر پاک تعلیمات ہم کو پاکستان عطا کردیگی۔

میرے دینی رہنماؤ! میں نے عرض داشت میں ابھی ابھی پاکستان کا لفظ استعمال کیا ہے، اور پہلے بھی کئی جگہ پاکستان کا لفظ آچکا ہے۔ ملک میں اس لفظ کا استعمال روزمرہ بن گیا ہے ورد ہو رہا ہے پاکستان زندہ باد، تجاویز کی زبان ہے پاکستان ہمارا حق ہے، نعروں کی گونج میں پاکستان

لے کے رہینگے۔ مسجدوں میں، خانقاہوں میں، بازاروں میں، ویرانوں میں لفظ پاکستان لہرا رہا ہے
اس لفظ میں پنجاب کا یونینسٹ لیڈر بھی استعمال کرتا ہے، اور ملک بھر میں ہر لیگی بھی بولتا ہے۔ اور
ہم سنیوں کا بھی یہی محاورہ ہو گیا۔ اور جو لفظ مختلف ذہنیتوں کے استعمال میں ہو اس کے معنی مشکوک
ہو جاتے ہیں۔ جب تک بولنے والا اس کو واضح طور پر نہ بتا دے۔ یونینسٹ کا پاکستان وہ ہوگا
جس کی مشتری سردار جوگندر سنگھ کے ہاتھ میں ہوگی۔ لیگ کے پاکستان کے متعلق دوسری
قومیں متحقق ہیں کہ اب تک اس نے پاکستان کے معنی نہ بتائے اور جو بتائے وہ گول مول ایک دوسرے
سے الٹے بتائے۔ اگر یہ صحیح ہو تو لیگ کا ہائی کمانڈ اس کا ذمہ دار ہے۔ لیکن جن سنیوں نے لیگ کے
اس پیغام کو قبول کیا ہے اور جس یقین پر اس مسئلہ میں لیگ کی تائید کرتے پھرتے ہیں، وہ صرف اس قدر ہے
کہ ہندوستان کے ایک حصہ پر اسلام کی قرآن کی آزاد حکومت ہو جس میں غیر مسلم ذمیوں کے جان
و مال عزت و آبرو کو حسب حکم شرع امن دیا جائے۔ ان کو ان کے معاملات کو ان کے دین پر چھوڑ دیا جائے۔ وہ
جانیں ان کا دھرم جانے۔ ان کو اتموا الیھم عھدھم سنا دیا جائے اور بجائے جنگ جدل کے
صلح و امن کا اعلان کر دیا جائے۔ ہر انسان اپنے پر امن ہونے پر مطمئن ہو جائے۔ اگر سنیوں کے
اس سمجھی ہوئی تعریف کے سوا لیگ نے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو کوئی سنی قبول نہیں کریگا۔
ان سنیوں نے نہ دستور اساسی پڑھا ہے نہ تجاویز پڑھی ہیں۔ نہ اخبارات کے طولانی ایڈیٹوریل دیکھے
ہیں، نہ غیر ذمہ داروں کے لکچر سنے۔ وہ صرف اتنا سمجھ کر کہ قرآنی حکومت اسلامی اقتدار لیگ کا مقصد
ہے، اس کے ساتھ ہو گئے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر لیگ باقی ہی نہیں رہتی۔ اس کے دستور
اساسی کا کیا سوال ہے۔ اب تو تمام سنیوں نے جو یقین کر لیا ہے وہی دستور اساسی بھی ہے، وہی تجاویز
منعقدہ بھی ہیں، لیگ ان کے لیے کوئی نیا دین نہیں ہے جس کو سوچ سمجھ کر ٹھونک بجا کر قبول کیا جائے
بلکہ لیگ کے جذبات کی محض ترجمانی ہے جس کو وہ ہر معترض سے زیادہ خود سمجھ رہے ہیں۔ غرض یہ تو لیگی زبان

میں پاکستان کی بحث تھی لیکن آل انڈیا سنی کانفرنس کا پاکستان ایک ایسی خود مختار آزاد حکومت ہے جس میں شریعت اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہو جس کو مختصر طور پر یوں کہیے کہ خلافت راشدہ کا نمونہ ہو۔ ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت ساری زمین پاکستان ہو جائے لیکن اگر عالم اسباب میں رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ حصہ بحصہ تھوڑا تھوڑا کر کے پاکستان بنتا جائے تو اس کو بنایا جائے کسی حصہ زمین کو پاکستان بنا اس کے سوا دوسرے حصے کے ناپاک رہنے پر رضامندی نہیں ہے بلکہ عالم اسباب میں حکمت تدریج ہے۔ ہندوستان تک صحابۂ کرام نہیں پہنچے تو وہ اس لیے نہ تھا کہ ہندوستان کے کفریات و شرکیات سے راضی تھے بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ ابھی وہ وقت نہ آیا تھا۔ صلح حدیبیہ کا یہ ترجمہ کسی جانور نے بھی نہیں کیا کہ اس میں مکہ کے کفر و کفار سے رضامندی پائی جاتی ہے۔ بلکہ عالم اسلامی کو صاف نظر آنے لگا کہ جلد پاکستان ہونے والا ہے۔ معاہدے اور صلحنامے واعدوا لهم ما استطعتم کی تعمیل میں ہوتے ہیں اور عدم استطاعت خود ختم ہو جاتے ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے پاکستان کے خلاف زبان کھولنے اور قلم چلانے سے پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ داور حشر کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے۔ پاکستان میں اس مجرم کو بخشا جائیگا جو کلمہ پڑھ کر اپنے کو سنی کہہ کر اسلامی اقتدار کے تصور سے چڑھتا ہو۔

ہاں یہ عرض کرنا رہ گیا کہ حال میں وزارتی مشن کے سامنے سنا جاتا ہے کہ ڈاکٹر خان بھی پاکستان کا نعرہ لگا گئے ہیں لیکن یہ پاکستان ایسا ہے جس کو سن کر پاکستان کا بڑے سے بڑا دشمن بھی ناراض نہیں۔ کیا عجب ہے کہ وہ گھر کے پاجامے پہننے والوں کے لیے لنگوٹیہ پاکستان بنانا منظور ہو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حضرات سطور بالا میں مسلم لیگ کا نام آگیا ہے اور اس طرح آیا ہے کہ وہ سنی کانفرنس کے بالکل مخالف ایک نظام ہے۔ یہی حقیقت بھی ہے۔ مسلم لیگ کا پروگرام عارضی ہے جو صرف پاکستان پر ختم ہو جاتا ہے

اور آل انڈیا سُنی کانفرنس کا پروگرام دوامی ہے، پاکستان کی تعمیر کا اور مسلم لیگ کو سُنی مسجدوں، سُنی اماموں، سُنی خانقاہوں، مدرسوں، عرسوں، میلادوں، مذہبی تصنیف گاہوں سے کوئی سروکار نہیں اور نہ وہ صرف سُنیوں کے نام پر کام کرتی ہے، پاکستان کا حق ملا تو مسلم لیگ کو نہیں ملیگا پچانوے مسلمانوں کو ملیگا اور ان میں غلبہ محمدی مسلمانوں یعنی سُنیوں کا ہے تو پاکستان کا حق سُنیوں کو ملیگا۔

سُنی کیسا پاکستان بنائینگے، اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں۔ عہد صدیقی کو دیکھ لیا جائے دورِ فاروقی کی سیر کر لی جائے، عثمانی زمانہ کو نظر کے سامنے لایا جائے، خلافت علویہ کا دیدار کر لیا جائے اسی قسم کا پاکستان بنائینگے۔ اگر سُنیوں کو زندہ رہنے کا، اپنے دین کی حفاظت کرنے کا، اپنے مستقبل کو سنوارنے کا، اپنی قوم کو ہلاکت سے بچانے کا، اپنی مسجدوں کو آراستہ کرنے کا، اپنی خانقاہوں کو سجانے کا، اپنے اداروں کو درست رکھنے کا حق دوسری قوموں کی طرح ہے اور ضرور ہے تو پھر تنظیم سے زیادہ ضروری سُنیوں کے لیے آل انڈیا سُنی کانفرنس ہے۔ ہم نے مانا کہ انگریز اب ہندوستان پر حکومت کرنے سے تھک گیا ہے۔ اور اب بلا نفع کے سوا خطروں سے الگ ہٹنا چاہتا ہے اور وہ کونسلی حکومت ہندوستان کو دے ڈالنا ہی چاہتا ہے اور مانا کہ یہ دیکھ کر ہندوستان کی اکثریت کے منہ میں پانی بھر آیا ہے اور وہ بلا شرکت غیرے اس حق کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور مانا کہ اس کا جواب یہی رہ گیا ہے کہ قانون جس کو مسلمان کہہ دے اس کو یکجا کر کے اکثریت کے رام راج والے خواب کو شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا جائے۔ اور مانا کہ مسلم لیگ اسی پوزیشن میں ہے اور یہ بھی بالفرض مانا کہ مسلم لیگ کے سوا عہد حاضر کی چالبازیوں اور دھاندلیوں کا کوئی جواب نہیں لیکن پھر بھی سُنی مسلمانوں کو اپنی ملی تنظیم کی آج اسی قدر حاجت ہے جس قدر پہلے تھی۔ ہم نے مسلم لیگ کو اسی کی اُمید رکھنی چاہیے کہ اس کا جو قدم سُنیوں کے سمجھے ہوئے پاکستان کے حق میں ہوگا، اور اس کے جس پیغام میں اسلام و مسلمین کا نفع ہوگا آل انڈیا سُنی کانفرنس کی تائید اسی کو بے دریغ حاصل ہوگی

اور دینی امور میں ہاتھ لگانے سے پہلے آل انڈیا سُنی کانفرنس کی رہنمائی اُس کو قبول کرنی پڑیگی اور ضرور کرنی پڑیگی۔

اگر ہماری حق گوئی کسی کے نزدیک جرم ہو اور کسی لیگی کے نزدیک یہ ہماری طرف سے لیگ کی دشمنی ہو تو ہمیں ڈیفنس میں ایک لفظ نہیں کہنا ہے اور اگر لیگ کے دشمنوں کے نزدیک یہ ہمارا لیگی ہو جانا ہو تو ہم اس خوش فہمی کو بھی قابل مضحکہ سمجھتے ہیں۔

دنیا کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جس طبقے نے عالمگیر و جہانگیر کی تلواروں پر حکومت کی، عباسیوں کی جلالت پر اپنے اقتدار کا پرچم لہرایا یعنی علمائے حق، وہ نہ کسی مغرور کے دبائے دبتے ہیں نہ کسی شکل و ہیئی سے اُلجھتے ہیں نہ کسی بدزبان بے لگام کو پرکاہ برابر سمجھتے ہیں وہ صرف اپنے خدا سے ڈرتے ہیں حق گو ہیں حق پرست ہیں اور صرف حق کا اقتدار چاہتے ہیں۔

اے ہمارے شفا بخشنے والے حکمائے اسلام! ہم نے اپنی بیماریاں بیان کردیں اور بیماریوں نے اس قدر نڈھال کردیا ہے کہ ہم تھک گئے اور ہماری بیماریوں کا بہت کچھ بیان رہ گیا، آپ کی انگلیاں ہماری نبض پر ہیں آپ کی حذاقت نے ہم کو بھانپ لیا ہے جو ہم نے کہا وہ بھی اور جو نہیں کہا وہ بھی آپ کی فراست کے سامنے ہے للہ ہمارا علاج کیجیے اپنے رسولِ پاک کا صدقہ ہماری امداد کیجیے غوث کے نام کی بھیک دیجیے خواجہ کے طفیل خبر لیجیے، نقشبند کی سرکار کا صدقہ دیجیے۔

ہائے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ آپ سے رسمی طور پر بھی کہہ سکیں کہ ہماری خادمانہ فروگذاشتوں کو معاف کیجیے، وہ کیے جو کچھ تو خدمت کرے ہم نے تو آپ کو اس شہر میں زحمت دی کہ اپنا دامن اپنے ساتھ لایئے ہم ایک نوالہ بھی نہیں دے سکتے۔ ایک مرتبہ سُنی کانفرنس میدان کربلا میں قائم ہوئی تھی کہ فرات کو آج تک شرم سے پانی پانی ہے آج بنارس کی گنگا کا یہی حال ہو کہ ہم یعنی آپ آب رحم ہم شرم کے مارے اپنے سر کو جھکائے ہوئے آپ کی وفاداری کا عہد کرتے ہوئے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اپنی مجلس استقبالیہ کے مخلص درویشوں کے لیے درخواست دعا کے ساتھ ساتھ خاموش ہوتے ہیں اور ہماری یہی خاموشی آپ کے کریمانہ اخلاق کا اعتراف اور اپنی مجبوریوں پر رحم کی بصد ادب درخواست ہے

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا وفادار

فقیر اشرفی، گدائے جیلانی ابوالمحامد سید محمد عفی عنہ کچھوچھوی (صدر مجلس استقبالیہ)

۲۰ اپریل [illegible]

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس

مجلس استقبالی آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس

جمہور اسلام (آل انڈیا سنی کانفرنس) کے اجلاس بنارس منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کے

عہدیداران وارا کین

(۱) حامی ملت ناصر سنت راس المحدثین رئیس المتکلمین فرزند رسول نور نگاہ جیول حضرت مولانا سید شاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی و المدنی صدر مجلس استقبالیہ و حال صدر آل انڈیا سنی کانفرنس

(۲) عالی جناب مرزا جہانگیر بخت صاحب رئیس اعظم	نائب صدر
(۳) عالی جناب حاجی جلال الدین صاحب رئیس اعظم	خازن
(۴) عالیجناب ماسٹر عبد اللہ صاحب کنٹرولر ڈیری اسٹیشن بنارس کینٹ	ناظم رسل و رسائل
(۵) عالیجناب اشیر الدین صاحب تاجر پارچہ بنارسی	ناظم مالیات
(۶) عالیجناب خواجہ عبد الحمید صاحب	ناظم اسٹیج
(۷) عالیجناب داروغہ سبحان علی صاحب	ناظم قیام گاہ
(۸) عالیجناب مسٹر لاڈلے صاحب	امیر العسکر
(۹) عالیجناب نذیر الدین صاحب سوداگر پارچہ بنارسی	نائب ناظم مالیات
(۱۰) عالیجناب عبد القیوم صاحب تاجر پارچہ بنارسی	رکن اعظم
(۱۱) عالیجناب حافظ محمد اسحاق صاحب	رکن اعظم
(۱۲) عالیجناب عبد العزیز صاحب	ناظم مطبخ
(۱۳) عالیجناب مولوی سلیم اللہ صاحب	رکن
(۱۴) عالیجناب منظور احمد خاں صاحب	رکن
(۱۵) عالیجناب عبد الغفور صاحب	رکن
(۱۶) عالیجناب مرزا معظم بخت صاحب	رکن

یہ ہیں وہ چند مسلم لیڈر جنہوں نے بنارس میں وہ کر دکھایا کہ سارا ہندوستان حیرت میں پڑ گیا۔ مجاہد اعظم اللہ تعالیٰ عنا و عن سائر اہل السنۃ والجماعۃ احسن الجزاء آمین آمین اللہم آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

تجاویز منظور کردہ آل انڈیا سُنّی کانفرنس

منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۴۶ء بمقام بنارس

بموجودگی ہزارہا علماء و مشائخ و نمائندگان صوبجات ہند

مجلس اول ۲۷ اپریل ۴۶ء بوقت ۵ بجے تا ۶ بجے شام اندرون باغ فاطمان ہوئی

تلاوت قرآن مجید بعد ازاں سیدالانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے حضور صلوٰۃ و سلام اور بزرگان دین و ملت کو ایصالِ ثواب۔

مجلس دوم ۲۸ اپریل ۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ۱۲ بجے دوپہر اندرون باغ فاطمان

بعد تلاوتِ قرآن پاک و ایصالِ ثواب حسب ذیل تجاویز باتفاق آراء منظور ہوئیں۔

تعلیم

(۱) یہ آل انڈیا سُنّی کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ تمام صوبجاتی سُنّی کانفرنسیں اپنی ماتحت کانفرنسوں کو آمادہ کریں کہ ہر مقام کی سُنّی کانفرنس کے اراکین کی ایک جماعت، اور جہاں سُنّی کانفرنسیں قائم نہ ہوئی ہوں وہاں کے منتخب افراد امام مسجد یا کسی بااثر شخص کی رہنمائی میں ابتدائی تعلیم کو لازمی و ضروری قرار دینے پر مسلمانوں کو مجبور کریں۔ اور ہر ہر گھر کے بچوں اور بچیوں کی تعلیم کی نگرانی رکھیں۔ **ابتدائی تعلیم سے مراد** حرف شناسی سکھانا۔ عبارت خوانی بتانا اور ابتداہی سے ایمانیات ضبط کرانا، اور اوامر و نواہی کی ترغیب و ترہیب اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مشہور انبیاء کے مختصر معجزات اور حالات سے باخبر کرنا، یہ ابتدائی تعلیم میں داخل ہے۔

(۲) آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا یہ اجلاس صوبائی کانفرنسوں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اپنی اپنی زبانوں میں متذکرہ بالا اصول کے مدنظر ابتدائی تعلیم کا انتظام کریں، اور اسکی جس قدر درس گاہیں ممکن ہو سکیں جاری کریں۔

(۳) کوشش کی جائے کہ مسلمانوں کے ہر بچے کو بقدر ضرورت اردو، فارسی ضرور پڑھا دی جائے

تاکہ وہ اُردو، اور فارسی کتابوں کو دیکھکر مطالب حل کر سکے، اور جو علوم کی کتابیں اُردو فارسی زبان میں ہیں اُن سے فائدہ حاصل کرے۔

(۴) :- عربی تعلیم کے لیے تین حصے مقرر کیے جائیں، ایک اُن لوگوں کیلئے جو بہت کم وقت تعلیم کے لیے دے سکتے ہیں، ایک اُن کے لیے جو علوم وفنون میں تکمیل چاہتے ہیں، اور ایک متوسطین کے لیے۔

(۵) :- اس لحاظ سے ہر قسم کے نصاب بنانے کے لیے ایسی جماعتوں کی تشکیل کی جائے جو نصاب تجویز کریں، اور اُن کو غور وخوض کیلئے کافی وقت دیا جائے۔ اس نصاب ساز جماعت کی حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے :-

حضرت مولانا شاہ سید ابوالمحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عبد الحامد صاحب قادری بدایونی۔ حضرت ملک العلماء مولانا مولوی شاہ ظفر الدین صاحب رضوی بہاری۔

ان حضرات کو اختیار دیا جاتا ہے کہ ہر صوبہ سے قابل ترین اشخاص کو منتخب کر کے اپنی کمیٹی میں شامل کر لیں۔

(۶) :- یہ اجلاس مرکزی دفتر آل انڈیا سُنّی کانفرنس کو اختیار دیتا ہے کہ وہ سُنّی کانفرنس کی شاخوں کے ذریعہ تمام ہندوستان کے مدارسِ اہلِ سنّت کے اعداد وشمار اور ضروری معلومات بہم پہنچائے، تاکہ مدارسِ دینیہ اہلسنّت میں باہم ربط پیدا ہو اور اعانت کی تدابیر عمل میں لائی جائیں

(۷) :- آئمہ مساجد کی تعلیم کا خاص اہتمام کیا جائے۔

(۸) :- یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ مدارس عربیہ اہلسنّت میں حتی الوسع شعبۂ طب بالخصوص اور بالعموم اور دیگر حصولِ معاش کے اضافہ کی سعی کی جائے۔

(۹) :- یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ جلد از جلد ایک ایسا دار التصنیف کھولا جائے جو ہر قسم کی

مفید تصانیف مرتب کرے اور بہم پہنچائے۔

مجلس سوم ۲۹ را پریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرون باغ قاطمان حسب ذیل تجاویز بالاتفاق آرا منظور ہوئیں

پاکستان

(۱) :- آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے، اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲) :- یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحۂ عمل مرتب کرنے کیلئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:-

حضرت مولانا شاہ سید ابو المحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب۔ حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔ حضرت مولانا مولوی عبد الحامد صاحب قادری بدایونی۔ حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان آل رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف۔ حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب لاہور۔ حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔ حضرت پیر سید شاہ عبد الرحمٰن صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ)۔ حضرت حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانکی شریف۔ خان بہادر حاجی بخشی مصطفیٰ علی صاحب (مدراس)۔ حضرت مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور۔

(۳) :- یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت بمصلحت اضافہ کرے۔ یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبجات کے نمائندے لئے جائیں۔

۳۰

فلسطین

(۴) آل انڈیا سُنی کانفرنس کا یہ اجلاس مجاہدین فلسطین کے اس مطالبہ کی پُرزور تائید کرتا ہے کہ ارضِ مقدس فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ کو بند کر دیا جائے، کیونکہ یہودیوں نے فلسطین کی تمام اراضیات پر اپنا قبضہ کر کے عربوں کی زندگی کو تباہ کر دیا ہے۔

(۵) :- یہ اجلاس حکومت برطانیہ اور قوتِ متحدہ امریکہ سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ فلسطین سے یہودیوں کو خارج کر دیا جائے، اور مزید داخلہ کو روک دیا جائے۔

(۶) :- طے پایا کہ تجویز کی نقل فلسطین اور عربی اخبارات کو بھی روانہ کی جائے۔

خانقاہیں

(۷) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ حضرات مشائخ کرام کی خانقاہوں کو حضرات صوفیائے عظام کے قدیم طریقہ رشد و ہدایت اور تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنایا جائے۔

(۸) :- اعراس مبارک کے مواقع پر ایک نظام نامہ تیار کیا جائے کہ جو زائرین کے قلوب میں ایک علمی ولولۂ دین و طریقت پیدا کر دے، اور اس نظام کے کامیاب بنانے کیلئے ضروری ہے کہ مرکزی دفتر کی جانب سے تمام خوانوادہائے طریقت سے مراسلت کیجائے، اور عہدیداران کانفرنس اعراس کے مواقع پر خود شرکت کر کے اس نظام نامہ کی دعوت دیں۔

مرکزی دار الافتاء

(۹) :- آل انڈیا سُنی کانفرنس کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ بریلی شریف میں اعلیٰحضرت قدس سرہ کے آستانہ پر حضرت مفتی اعظم ہند کے زیر قیادت ایک مرکزی دار الافتاء کا انتظام کیا جائے جس میں کم از کم چار جید عالموں کی خدمات حاصل کیجائیں، اور فقیہ اعظم صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب دامت برکاتہم اسکی سرپرستی و نگرانی فرمائیں۔

(۱۰) :- ملک کے کسی مقام پر جس کسی فتوے میں تردد یا اختلاف پیش آئے، آخری حکم معلوم کرنے کے لیے اس دار الافتاء میں بھیجا جائے۔ دینی و مذہبی رسائل چھپنے سے قبل یہاں بھیجکر

تصدیق وتصحیح بھی کرائی جاسکتی ہے اسطرح مذہبی نظام انتشار واختلاف سے محفوظ رہیگا۔

(۱۱) :- اس دار الافتاء کے مصارف کے لیے اسلامی ریاستوں سے اور اہل ثروت مسلمانوں سے امدادیں طلب کی جائیں۔

(۱۲) :- اسلامی مدارس اس دار الافتاء کیلئے حسب حیثیت امداد مقرر کریں۔

(۱۳) :- خانقاہوں کے اوقاف سے امدادیں مقرر کرائی جائیں۔

محرک :- حضرت مولانا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی محدث صدر سُنّی کانفرنس ضلع مراد آباد

اصلاح اعمال

(۱۴) یہ اجلاس مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی زندگی بنائیں اور تمام منہیات ومحرمات شرعیہ سے پرہیز کریں، شادی بیاہ کی بیجا رسوم ممنوعہ کو ترک کریں، شراب نوشی، قمار بازی، اور دوسرے خرافات سے محترز رہیں۔

(۱۵) :- یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ ہر سُنّی کانفرنس کے ماتحت رضا کاران کی جماعتیں منظم کیجائیں جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی بالعموم اور ترغیب نماز کی خدمت خاص اہتمام کیساتھ انجام دیں

تعطیل جمعہ برائے نماز

(۱۶) دیکھا جاتا ہے کہ بعض دفاتر حکومت اور کچہریوں میں مسلمان ملازمین کیلئے جمعہ کی نماز ادا کرنے کا انتظام نہیں کیا جاتا، یہ اجلاس حکومت برطانیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمان ملازمین کو نماز جمعہ کی چھٹی دیجائے۔

طباعت رپورٹ وخطبہ استقبالیہ

(۱۷) آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اس عظیم الشان کانفرنس کی رپورٹ کو مرتب کرکے جلد شائع کیا جائے۔ اور ملک کے گوشہ گوشہ میں نشر کیا جائے اسیطرح مجلس جمعیت استقبالیہ کے خطبہ کو طبع کراکر شائع کیا جائے۔

سُنّی کانفرنسوں کا انعقاد

(۱۸) آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا یہ اجلاس تمام صوبجاتی [illegible]

اہلِ سُنّت کو متوجہ کرتا ہے کہ ہر صوبہ اور ضلع میں سُنّی کانفرنسیں منعقد کی جائیں ۔

دار المبلغین

(۱۹) آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا یہ اجلاس مسلمانوں کی اہم ضرورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے تجویز کرتا ہے کہ ایک دار المبلغین قائم کیا جائے، جس میں ایک واعظین و مبلغین پیدا کیے جائیں جو تبلیغ و اشاعت کا بہترین کام کر سکیں، اس دار المبلغین میں فارغ التحصیل یا ادنیٰ درجہ کے عربی و فارسی جاننے والوں کو داخل کیا جائے جو تقریر و مکالمہ کا مذاق رکھتے ہوں۔ نیز ایسے اشخاص کو بھی داخل کیا جا سکتا ہے جو مغربی تعلیم سے واقف ہوں تاکہ نصاب کی تعلیم مکمل کر کے مغربی طبقات میں بآسانی تبلیغ کر سکیں۔ اس دار المبلغین کا نصاب مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:۔

حضرت مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی ۔ حضرت علامہ مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری فرنگی محلی ۔ حضرت مولانا عبد الحامد صاحب قادری بدایونی ۔

(۲۰) :۔ مولانا عبد الحامد صاحب قادری اس کمیٹی کے ناظم ہوں اور دار المبلغین کا مرکز بدایوں ہو۔

(۲۱) :۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ داخل ہونے والے طلباء کے لیے مناسب وظائف کا انتظام کیا جائے۔

مجلس چہارم ۳۰ ر اپریل ۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرون باغ خاطر خان حسب ذیل تجاویز بالاتفاق آراء منظور ہوئیں

غیر مسلموں کے ہاتھوں سے قرآن کریم کی طباعت و تجارت

(۱) آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا یہ اجلاس حکومت ہند سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ غیر مسلموں کیلئے قرآن کریم کی طباعت و اشاعت ممنوع قرار دیدے، کیونکہ غیر مسلموں کے ہاتھوں میں جا کر قرآن کریم کی بے حرمتی ہوتی ہے، جسے مسلمان کسی وقت بھی برداشت نہیں کر سکتے ۔

سُنّی کانفرنسہائے صوبجات ہند

(۲) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ حضرات علماء و مشائخ کرام جلد از جلد اپنے حلقہ جات میں صوبہ وار، اور ضلع وار سُنّی کانفرنسوں کی

تشکیل و قیام کا کام جلد شروع کر دیں اور جو تجاویز کانفرنس منظور کر رہی ہے ان پر عمل کرانے کے لئے سنی کانفرنس کی شاخیں عمل پیرا ہوں۔

محافل میلاد مبارک

(۳) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ محافل میلاد مبارک کی توسیع و ترویج کیجائے، اور ان کے لئے بہترین انتظامات بہم پہنچائی جائیں تاکہ وہ اصلاح اعمال و اخلاق کے لئے مفید تر ہو جائیں۔

اصلاح ادارہ جات

(۴) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ یتیم خانوں، شفاخانوں اور مسافر خانوں، جیل خانوں کی نگرانی کے ضروری انتظامات کئے جائیں، تاکہ جو حضرات ان اداروں سے ہوتے رہتے ہیں ان سے یتیموں، بیماروں، قیدیوں کو محفوظ رکھا جاسکے، اور جیل خانوں میں قیدیوں کے اندر اصلاح اعمال کی تبلیغ کی جائے۔

حج

(۵) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس حکومت ہند سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ سفر حج مبارک کیلئے جہازوں کی معتد بہ تعداد کا جلد انتظام کرے اور جہازوں کے اندر حاجیوں کی سہولت کے معقول انتظام کرے۔

حکومتِ سعودیہ کا مکروہ طرزِ عمل

(۶) یہ اجلاس حکومت سعودیہ کے اس مکروہ طرزِ عمل پر کہ وہ حجازِ مقدس کے اندر حاضر ہونیوالے اُن زائرین اور حجاج کو جو اعتقاداً نجدیوں کے ہم مشرب نہیں ہیں، اعتقادی امور کی ادائیگی سے روکے ــــ نیز اس رویّہ پر کہ حکومت نجدیہ کی طرف سے کھلے بندوں تحریراً و تقریراً غیر نجدی عقائد رکھنے والوں کو مکروہ الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے، ـــــــ سختی سے احتجاج کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ حرمین الطیبین سے دنیائے اسلام کا جو تعلق ہے، اُس لحاظ سے حکومت نجدیہ کو یہ حق ہرگز نہیں پہنچ سکتا کہ وہ اپنے مخالف عقائد رکھنے والوں کے ساتھ مذکورہ بالا طرزِ عمل اختیار کرے۔

(۷) یہ اجلاس بعض مطوفین کے طرزِ عمل اور اُن ناجائز و ناواجب ٹیکس کے خلاف پُر زور

احتجاج کرتا ہے، جو ادائے فریضۂ حج و زیارت پر حکومت نجدیہ کی طرف سے بجبر وصول کیا جاتا ہے اور نہ دینے کی شکل میں حج سے روکا جاتا ہے، جسکی مقدار سال گزشتہ تقریباً ایکہزار روپیہ فی کس تھی۔

(۸) :- اس تجویز کی نقل حکومت نجدیہ کو بھی بھیجدی جائے۔

محرک :- مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔

جسمانی ورزش

(۹) :- یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ مسلمانانِ ہند کیلئے ضروری ہے کہ جلد از جلد اپنی جسمانی حالت کو درست کریں، اور فنونِ قدیم، کسرت، ورزش، تیر اندازی، نفلق اندازی وغیرہ جیسے مبارک فنون کو فروغ دیں تاکہ انکی صحت جسمانی ترقی کر سکے۔

(۱۰) :- یہ اجلاس تمام ماتحت شاخوں سے اپیل کرتا ہے کہ اپنے اپنے حلقہ میں ان مبارک فنون کی ترویج و ترقی کے لئے ہر ممکن سعی شروع کر دیں، نیز یہ اجلاس تمام مدارس عربیہ کے نظماء سے اپیل کرتا ہے کہ ہر مدرسہ کے اندر طلباء کو فنونِ شریفہ کے سکھانے کا نظم کیا جائے۔

دار القضاء کا مطالبہ

(۱۱) یہ اجلاس حکومتِ ہند سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ جو مقدمات قانونِ شریعت کے مطابق فیصل کئے جاتے ہیں جیسے کہ نکاح، طلاق، مہر، نفقہ زوجہ کو حاصل کرنا ہے، وقف، میراث وغیرہ اسکے لئے اسلامی عدالتیں قائم کی جائیں، تاکہ ہمارے ناموس و عزت اور دین کا پورا تحفظ ہو سکے۔ ان عدالتوں کیلئے جج علماء دین ہی مقرر کئے جائیں، اور وکالت بھی علماء ہی کریں۔

نکاح

(۱۲) آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا یہ اجلاس حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تجویز کرتا ہے جو نکاح کے بعد کثیر الوقوع مشکلات کے سدّ باب کے لئے ایسے کابین نامے ترتیب و تجویز کرے جس کی رُو سے عورت عند الضرورت خلاصی حاصل کر سکے۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفٰے رضا خاں صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب۔ حضرت صدر الافاضل اُستاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مولانا ملک العلماء ظفر الدین صاحب بہار شریف۔ حضرت شیر بنگال مولانا عزیز الحق صاحب۔ حضرت مولانا مفتی

عبد القدیر صاحب بدایونی حیدر آباد ۔ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب بدایونی بمبئی ۔ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب سمستی پوری بدایوں ۔ حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب لاہور ۔ حضرت مولانا مفتی امتیاز احمد صاحب اجمیر شریف ۔ حضرت مولانا مفتی قدیر بخش صاحب بدایونی جے پور ۔ حضرت مولانا عبد الباقی صاحب بہاویں ضلع سکھر (سندھ) ۔ حضرت مولانا سراج احمد صاحب وزیر خاں بھاولپور حضرت مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں ۔ حضرت مولانا مفتی عبد العزیز خاں صاحب کاٹھیاواڑ ۔ حضرت مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب فتحپوری دہلی ۔ حضرت مولانا مفتی عبد الحفیظ صاحب آگرہ ۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اڑیسہ ۔ حضرت مولانا وصی احمد صاحب سہسرام ۔ حضرت مولانا مولوی مفتی عبد الرشید خاں صاحب نعیمی ناگپور ۔ حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی گجرات ۔

و حضرات کرام دیگر مفتیان عظام سے بھی مشورہ استصواب فرمائیں ۔

(۱۳) ۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس نکاح خواں حضرات کیلئے ضروری سمجھتا ہے کہ انکی ضروری تعلیم اور معلومات کا فوری انتظام کیا جائے ، اور ایک ایسی کتاب تیار کر دی جائے جس سے قلیل عرصہ کی محنت میں مسائل نکاح سے باخبر ہو کر اس سنت کی انجام دہی کا کام کر سکیں ۔ ایسی کتاب کا مطالعہ جدید نکاح خوانوں کے لئے لازم کر دیا جائے ، اور جس وقت وہ مسائل نکاح محفوظ کر کے امتحان میں کامیابی حاصل کر لیں ، سند نکاح خوانی دیجائے ۔

جمعیت آئین ساز

(۱۴) چونکہ سنی کانفرنس ابتدائی دور سے ترقی کر کے کافی وسعت اختیار کر چکی ہے ، اسلئے اسکے آئین میں مزید اضافوں پر کافی غور کرنے کیلئے ایک مجلس ترتیب دیجائے کم از کم سات ارکان پر مشتمل ہو ۔ اس آئین کی نقلیں جملہ ارکان کے پاس بھیجدی جائیں ، جب وہ اس پر کافی غور کر لیں اسوقت مجلس منعقد کر کے منظوری لی جائے ، جب سالانہ جلسہ ہو اسوقت تک اس آئین منظور کردہ جمعیت عاملہ پر عمل ہوگا ۔

(ارکان) حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف ۔ حضرت صدر الافاضل صاحب ۔ حضرت صدر الشریعہ صاحب ۔ حضرت ملک العلماء صاحب ۔ حضرت مفتی اعظم ہند صاحب ۔ حضرت مولانا ابو الحامد

حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔

اظہار تہنیت

(۵۰) آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب، ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس و حضرت فخر ملت وطریقت مولانا سید ابوالمحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند، و حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی ناظم نشر واشاعت کی ان مساعی جمیلہ پر جو سنی کانفرنس کیلئے فرمائی ہیں انتہائی اخلاص و تشکر کے ساتھ مبارکباد دیتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ ان حضرات کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ سنی کانفرنس آج اس بلند معیار پر پہونچ رہی ہے، مولیٰ تعالیٰ ان حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے، اور آئندہ بھی کانفرنس کو انکی رہنمائی و مساعی سے مستفید ہونے کا موقع عطا فرمائے۔

مجلس پنجم ۳۰ اپریل ۴۶ء بوقت ۵ تا ۸ بجے شام اندرون باغ فاطمان!

حسب ذیل تجویز باتفاق آرا منظور ہوئی

آئندہ عہدہ داران

(۱) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ آئندہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے لیے صدر حامی سنت ناصر سنت راس المحدثین رئیس المتکلمین فرزند رسول الثقلین حضرت مولانا سید شاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی مدظلہ قرار دیے جائیں۔ اور ناظم اعلیٰ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ مرادآبادی بدستور رہیں۔ اور ناظم نشر واشاعت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی مقرر ہوں۔

محرک:- مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔

تمت

مکتوب محدث بنام پیر مانکی شریف

الجمعیۃ العالیۃ المرکزیۃ
آل انڈیا سنی کانفرنس
مراد آباد

۲۸۶ / ۵۶

حضرت بابرکت — دامت مکارمکم — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پاکستان کانفرنس پشاور کا دعوت نامہ دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں بصورت تشریف لایا جبکہ حضرت صدر الافاضل نعیم الملۃ والدین دامت برکاتہم امیر آل انڈیا سنی کانفرنس کے پہلے بنارس سے باہر متعدد حاجات کی بنا پر تشریف لیجا چکے ہیں اور ۱۲ اپریل کو واپسی کا تو ہے کہ بنارس ہی میں ہونگے اس لئے ۱۲ اپریل کو پشاور کی حاضری کسی طرح ممکن نہیں حضرت کے علم میں آ چکا ہوگا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس بنارس میں ۲۷ تا ۳۰ اپریل ہوگا جسکا دعوت نامہ حاضر کیا جا چکا ہے اور ایسی کانفرنس حضرت امیر ملت صدر آل انڈیا سنی کانفرنس کی صدارت میں ہو رہی ہے حضرت کی مشغولیت میں تمام سنی کانفرنس کی نمائندگی فرمائینگے الحمد للہ آپکو بھی پاک مقاصد میں روشنی اور حصول کامیابی نصیب فرمائے جس امر کا ارادہ منظور خاطر ہے اسکے لئے پاکستان کانفرنس سے زیادہ آل انڈیا سنی کانفرنس اہمیت رکھتی ہے آپ کی تشریف آوری یہاں جبکہ ہندوستان کے ہر صوبہ سے سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں علماء و مشائخ ناشقہ شیدا ہیں اپنے صوبہ کے اور تمام اسلامی صوبوں کے حاضر ہونگے تو یہ جو ایشیا اور یورپ میں یکساں طور پر منعقد کی اہمیت کو نمایاں کر دے گی لہذا حضرت سے دعوت کے نام پر اور مسلمانان سرحد کا فرض ہے کہ نام پر اور پاکستان کانفرنس کے پاک مقصد کے نام پر اور سب سے بڑھکر شریعت کے نام پر اور اسلام کے نام پر التماس ہے کہ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے اجلاس میں اپنی شرکت سے بیکس مسلمانوں کی دستگیری فرمائی جائے اور تشریف آوری کے وقت سے بذریعہ تار مطلع کیا جائے لاہور سے آپکو کلکتہ میل ملیگا جو سیدھا بنارس پہنچاتا ہے فقط آپکا خادم

فقیر اشرفی و گدائے جیلانی
ابو المحامد سید محمد صدر شعبہ تبلیغ آل انڈیا سنی کانفرنس

تاثراتِ دل نشیں

۱۹ ۶ ۴۶

جشنِ شاہی یا دربارِ اہلِ سنت بنارس

۱۹ ۶ ۴۶

از حضرت محترم المقام ضیاء الملت جناب مولانا ضیاء القادری صاحب بدایونی

ذیل میں ان قطعات و منظومات کو حضرت مولانا ضیاء القادری صاحب بدایونی مدظلہ کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین کرام کرتے ہیں جنہوں نے اجلاس آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے حاضرین میں شاعر و ترجمان اہل سنت کی لسان درفشاں سے ایک ولولہ اور ذوق روحانی پیدا کر دیا تھا حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا مدظلہ کا کلام وہ کلام ہوتا ہے جس میں ادبی لطافتوں اور علمی نکات کے ساتھ ساتھ ملت حنیفہ کی سچی محبت اور دل میں گھر کرنے والے جذبات ہوتے ہیں ہمیں مولیٰ عز و جل سے دعا ہے کہ وہ شاعر اہل سنت کا سایہ تا دیر اہل سنت پہ دراز فرمائے اور ہمیں موقع ملے کہ ہم تا دیر آپ کی علمی و فنی قابلیتوں سے بہرہ اندوز ہوتے رہیں۔ آمین۔ (مدیر)

قطعات

مرکز رشد و ہدایت ہے بنارس آج کل
جلوہ گاہِ اہلِ سنت ہے بنارس آج کل

اللہ اللہ اجتماعِ سنیانِ ارضِ ہند
مسکنِ خاصانِ امت ہے بنارس آج کل

دیگر

احباب باصفا کے مقابل میں آ گئے
ہم بھی اس اجتماع خدا رس میں آ گئے

اللہ رے یہ جذبۂ اسلام کی کشش
ارضِ وطن سے کھنچ کے بنارس میں آ گئے

مدن پورہ کی نشر گاہ!!

ہیں ایسے لوگوں میں کچھ اس لئے تو ہم
مذاقِ نغمہ ہے لیکن ہیں بے قرینہ بہ حد

ضیا کو لطفِ ملت جو نشر کرتا ہے
[illegible] ہیں مدانِ [illegible]

رام نگر اسٹیٹ کا جلسہ

انوار حقیقت ہیں نہاں قلب و جگر میں
ہے تابش قندیل حرم جذب نظر میں
دل کش ہیں صنم خانۂ کاشی کی فضائیں
لیتا ہے ضیاؔ نام خدا رام نگر میں

گنگا کا عارضی پل اور آندھی

ضعیفی ناتوانی رعشہ و دبر اختلاج دل
اندھیری رات آندھی تیز خوف دوری منزل
مسافر پاشکستہ پل شکستہ بحر بے ساحل
شب تاریک و بیم موج گرداب چنیں حائل
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

دیگر

پرستاران باطل کھاتے ہیں جس شہر کی قسمیں
ہمیں اس سے غرض، پر اس صنم خانہ کی کیا ہے
نظر کاشی میں آئیں کاش جلوے کعبے والے کے
ہمیں تو لے ضیاؔ یہ شوق لایا ہے بنارس میں

دیگر

چمن میں ہے کہیں سرو و کہیں گل آتشی ہیں
نشیمن پر کہیں اہل ہوس گرد و برق پاشی ہیں
مگر شمع حرم کی ضو فشانی لے تعالی اللہ
ضیاؔ اپنے خدا کا لے رہا ہے نام کاشی میں

دیگر

رحمت کے نمایاں ہیں آثار بنارس میں
چھائے ہیں مدینے کے انوار بنارس میں
خیر و برکت یہ سب عشاق نبی کی ہے
سنی علما کا ہے دربار بنارس میں

منظر دربار

سر مسند یہ وہ خاصان حق ہیں انجمن آرا
زیارت جن کے چہروں کی گناہوں کا ہے کفارہ
زہے یہ اجتماع اہل حق یہ جشن شاہانہ
سواد اعظم اسلام کا ہے عام نظارہ

باغ فاطمان

کسے پسند ہوا کم مختصر مکان کی سیر
جنوں میں کرتے ہیں دیوانے دو جہاں کی سیر
خدا کی شان بنارس کے گرم موسم میں
ضیاؔ نصیب ہوئی باغ فاطمان کی سیر

دربار اہل سنت

عیاں الحمد للہ شان توحید و رسالت ہے
کہ جشن عظیم الشان بزم اہل سنت ہے
زباں پر نعرۂ نعت شہنشاہ رسالت ہے
فرشتے وجد کرتے ہیں درود و کی وہ کثرت ہے

نثارِ گلشنِ طیبہ بہارِ ہشتِ جنت ہے
چمن اندر چمن رنگینیٔ آثارِ رحمت ہے

عجب دلکش پیامِ اتحادِ اہلِ سنت ہے
خدا شاہد صفت آرا یہ آج اک کرامت ہے

مسلمانوں کو حاصل کعبے والوں کی زیارت ہے
یہ کاشی یا درِ کاشانۂ اہلِ عقیدت ہے

بنارس کو میسر آج وہ صبحِ سعادت ہے
کہ مرغانِ سحر میں شورِ تکبیرِ عبادت ہے

عجب دلکش یہ کاشی کے صنم خانوں کی حالت ہے
جدھر دیکھو ہجومِ کلمہ گویانِ شہادت ہے

ہے لطفِ بادہ رنگی بارشِ بارانِ رحمت ہے
نسیمِ صبح دامن میں لئے بوئے جنت ہے

سوادِ شب جبینِ بدر کے جلووں سے ہے روشن
چراغِ طور کے انوار سے کافور ظلمت ہے

ستارے ٹوٹے پڑتے ہیں زمیں پر سطحِ گردوں سے
منور ہے جہاں پر نور بزمِ اہلِ سنت ہے

ہے کتنی جاذبِ دل رونقِ دربار شاہانہ
باندازِ تجلی جلوہ آرا حسنِ فطرت ہے

یہ برقی قمقمے یہ جگمگاہٹ یہ حسیں جلوے
کہ جیسے آسماں سے بارشِ انوارِ قدرت ہے

یہ نازک شگفتہ پھول گل بوٹے میں طیبہ کے
جہاں پر کیف منظر ہے یا منظر میں بہجت ہے

نسیمِ خلد سے آنکھوں میں ٹھنڈک ہے سکوں دل میں
ہر اک سر میں سوزِ محبت کی حرارت ہے

بہاریں گنبدِ خضریٰ کی فردوسِ تصور میں
بہشت آرزو گلزارِ طیبہ کی زیارت ہے

جھلک کر کہہ رہے ہیں چاند تارے سبز رنگ کے
نشانِ نصرتِ حق ہر نشانِ اہلسنت ہے

حسیں آرائشیں دربار کی ہیں دید کے قابل
مسلمانوں کی کثرت مائلِ تنظیمِ وحدت ہے

زہے دربارِ انوار لئے ہے یہ بزمِ نورانی
ہجومِ اہلِ ملت اجتماعِ اہلِ سنت ہے

یہ زریں شہ نشیں یہ خوشنما اورنگ یہ مسند
تصدق ہر ادا پر حسن کی ہر شانِ شوکت ہے

یہ نورانی مقدس صورتیں اللہ والوں کی
صفائے قلبِ اربابِ نظر حسن کی زیادت ہے

یہ عالم یہ مشائخ یہ اکابر یہ خدا والے
سوادِ اعظمِ اسلام پر حسن کی سیادت ہے

یہاں الحمد للہ ہند کے گوشے گوشے سے آئے ہیں
یہ دربارِ مبارک مرکزِ افرادِ امت ہے

یہ جلسہ ہے ثنائے صاحبِ لولاک کا جلسہ
یہ مجمع مجمعِ عشاقِ سلطانِ رسالت ہے

نظامِ سنیانِ ہند کو ہے منضبط کرنا
وقارِ اہلِ سنت محض اس جلسہ کی غایت ہے

الٰہی کامیاب و کامراں یہ جشنِ عالی ہو
سرِ دربار مصروفِ دعا ہر فردِ امت ہے

منظم اے خدا شیرازۂ ملت کو فرما دے
جہاں کو اتحادِ اہلِ ایماں کی ضرورت ہے

عطا ہو جلد خود مختار پاکستانِ اسلامی
دلِ مسلم کو یا رب شوقِ تجدیدِ خلافت ہے

الٰہی متحد کر سنیانِ ہند کو باہم
جہاں کو احتیاجِ اتحادِ دین و ملت ہے

نبی کا واسطہ مسلم کو یا رب فتح و نصرت دے
ضیا کی یہ دعا یہ التجائے اہلِ سنت ہے

۷۸۶

هو المعین

رجسٹرڈ حروف ل نمبر ۱۵

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

بطفیل حمایت سلطان العلوم ... مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا

هو الف در

تار کا پتہ ۔ دبدبۂ سکندری رامپور

[illegible]

نواب کالج سر ... علیخاں بہادر خلد آشیاں کی علمی یادگار

دبدبۂ سکندری

رامپور

سنہ ۱۸۶۶ء سے چھپتا ہے

سنہ ۱۲۸۳ھ میں جاری ہوا

سالانہ چندہ [illegible]

مالک و مدیر محمد فضل حسن صابری

[illegible]

نمبر ۴۵/۴۶ | ۲۸ ۔ ذی قعدہ سنہ ۱۳۶۴ھ مطابق ۵ نومبر سنہ ۱۹۴۵ء یوم مبارک دوشنبہ | جلد ۸۳

ترانۂ پاکستان

فرمودہ حضرت جہاں استاد علامہ عرشؔ مدظلہ فیروزپوری

امید ہی نہیں بلکہ یقین واثق ہے کہ مسلم اخبارات کے ... قومی ترانہ کو ... اپنے اپنے ... میں شائع فرما کر ملک کے گوشہ گوشہ میں پہونچانے کی ... (ادارہ)

سرتا بقدم قربانی ۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہے پاک ہمارا دامن ۔ ہے پاک ہمارا ہر ...
ہر ایک ... اپنا ۔ تصویر ہے ... آئینہ
... ۔ ... کی ... صورت ...
... ۔ صورت ... ہم ...
اسلام ہمارا ... ۔ قرآن ہماری منزل
... ۔ کرتے ہیں ... کو سجدے
... ترکستانی ۔ ہم لوگ ہیں نقش اول
... ۔ ظاہر ہے شجاعت ہم سے
... ۔ ... حل ہوگا
... پرچم اپنا ۔ دکھلائیں حقیقت اپنی
طالب ہیں ... رحمت کے ۔ نسبت ... کرتے ہیں

ہم لوگ ہیں پاکستانی ۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی
کیا مشکل نہیں ... ہم لوگ ہیں پاکستانی
اک دنیا کی حیرانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہر بات اپنی وجدانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
سب کہیوں نہ ہمیں لاثانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہم خنجر ... ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہے جھکی ہوئی پیشانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہم لوگ ہیں نقش ثانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
... اپنے ... ہم لوگ ہیں پاکستانی
رخ آب کی ہیں طغیانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
اب دل ... ہم لوگ ہیں پاکستانی
آئی ہے جو ہے پیش آنی ہم لوگ ہیں پاکستانی

... جو ہیں خالی دامن لے عرشؔ وہ دامن بھر لیں
کرتے ہیں گہر افشانی ۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی

الخُطبة الاشرفية للجمهورية الاسلامية

عمدۃ العلماء ابوالحامد سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی قدس سرہ

آل انڈیا سنی کانفرنس اجمیر (خصوصی اجلاس)

۵-۶ رجب ۱۳۶۵ھ ۷-۸ جون ۱۹۴۶ء (خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ کا عرس مبارک)

درگاہ معلیٰ اجمیر شریف کی مسجد شاہ جہانی میں خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقع پر آل انڈیا سنی کانفرنس کے عظیم الشان اجلاس حضرت دیوان سید آل رسول علیخاں سجادہ نشین آستانہ اجمیر پاک کی صدارت میں منعقد ہوئے، ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت کی ایک لاکھ سے زائد عام مسلمانوں کا اجتماع رہا، حضرت مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی صدر آل انڈیا سنی کانفرنس حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین ناظم عمومی و حضرت مولانا شاہ عبدالحامد قادری بدایونی ناظم نشر و اشاعت، حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، حاجی محمد عارفین، مولانا جیلانی میاں، مولانا نذیر حسین دہلوی، حضرت مولانا سید عبدالمجید، مولانا محمد عابد القادری کی تقاریر و مساعی نے اس اجلاس کو کامیاب بنایا[1] صدر آل انڈیا سنی کانفرنس حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی نے جو خطبہ اپنے مخصوص انداز میں ارشاد فرمایا اس کا ملخص یہ ہے۔

(۱) اولیاء اللہ کے حضور اور ان کے مزارات کی حاضری کی ساعات بابرکت ہوتی ہیں

---

[1] دبدبہ سکندری رامپور ۲۰ جون ۱۹۴۶ء، ص ۳

ان کا نیاز مند جہاں کا بادشاہ ہوتا ہے ــــــ ان کے خدام بصیرت کی نگاہ سے حقائق عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

(۲) ہند میں حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمتہ کے وسیع فیض کا اجمالی تذکرہ۔

(۳) اسلام اور کفر کا امتیاز ــــــ مسلمان کی تیز نگاہ اثر کو دیکھ کر موثر کا یقین کر لیتا ہے۔ صفات کو دیکھ کر موصوف ذات کا ایقان کر لیتا ہے۔ اس کی تیز نگاہ افلاک کی بلندیوں کے پار اور زمین کے دبیز پردوں کو پھاڑ کر معبود برحق کی لذت دید سے سرشار ہو جاتی ہے ــــــ لیکن کافر کی عقل مظاہر قدرت کی حقیقت کو پا لینے سے جب تھک جاتی ہے۔ تو انہی مظاہر ــــــ سورج، چاند، آگ، پتھر اور درخت وغیرہ ــــــ کو پوجنا شروع کر دیتی ہے۔

(۴) دین کی اشاعت اور اس کی آزادی کی خاطر اسلاف کے کارناموں کا اجمالی ذکر۔

(۵) اندرون ملک اسلام پر مصائب ــــــ دین فروشی کی چند مثالیں۔ وریا نند، نبدے ماترم کا ترانہ، گاندھی کی جے، رنگ، تہمند۔

(۶) بیرون ملک مسلمانوں پر آلام ــــــ فلسطین میں مسلمانوں کی حالت زار، ابن سعود کا حجاج کرام سے جبریہ ٹیکس لینا۔ انڈونیشیا میں مسلمانوں کے ساتھ ظالمانہ رویہ۔

(۷) دنیائے سنیت کی تنظیم ــــــ مرکزی دارالافتاء۔ مرکزی دارالقضاء، مرکزی دار التصنیف کا قیام اور خانقاہوں میں ربط و ارتباط۔

(۸) آل انڈیا سنی کانفرنس ــــــ جمہوریہ اسلامیہ کے تیس ہزار علماء و مشائخ کا عزم صمیم ــــــ پاکستان کی منزل کو سنیوں کے ہاتھوں قریب سے قریب تر کرنا۔

(۹) پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ــــــ سنی کانفرنس سے ٹریک کا تحریری عہد۔

(۱۰) مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا۔ اور تمام سُنی ——— جمہوریہ اسلامیہ کے سبز ہلالی پرچم تلے جمع ہو جائیں۔

مذکورہ کانفرنس میں حسب ذیل تجاویز منظور ہوئیں:

(۱) دربار خواجہ سیدنا غریب نواز رضی اللہ عنہ کا یہ عظیم الشان اجتماع آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کی منظور کردہ تجاویز کی پرزور تائید کرتا ہے اور آل انڈیا سنی کانفرنس پر اپنے کامل اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور یقین دلاتا ہے کہ مسلمانان ہند آل انڈیا سنی کانفرنس کی مذہبی رہنمائی پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

(ب) یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ حضرات علما و مشائخین اہل سنت ہندوستان کے اندر اسلامی حکومت کا قیام چاہتے ہیں جو قرآن کریم احادیث نبویہ و فقہی اصول کے مطابق ہو یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ وزارتی مشن کی تجاویز مسلمانوں کے لئے ہرگز تسلی بخش نہیں ہیں۔

(ج) یہ عظیم الشان اجلاس راشٹریا سیوک سنگھ کی اُس تحریک کو جو ملک کے ہر گوشہ میں اندرونی طور پر انقلابی شکل و صورت میں چلائی جا رہی ہے جس کی بدولت مسلمانوں پر جابرانہ اور سفاکانہ مظالم ہو رہے ہیں انتہائی نفرت کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اس تحریک کے جراثیم کو فوراً روکے اور اسے خلاف قانون قرار دے نیز مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے تحفظ سے غافل نہ رہیں۔[1]

اب آئندہ صفحات پر آپ اس تاریخی خطبہ الخطبۃ الاشرفیہ للجمہوریۃ الاسلامیہ مطبوعہ مراد آباد (۱۳۶۵ھ) کا عکس بھی ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] ایضاً

ان من البیان لسحرا

الخطبۃ الاشرفیۃ للجمہوریۃ الاسلامیۃ

بعونہٖ تعالیٰ وکرمہٖ

امسال ۵۔ اور ۶۔ رجب المرجب [illegible] کو آل انڈیا سنی کانفرنس کے اسپیشل اجلاس مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلیٰ اجمیر شریف میں حضرت عالی درجت سراپا برکت شیخ المشائخ والکبراء مامن شاہ وگدا اولوان سید شاہ آلِ رسول علی خاں صاحب (دامت برکاتہم) سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی دعوت اور ہدایت کے ماتحت ہوئے جنکی ایک نشست میں خود حضرت ممدوح مدظلہٗ نے مسند صدارت کو عزت بخشی۔ اسی اجلاس میں فرزند رسول جگر گوشۂ بتول عالم نبیل فاضل جلیل رئیس المتکلمین حضرت مولانا الحاج المولوی السید الشاہ سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی مدظلہٗ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے یہ نفیس خطبہ ارشاد فرمایا اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اپنے مخصوص انداز میں سنایا

حسب فرمائش اراکین آل انڈیا سنی کانفرنس

(جناب مولانا مولوی ظفر الدین احمد صاحب دام مجدہم) نے اپنے

اہلسنت برقی پریس شیش محل مرادآباد میں چھاپ کر شائع فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی من علینا اذ بعث فینا رسولا وجمعنا علی کلمۃ واحدۃ و کعبۃ
واحدۃ و قرآن واحد و دین واحد و جعل الناس عیالہ شاکرا و علامۃ مقبولۃ والصلوۃ والسلام علی
من ہو حبل اللہ المتین و العروۃ الوثقی بالیقین و ہو الذی الف بین قلوبنا اذ کنا اعداء فاصبحنا
بنعمتہ اخوانا و باللہ مومنین و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہ الطیبین الطاہرین
و علی الائمۃ المجتہدین و علماء امتہ و اولیاء ملتہ و شہداء محبتہ و
جمیع المتمسکین بسنتہ والمعتصمین و علینا معہم و بہم و لہم - اما بعد

مشائخ کرام، علمائے اعلام و برادران اسلام! اللہ اللہ کیسی مبارک گھڑی، اور کیسا مقدس مقام، اور کس قدر بلند مقصد آج اور اس وقت میسر ہے کہ اگر اس ساعت حیات کی برکتیں تمام زندگی کے لمحات کو تقسیم کر دی جائیں تو انشاء اللہ تعالی ہم سب کا بیڑا پار ہو جائے یہ شاہجہانی مسجد ہے جس کی بنیاد سے لیکر چوٹی تک جدھر نظر کیجئے تو اس عقیدت مندی کی صاف شفاف و سفید جھلک موجود ہے، جو جہاں تخت و تاج والے حکمرانوں کو دلق و گلیم والے فرمانرواؤں سے تھی۔ لال قلعہ دہلی کے تخت طاؤس پر جو سر سب سے اونچا نظر آتا تھا، وہ سب سے زیادہ جھکنے والا اور جھکانے والا خاک پائے اجمیر میں دکھائی پڑتا تھا۔ سلطان السلاطین شہنشاہ کا لقب خواجہ خواجگان کی جاروب کشی نے بخشا تھا۔ خزانہ عامرہ والے لعل و جواہر گدڑی والوں سے مانگ لیجاتے تھے۔ شمشیر آزماؤں کی تلواریں گوشہ نشینوں کی چوکھٹ پر تیز کیجاتی تھیں۔ کلغی والوں کی کلغیاں ننگے تلوے والوں کے تلوے چوما کرتی تھیں۔ آنکھ والوں کے لئے سرمۂ سعادت بصیرت والوں کی خاک پا ہوتی تھی۔ تدبیر والوں کی تقدیریں، دعا والوں کی دعاؤں سے سنورتی جاتی تھیں۔ جانبازوں اور خطرات کی توپوں کے دہانوں پر سینہ رکھ دینے والوں کی زبانیں نصر من اللہ و فتح قریب پڑھکر مژدہ نصرت و فتح دینے والی بشارتوں سے بنتی تھیں۔ عزم والوں کو آہنی عزائم، ذکر جہادی والے عطا فرماتے تھے۔ سرکوبیوں کے طریقے ذکر اللہ والوں سے سیکھے جاتے تھے۔ پینترے والوں کے پینترے نظر بر قدم اور قدم بر نظر والوں کے کنٹرول میں تھے۔

ہوشیاری و باخبری کی تعلیم، پاس انفاس والوں کے سپرد تھی - ہمت و استقلال کی بھیک
دل والوں سے مانگی جاتی تھی - عواقب و نتائج کی باگ، ارباب کشف و شہود کے ہاتھوں میں
رہتی تھی - جہانگیری تزک اور عالمگیری تموز کا دار و مدار بوریا نشینوں پر تھا - اکبری آئین
آئین ربانی والوں کی دربانی کرتے تھے، اور شاہجہانی حوصلہ کی تعمیر، شاہ گر درویشوں کے ہاتھ
میں تھی - مگر جبلہ کے رسوائے عالم ڈاکو کے سر گرز ہوا ہے ہاتھ میں خرقہ پوشوں کا دامن رات دن
رہتا تھا - فقیروں کی خانقاہوں میں راعی اور رعایا ایک ہی پوزیشن رکھتے تھے - اخوت و مساوات
شریعت و مودت کا آخری فیصلہ مرشد برحق کا ارشاد حق تھا - آنکھوں میں دیکھنے کی ولایت تھی
کانوں میں سننے کی اہلیت تھی، رگ رگ کو شاہوں کی معرفت تھی، محتاجوں نے حاجت روائی کے
دروازوں کو پہچان لیا تھا - شیر و شکر کی آمیزش خلقی سے وضو نہیں ہوتا تھا - اقبال کی ہمسری کا
خواب بھی جرم عظیم تھا - دلی و اجمیر کی درمیانی دراز مسافت اور راجپوتانہ کی سنگلاخ زمین اور
پر پیچ پہاڑیاں بھی حقیقت کو پردہ میں چھپا نہیں سکتی تھیں، اور دلی کا قطب الاقطاب جہاں
سے اپنے بخت کی یاوری، اور عالم غیب کے روحانی "کاف" حاصل کر چکا تھا، وہیں سے منتقل
تاجداری اپنی حکمرانیوں اور جہانبانیوں کی سند پاتی تھی - اس شاہجہانی مسجد کے سنگ مرمر
سے پوچھو کہ شاہجہاں نے کس طرح فخر کر کے یہ سعادت حاصل کی کہ اسکی اس تعمیر پر شبانہ روز
سلطان الاولیاء کی نظر ہے، جسکی بدولت ان گنت عارفوں نے معبود برحق کے یہاں تعبدی
سجدے کیے اور بے شمار ملائکہ کی یہ ہر وقت گزر گاہ ہے - اس کی انچ انچ پر یاد الٰہی کی یادگاریں ہیں - سچ
تو یہ ہے کہ مقام کے تقدس کا خیال کر کے یہاں پاؤں رکھتے ہوئے کلیجہ تھراتا ہے، اور سر کے بل
چلنے کو دل تڑپتا رہتا ہے - یہ تو خانۂ خدا، اور سجدہ گاہ اولیاء کا حال ہے -

اور وہ سامنے سلطان السلاطین کا دربار، اور خواجۂ خواجگان کی سرکار ہے، آفتاب ولایت
کی ضیا باریاں ہیں، اور ماہتاب کرامت کی نور پاشیاں ہیں، فیض و کرم کا چشمہ ابلا پڑتا ہے -
اور غریب نوازیوں کا سمندر موجیں مار رہا ہے - قدسیان چرخ اگر آنکھوں سے اوجھل ہیں، تو
سرستان زمین ہی کا میلا دیکھ لیجیے - سبحان اللہ کیسی طرح ولایت ہے کہ دنیا پروانہ وار فدا
ہو رہی ہے - کیا مالک تخت و تاج ہے کہ ایک زمانہ جس کا محتاج ہے، جسکو ہم امیر کہتے ہیں وہ

یہاں کا فقیر ہے، اور جسکو تم فقیر جانتے تھے وہ یہیں کا دستگیر ہے۔ سلطان کا سلطان
پادشاہوں کا پادشاہ غریب نوازوں کا غریب نواز۔ خواجوں کا خواجہ۔ ساقیوں کا ساقی۔ یار دل کا
یار۔ پیوں کا پیا۔ محبوبوں کا محبوب۔ دیکھیے دیکھیے سنہری کلس ہے کہ نور کا بکا۔ قبۂ بیضا ہے
کہ نور ظہور کا تڑکا ہے۔ تجلیوں کے خواجہ تیری ایسی تجلیاں۔ اے قدرت نمائیوں کے داتا تیری
یہ کار فرمائیاں۔ آنکھوں میں چکا چوند ہے، دل سرشار ہے، دماغ خدا جانے کہاں پہنچا ہوا ہے،
آسمان کا تارا تارا، چمنستان دہر کا پتہ پتہ زمین کا ذرہ ذرہ، حاضرین کا ہر چھوٹا بڑا۔ میری
روح کی گہرائیوں کا گوشہ گوشہ۔ میرے جسم کا رونگٹا رونگٹا کس مزے میں زبان حال سے گویا ہے کہ

معینا دستگیرا پادشاہا مرشدا خواجہ ؛ طفیل رحمۃ للعالمین چشم کرم بکشا

آج رجب شریف کی چھٹی شب ہے ہندوستان بھر میں چشتی عید ہے، یار حقیقی سے وصال خواجہ
کی تاریخ ہے عرس شریف کا دن ہے، خواجہ بزرگ کی یادگار ہے، قرآن کریم کی زبان
میں اَيَّامِ اللّٰه میں سے ایک ممتاز یوم ہے، وحی الٰہی کی شہادت ہے کہ خاصان حق و
مقبولان درگاہ خلق کا یوم ولادت و یوم وصال و یوم حشر بتعین تاریخ کے ساتھ لاہوتی سلامتیوں
اور ربانی رحمتوں کی بارش لایا کرتے ہیں۔ ان تاریخوں میں انکے وابستگان دامن کی بن آتی
ہے، بگڑیاں بنادی جاتی ہیں، بیمار صحت پاتے ہیں، اسیران نفس و معصیت کو رہائی دیجاتی ہے
اپنے رب سے پانیوالے بے حساب پاتے ہیں اور بے تحاشا بانٹتے ہیں۔ کمائی والے زیادہ سے زیادہ
اجر تیں حاصل کرتے اور اپنے وابستوں کو عطا فرماتے رہتے ہیں، ان بیشمار نعمتوں میں سے یہی
ایک کیا کم ہے کہ آنکھیں ملتی ہیں، آنکھوں کو بینائی ملتی ہے، بینائی کو تیزی بخشی جاتی ہے،
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى کا صدقہ ملتا ہے، اسلام کی بخشی ہوئی تیز نگاہی کی حفاظت کا سرمہ
ملتا ہے۔ دنیا کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ قوموں نے اپنے گردو پیش آگ پانی مٹی ہوا کو دیکھا تو
آنکھیں تھک گئیں اور حقیقت تک باریاب نہ ہو سکیں، عقلیں سوختہ ہو گئیں۔ ہوشمندی شوریدہ
سر ہو گئی، انسانی شرافت خاک میں مل گئی، اور فہم و فراست ہوا ہو گئی۔ آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائیں
تو چاند سورج اور ستاروں سے آگے نہ بڑھیں، اور چکا چوند ہو کر رہ گئیں۔ یہ آتش پرستی اور گنگا پوجا
بت پرستی، یہ ہواؤں اور اوہام نگاہوں کی کمزوریاں نہیں تو کیا بلا ہیں؟ چندرما پوجا، سورج پوجا

گر معن کو پوجا، اور ستاروں کی پرستش اندھاپن نہیں تو اور کونسی لعنت ہے۔ لیکن اسلام کی تیز نگاہی
اللہ اکبر آثار کو دیکھا اور مؤثر کا یقین آیا۔ افعال سامنے آئے اور فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ کی قدرتیں
نظر آنے لگیں، صفات کی تجلیات نے ذات کی طلب پیدا کر دی، اجرام فلکیت کے پردے چاک کر دیئے
استحالۂ خرق والتیام کے نظریہ کا استحالہ کر دیا۔ اور جاتے جاتے نگاہیں حقیقت تک پہنچ گئیں۔ پوشیدہ
جمال کعبہ جسکے حجر میں آج تک سیہ پوش ہے، اور عرش اعظم کی پہنائیاں جنکی اب بھی جولانیاں ہیں،
اسلامی آنکھ نے لذت دید میں سرشار ہو کر اُسکو اپنے دل میں رکھ لیا۔

یہ اُسی اسلامی تیز نگاہی کی کرامت ہے کہ خواجہ خلوت کدۂ قبر میں پردہ نشین ہوئے، قبر کو
تعویذ قبر نے چھپایا، تعویذ قبر نے غلاف کی چوندر اوڑھ لی۔ ان سب برگزیدہ آکر چھپا گیا۔ لیکن اسلامی
آنکھ کیلئے کسی چھپانے والے نے خواجہ کو چھپا لینے میں کامیابی حاصل کی۔ تعویذ قبر پر رخسار رکھ دینے والو
اور غلاف قبر کو سر پر رکھنے والے آنکھ والوں سے پوچھو کہ ان سب کا لالہین اور قبر کا مقبور کس کو پایا؟
اور اگر ہیں نظر نہیں تو ہاں میں کیا رکھا ہے، اور اگر مقبور پر نگاہ نہیں تو قبر میں کیا دھرا ہے۔ یہ وہابیت کا
اندھاپن ہے کہ ٹٹولتے ٹٹولتے قبر تک پہنچی تو خاک پتھر کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگا اور محروم ازلی ہو کر رہ گئی۔ اور
یہ اسلام کی تیز نگاہی ہے کہ قبر کو مقبور سے نسبت بخشی۔ کفار کی قبروں کو اکھاڑ دینے کی اجازت دی
کہ کفر کفار کو کسی احترام کا حق نہیں۔ مومن کی قبر پر اُس آقا ذوالمعالی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے
قدم پاک رکھنا گوارا نہ فرمایا، جسکے تلووں کے نیچے ایمان والوں کی جنتیں ہیں تو پھر مقبولان
بارگاہ کی قبروں کا کتنا اونچا رتبہ ہوا۔ یعنی وہابیت کہتی ہے کہ قبر کو دیکھو اور اسلام کہتا ہے کہ مقبور کو دیکھو

یہ تو ہم مسلمانوں کا روز مرہ ہے کہ قرآن شریف کو تلاوت کے لیے لیا اور پہلے جزدان کو چوم لیا
پھر جلد کو چوما اور پھر کھول کر تلاوت میں لگ گئے۔ یہ جزدان کے کپڑے کو نہیں چوما، یہ جلد کے چمڑے
کو نہیں چوما، بلکہ جزدان کے اندر جلد میں چومنے کے قابل چیز ہمکو پہلے ہی سے نظر آگئی، اُسکو چوم لیا،
دال کو نہیں چوما مدلول کو چوما، یا مدلول سے دال کی جو نسبت ہے اُسکو چوما۔ ہاں ہاں غلاف قبر
کو کوئی نہیں چومتا، اُسکی اُس نسبت کو چومتا ہے جو مقبور سے اُسکو حاصل ہے۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہیں کتنا مقدس مقام اور کسقدر اہم ایمان اور کتنی خاص تاریخ میسر ہے
زمان و مکان کی شرافت پوری پوری موجود ہے، اور بعوث تعالیٰ اخوان کی شرط بھی موجود ہے۔ ہم ہیں

ہم مانتے ہیں کہ ہم گنہگار نہیں، سیہ کار نہیں، خطا شعار نہیں۔ لیکن ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ ہم باغی نہیں ہم غدار نہیں۔

زمانہ میں روشنی کے نام پر الحاد کی تاریک آندھیاں چلیں اور دین فروشوں نے دین کے نام کو پیٹ کا دھندا بنایا۔ کھلے بازار میں ملت فروشی کی جا رہی ہے۔ ضمیر فروشی، قوم فروشی کا بلیک مارکیٹ قانون کی زد سے بھی آزاد ہے۔ نام دارالعلوم رکھا اور کام وودیا مندر کا کیا۔ نام پوچھو تو احرار بتائیں، اور کام دیکھو تو غلاموں کی غلامی پر اترائیں۔ یا رسول اللہ سنکر گھبرائیں اور بندے ماترم کا ترانہ گائیں۔ نعرۂ تکبیر سے الجھیں اور اپنے باپو کی جے منائیں۔ مسلمانوں سے بیزار اور مشرکوں کے علمبردار ان جو شہنشہ کا رنگ ایسا چڑھا ہے کہ پہچاننا دشوار ہے کہ مولوی جی ہیں یا مالوی جی ہیں۔ سب کچھ ہے مگر اے خواجہ تیری خواجگی کے قربان کہ تیرے مست تیرے ہی رہے، تیری تعلیم، تیرے پیغام سے ایک انچ نہ ہٹے، چودہ سو برس کی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہے، مشرک کے پاؤں پر توحید کو کھڑا نہیں کیا اور کسی قیمت پر اپنے دین کو نہیں بیچا، نہ یورپ کی چال ان پر چلی، نہ اکثریت کی سرمایہ داری کا جال انکو پھانس سکا، یہ خواجہ کی دہائی دینے والے، یہ عرس و فاتحہ والے، یہ میلاد و قیام والے، یہ نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت والے اسی مقام پر رہے جہاں خواجہ کی کرامت نے ان کو کھڑا کر دیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کیسے اچھے اچھے تیرے خواجہ والے، غوث والے اخوان میرے سامنے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا مقصد بھی نہایت بلند پایہ ہے۔ آج ہمارا اجمیر میں وہی مقصد ہے جو چشت کے راجہ کو صدیوں پہلے اجمیر ہی لا چکا ہے، جس نے جیلان والے غوث کو بغداد پہنچایا ہے، جسکے لیے اللہ کا حبیب مکہ سے مدینہ اور پھر مدینہ سے فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ پہونچا۔ جس مقصد کا مختصر اور صاف نام خدا کے دین کے پیغام اور اس دینداری کی آزادی ہے۔ ذرہ ذرہ کو مسلم بنانا اور اسلام کے پرچم کو آزاد رکھنا ہے۔ انسان کو پاک کرنا اور انسانی آبادی کو پاکستان بنانا ہے

ہمیں اپنے خواجہ سے یہی کہنا ہے کہ زمانہ اب روشنی کی اہلیت و استعداد کو نہیں، بلکہ کیڑے مکوڑوں کی کثرت تعداد کو دیکھتا ہے۔ گوبر و پیشاب والوں کو پوتر اور اللہ کے پاک بندوں کو ملیچھ کہا جاتا ہے جن غداروں کو دین پر قدم رکھنے کا حق نہیں، انکو دیسی، اور جنکے لیے زمین پیدا کی گئی انکو بدیسی کا لقب دیا جاتا ہے۔ فلسطین میں ذلت کے ماروں اور بے مسکن آواروں کو مسلمانوں کے سینہ پر بسایا جا رہا ہے

کعبہ میں فریضۂ حج پر ایک ایک ہزار کا ٹیکس لگایا جا رہا ہے ۔ انڈونیشیا کے مسلمانوں پر بے رحمی کی کارروائی
جاری ہے ، اور بڑا غضب یہ ہے خواجہ ! کہ آپ کا پڑھایا ہوا کلمہ پڑھتے ہوئے کچھ ملت فروش
دستار کے شملوں کو چوٹیوں پر ، شلواروں کو دھوتیوں پر بعوض چند ٹکوں کیلئے نچھاور کر چکے ہیں
نہرو خانیوں نے دوبارہ اپنا ایک نہرو بنا لیا ہے ۔ اب ایک جیپال نہیں ، بلکہ جیپالوں کی پلٹن ہو گئی
ہے ، اور ان سب کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ والے مسلمان یعنی سُنّی مسلمان کو زندہ نہ چھوڑا جائے ۔

اے میرے خواجہ ! آپ کے وفاداروں نے آپ کے اللہ اور آپ کے رسول اور آپ کے اخوان
اولیاء کے خلاف آوازے سنے تو نہ گستاخوں کے جبّہ و دستار سے ڈرے ، اور نہ ریش کی آرائش سے مرعوب
ہوئے اور صرف اسلئے انکو چھوڑ دیا کہ بے انکے چھوڑے ، تو پھر آپ کا دامن چھوٹا جاتا تھا جو کسی
طرح قابلِ برداشت نہ تھا ، شاید ہماری یہی ایک نیکی کام آئی اور اسی وفاداری پر خواجہ کو رحم آگیا ،
کیونکہ بلاشبہ ہندوستان میں یہ عطائے الہند ہی کی کرامت ہے کہ ہمارے اُن رہنماؤں کو بیداری
بخشی جنکو رہنمائی کی سند زبانِ وحی سے ملی ہے ، اب انکی نظر ہماری کمزوریوں پر نہیں ، بلکہ اپنے بازوؤں
کی قوت پر پڑنے لگی ۔ وہ رہنما کون ہیں ؟ یہی ہمارے پیر ہمارے علماء اہلسنّت و جماعت ۔ سارے
پیر خانقاہوں کی چہار دیواری سے نکل پڑے اور میدان میں ڈٹ گئے ۔ سارے علماء مدرسوں سے باہر بھی
آکر کھڑے ہوگئے اور ارادہ کر لیا کہ ٹوٹ کر دوستیوں میں روٹھے ہوؤں کو منایا جائے ، انکو مبلغ بنا کر
ذمہ داری دی جائے کہ مرنے سے پہلے فی کس دس نہیں تو ایک غیر مسلم کو مسلمان کرنا ہے ، انکو تعلیم دین
سے آراستہ کر کے ، انکے علم کو انکے عمل کو انکے اخلاق کو پاک کر دینا ہے ، تاکہ جہاں وہ قدم رکھیں
پاکستان ہو جائے ۔ اب ایسے مدارس ناقابلِ برداشت ہیں جو سُنّیوں کی جیب پر ڈاکے ڈالیں اور
سُنّیوں کے مفاد سے لڑتے رہیں ، اور سُنّیوں میں انتشار پیدا کریں ۔ اب تمام سُنّی مدارس کو ایک
نظام میں لا کر ان میں تعلیم و تربیت کی یکسانیت پیدا کرنی ہے ۔ دار القضاء ، دار الافتاء سب کو مرکزی
شان سے چلانا ہے ، خانقاہوں کو آراستہ کرنا ہے اور انہیں تبلیغ و تعلیم کی روح پھونکنی ہے ۔
المشائخ کا ہر کنفسِ واحد ہو کر کے دکھانا ہے ۔ ان پاکوں کا پاک عزم یہ ہے کہ رفتہ رفتہ
ہندوستان کو پاکستان بنا کر دکھا دینا ہے ۔

یہی علماء و مشائخ اور انکے برگزیدہ عزائم و ارادے ہیں جسکا نام آل انڈیا سُنّی کانفرنس یا جمعیۃ اسلامیہ ہے

اور جسمیں اسوقت تک صرف علماء و مشائخ کی تعداد ۲ ہزار سے زیادہ ہے، اور آل انڈیا سنی کانفرنس کا آج خواجہ
کی چوکھٹ پر جلسہ صرف اپنے خواجہ کے حضور حلف وفاداری اٹھانے کا ہے۔

میرے سنی بھائیو! اب ہم پر حجت الٰہیہ ختم ہو چکی اور اگر ہم ان رہنماؤں سے بچھڑ گئے تو میدان حشر میں ہمارے پاس
کوئی جواب نہ ہوگا۔ ہمارے جگانیوالے پکار رہے ہیں کہ سنیو جاگو جاگو۔ ہمارے ہوشیار کرنے والے آواز دے رہے
ہیں کہ سنیو ہوشیار خبردار۔ ہمیں ترقی دینے والے بلا رہے ہیں کہ آؤ بڑھتے چلے آؤ۔

اے سنی بھائیو! اے مصطفےٰ کے لشکریو! اے خواجہ کے مستو! اب تم کیوں سوچو کہ سوچنے والے سوچ گئے
اور تم کیوں رکو کہ چلانے والی طاقت خود آگئی۔ اب بخت کی لعنت چھوڑو۔ اب غفلت کے جرم سے باز آؤ۔ تم بڑھو اور بڑھتے
چلے چلو۔ ایک منٹ بھی نہ رکو۔ پاکستان بنالو تو جاکر دم لو۔ کہ یہ کام اے سنیو سنی کو صرف تمہارا ہے۔

حضرات! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف کہدیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سنیوں کا کام ہے
اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کریگی۔ اسمیں سے کوئی بات بھی نہ بے اصل ہے نہ خالی ہے اور نہ سنی کانفرنس
غلو کی بنا پر ہے۔ پاکستان کا نام لے لینا جسقدر ناپاکوں کو چڑ ہے اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے اور اپنا پڑھا وظیفہ کون
سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے پورا نہیں کرتا۔ اب رہا پاکستان کا رشتہ سنیاں است، یہ ملک کی کسی سیاسی جماعت
سے تعاون کیلئے نہیں کہا ہے بلکہ ایک حقیقت ہے جسکا اظہار بلا خوف و ملامت کر دیا ہے۔ اول تو مسلم لیگ کے سوا کوئی
ٹولی ایسی نہیں جو پاکستان کے نام لفظ سے واقفیت بھی رکھتی ہو۔ الکفر ملۃ واحدۃ تو سارے ناپاکوں نے اپنے اندرونی
اختلافات رکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف صف آرائی کر لی ہے اور مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس نے پہنچایا اور کن
لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اسکو بنایا؟ اگر تاریخی طور پر دیکھا جائیگا تو وہ صرف سنی ہیں۔ پاکستان کے معنی اسلامی
قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے سنی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زین الحسنات صاحب
سجادہ نشین مانکی شریف (سرحد) نے لکھوا لیا ہے۔ اگر ایک دم سارے سنی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی مجھے بتائے
کہ مسلم لیگ کسکو کہا جائیگا۔ اسکا دفتر کہاں رہیگا اور اسکا جھنڈا اس سارے ملک میں کون اٹھائے گا؟
ان حقائق میں کیا اس دعوے کی روشنی موجود نہیں کہ پاکستان صرف سنیوں کو بنانا ہے۔

(اسکے بعد حضرت محدث کچھوچھوی قبلہ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے حسب فرمائش اراکین و حاضرین اس معرکۃ الآراء خطبہ
صدارت کے چند اقتباسات سنائے جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس بنارس میں مقبول خاص و عام ہو چکا تھا اور فرمایا کہ
میں اپنے سنی بھائیوں کو آخر میں پھر زور دعوت دیتا ہوں کہ زندگی کی پہلی فرصت میں سنی جھنڈے کے نیچے آ جائیں جسکا
سبز رنگ قبۂ خضراء کی سرسبزی سے ماخوذ ہے اور جسکا ہلال بدر کامل ہونے کی تڑپ رکھتا ہے اور جسکی چمک اپنے
آغوش میں اس سبز گنبد کو لئے ہے جسکے سایہ میں دین اور دنیا کی ہلالی قدرت نے رکھی ہے۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

فقیر ابو المحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی (صدر آل انڈیا سنی کانفرنس)

PHONE No. 7662

REGD. No. L. 4540

THE DAILY ANJAM

DELHI

Certified cash sale Exceeds that of any Urdu Daily in any part of India

روزانہ انجام دہلی

ایڈیٹر و سردار علی صابری

جلد ۱۰ | یوم [illegible] | نمبر ۲۶۳

قائداعظم کو پیر صاحب مانکی شریف کی معرفت وزیری قبائل کا اہم خط

مدہ خیل قوم وزیری کے سردار ملک ادم سلطان نے حضرت پیر صاحب مانکی شریف کو ایک خط لکھا ہے جس میں عقیدتمندی ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم آپ کے مرید ہیں چونکہ آپ نے مسلم لیگ کی حمایت پر کمر باندھی ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کی پیروی میں پاکستان کے لئے سر و مال قربان کریں۔ آپ ہماری طرف سے قائداعظم اور جملہ مسلمانان ہند کو یقین دلادیں کہ وزیرستان کے تمام لوگ پاکستان کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہیں اور قائداعظم کا ہر حکم بسروچشم منظور کریں گے ہم مسلمانوں کی بہبودی کے لئے لڑ رہے ہیں ہم اسلامی حکومت چاہتے ہیں اور ہندوؤں اور انگریزوں کے ساتھ اس سلسلہ میں ہر قسم کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔

(عبدالحکیم خادم مانکی شریف)

اجلاس بمبئی

منعقدہ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء

تقریر: حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری

رکن، آل انڈیا سنی کانفرنس

سیاسیات حاضرہ اور مسلمانان ہند

از جناب لیاقت حسین صاحب سکریٹری مجلس تحفظ اگری پاڑہ بمبئی

"سیاسیات حاضرہ اور مسلمانان ہند" کے عنوان پر ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء کو اگری پاڑہ بمبئی کے عظیم الشان جلسہ میں ہندوستان کے مشہور فاضل شیخ التفسیر حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ صاحب قادری میرٹھی نے ایک زبردست تقریر فرمائی جس میں زمانہ نبوت اور دور خلافت و حکومت سلاطین اسلام کے تاریخی حالات کی روشنی میں یہ ثابت فرمایا کہ ہر عہد میں پاکستان قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور بحالات موجودہ اسلامی طرز پر زندگی گذارنے کا طریقہ صرف حصول پاکستان ہے اور تاریخ ہند کا وہ دور یاد دلایا جب اسلامی حکومتوں نے غیر مسلموں کو ضرورت سے زیادہ آسانیاں بہم پہونچائی اور یقین دلایا کہ جس طرح پاکستان مسلمانوں کے لئے ضروری ہے اسی طرح غیر مسلموں کے لئے بھی نفع بخش ہے علامہ ممدوح نے یہ بھی فرمایا کہ ۲۰، ۲۱ء میں مسلمانان ہند نے خلاف شریعت اسی ہندو مسلم اتحاد کا وہ نظارہ پیش کیا جو اپنی مثال آپ ہے لیکن ہندوؤں نے اس کے جواب میں شدھی اور سنگھٹن کے جرا ثیم پھیلائے ذبیحہ گاؤ بند کرانے کی کوشش کی سب سے بڑھ کر قرآن کریم کی توہین کی گئی۔ یہی نہیں بلکہ جو ڈھائی سال تک کانگریسی وزارتوں میں وہ بے پناہ مظالم ڈھائے جو اپنی وحشت و بربریت کی بنا پر ناقابل فراموش ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر چند ضمیر فروش اور غدار قوم مسلمانوں کے علاوہ کوئی خوددار مسلمان کانگریس میں شرکت نہیں کرسکتا۔ یہ بھی بتایا کہ ہندوستان کے علماء و مشائخ کی اکثریت مسلم لیگ کی حمایت میں ہے۔

حضرت علامہ ممدوح نے نظریۂ قومیت پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا کہ مسلمان قوم کی تعمیر وطن، نسل، رنگ، زبان وغیرہ امتیازات کو چھوڑ کر دین سے ہوتی ہے۔ آخر میں نوجوانوں کو خاص طور پر مخاطب بنایا اور طلباء مسلم یونیورسٹی علی گڑھ و فیض عام کالج میرٹھ کو بطور مثال پیش فرماتے ہوئے صوبائی انتخابات میں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔ جلسہ صلوٰۃ و سلام کے فلک شگاف نعروں پر ایک بجے شب کو ختم ہوا۔

عکس دبدبۂ سکندری شمارہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء

عرسِ اعلیٰ حضرت بریلوی
اور
تائیدِ تحریکِ پاکستان

تقریر۔ حضرت صدر الشریعۃ مولانا امجد علی مصنف بہارِ شریعت

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے پچیسویں عرس مبارک منعقدہ ۲۳۔۲۵ صفر ۱۳۶۵ھ / ۲۸۔۳۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو بریلی شریف میں حضرت صدر الشریعۃ اور حضرت صدر الافاضل نے مسئلہ پاکستان پر جو پُر زور تقاریر فرمائیں ان کا ضروری حصہ اخبار دبدبۂ سکندری مطبوعہ ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء میں محفوظ ہے، اسی موقر جریدہ سے لے کر ذیل میں درج کی گئی ہیں۔

(۱)

"...کانگریس فتنۂ عظیمہ ہے وہ ہندوستان سے مسلمانوں کے استیصال کا ارادہ کر چکی ہے اس کی سب سے بڑی آواز یہی ہے، یہی اس کا سوراج ہے یہی اس کی آزادی ہے ہم ہمیشہ سے مسلمانوں کو اس کے دام تزویر سے بچانے کی سعی کرتے رہے اور اس کی اسلام دشمنی کا بیدریغ اظہار کرتے رہے۔ خلافت کمیٹی کے زمانے میں مسلمانوں کی بہت سی جماعتیں اس کے تملق وچاپلوسی سے دھوکہ کھا کر ان کے دام فریب میں آگئی تھیں، مگر روزمرہ کے تجربوں نے ان کی آنکھیں کھول دیں اور جو بات ہم بتاتے تھے ان کے معاینہ میں آگئی اور وہ ہندو جو اس وقت محبت کے پردہ میں دشمنی کرتا تھا اب بالاعلان مقابل ہے اور کانگریس

اس بات کی مدعی ہے کہ وہ تمام ہندوستان کی خود ہی نمائندہ ہے اس باطل دعوے کی تائید کرنے کے لئے اس نے دین مولوی حاصل کئے ہیں جنہوں نے خدا و رسول سے غداری کی تھی اور جو طمع زر میں آج مشرکین ہند کی زبان بنے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو ان کے دام تزویر میں پھانسنا چاہتے ہیں انتخابات کے موقعوں پر وہ کوشش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا توساتھ نہ دیں کانگریس کی حمایت کریں، کانگریسی امیدوار کو کامیاب بنائیں علمائے اہل سنت مسلمانوں کو اس فریب کے جال میں پھنستا دیکھ کر صبر نہیں کر سکتے اس لئے ہم مدت سے اعلان کر رہے ہیں اور ہماری تمام سنی کانفرنسیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر ہر صوبہ میں قائم ہیں، کانگریس کے مقابلہ میں پوری جدو جہد کر رہی ہیں چنانچہ پچھلے الیکشن میں ان کانفرنسوں کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور کانگریس کو شکست ہوئی، سنی کانفرنس کی کوششیں بہت مفید ثابت ہوئیں اس وقت ہم پھر یہی اعلان کرتے ہیں کہ مسلمان کانگریس کو اور کانگریس کے کھڑے ہوئے امیدوار کو کانگریس کی حامی جماعتوں جمعیت علماء دیوبندی پارٹی مولوی حسین احمد کے زیر اثر طوفان برپا کر رہی ہے اس کے علاوہ احرار و خاکسار نیشنلسٹ وغیرہ جن سے کانگریس کو مدد یں پہنچ رہی ہیں یا جو کانگریس کی ہواخواہی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مسلمان ہرگز ان کی فریب کاری میں نہ آئیں۔

حضرت مولانا کی تقریر بڑی غور سے سنی گئی اور اس اجتماع عام میں ہر فرد بشر گہری عقیدت کے جوش میں وارفتہ تھا بار بار تحسین و مرحبا اور تکبیر کی صدائیں بلند ہوتی تھیں اور مسلمان جو پہلے سے اپنے علماء کی ہدایت کے منتظر تھے اس رہنمائی کے بعد مطمئن ہو گئے۔ انشاء اللہ ان میں سے کوئی بھی کانگریس کی تائید نہ کرے گا بلکہ سب اس درس کے مبلغ ہو گئے جو دوسروں کو بھی یہ پیام پہنچائیں گے اور اپنی پوری قوت سے مسلمانوں کو کانگریسیوں کے پھندے میں آنے سے روکیں گے۔"

(۲)

تقریر: حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی

ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس

حضرت صدر الشریعت کی تقریر کے بعد حضرت صدر الافاضل نے ان کی تائید فرماتے ہوئے ارشاد کیا اس الیکشن کے معاملہ میں ہماری اجتماعی کوشش یہی ہے کہ کانگریس کو ناکام کر دیا جائے ہم اس کی خدمت کو مسلمانوں کے حق میں نافع سمجھ کر رضائے الٰہی کے لئے انجام دیتے ہیں مسلم لیگ کو اس سے فائدہ پہنچے تو ہم اس کے احسان یا شکر گزاری کے متمنی نہیں ہیں جو تحریک مسلمانوں کے نفع کیلئے ہو مسلمانوں کی ہمدردی و محبت سے اس کی تائید ضروری ہے اس کے بعد آپ نے پاکستان کے مسئلہ پر بہت واضح اور مدلل تقریر فرمائی اور کہا کہ پاکستان کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان کے ایک حصہ میں ایسی اسلامی حکومت قائم کی جائے جو شریعت طاہرہ کے آئین اور فقہی اصول کے مطابق ہو، مسلمان یہ عزم کر لیں تو دنیا کی کوئی طاقت ایسی حکومت قائم ہونے سے روک نہیں سکتی اگر آپ کو پاکستان حاصل کرنا ہے تو آپ اسلامی زندگی حاصل کیجئے اور اسلامی قوانین کے خود پابند ہو جایئے اپنے گھر والوں کو پابند کیجئے تب محلہ والوں پر ان کی بات کا اثر ہو گا۔ پاکستان حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ ظاہر و باطن سے اسلام کے فدائی ہوں اور آپ کے عمل اور آپ کی وضع بتاتی ہو کہ جو مطالبہ آپ کی زبان پر ہے اس کا جذبۂ صادقہ آپ کی رگ و پے میں سرایت کر چکا اور جب آپ کا اس جوشِ صادق کے ساتھ عزم راسخ ہو تو پھر پاکستان کا کوئی بھی روکنے والا نہیں۔

اس تقریر کی دل کشی نے مجمع کو مست بنا دیا اور ہر شخص پاکستان کے جذبہ میں سرشار نظر آرہا تھا؟

مطالبۂ پاکستان سے متعلق آل انڈیا سنی کانفرنس کا تاریخی فیصلہ

آل انڈیا سنی کانفرنس کا فیصلہ

از حضرت صدر الافاضل استاذ الکل جناب
مولانا محمد نعیم الدین صاحب ناظم آل انڈیا
سنی کانفرنس - مراد آباد یو۔پی

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مخصوص ارکان کی ایک جمعیت وزارتی مشن کی تجاویز اور وائسرائے اور کمانڈر انچیف کی تقریروں پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچی ہے کہ ان تجاویز میں مسلمانوں کے خطرات کا کوئی شافی علاج ہے نہ اس آزادی میں ان کے لئے کوئی بہتری نظر آتی ہے۔ لہذا ہماری تسلی بغیر پاکستان کے نہیں ہو سکتی۔ پاکستان کے متعلق یہ اعتراض کہ وہ دو ریاستوں پر مشتمل ہوگا اور ان کے درمیان سینکڑوں میل کا فاصلہ ہوگا اس صورت میں ایک پاکستانی ریاست دوسری پاکستانی ریاست سے تعلقات قائم رکھنے اور پیام جاری رکھنے میں درمیانی غیر حکومت کی موافقت اور حسن سلوک کی محتاج ہوگی۔ اس اعتراض نے ہمیں یہ بتایا کہ ہم اپنے مطالبۂ پاکستان میں اتنا اضافہ اور کریں کہ ان دونوں ریاستوں کے مابین مواصلت قائم کرنے کے لئے بقدر ضرورت رقبہ ہمیں اور بھی ملنا چاہئے۔ معترضین کے اشارہ کا شکریہ۔ سنی کانفرنس ہرگز پاکستان سے دست بردار نہ ہوگی۔

اگر بالفرض مسٹر جناح مطالبۂ پاکستان سے دست بردار ہو بھی جائیں تو بھی سنی کانفرنس اس میں ان کی موافقت نہ کرے گی اور اپنا مطالبۂ پاکستان ضرور حاصل کرنے کی مسلمانوں کا یہ حق بحال کر رہے گا۔ وزارتی مشن نے یہ صاف نہیں کیا کہ ہندو گروپ کے صوبجات میں مسلمان اقلیت کے جان و مال عزت آبرو دین ایمان زبان تہذیب کی حفاظت کون ضامن ہوگا؟

اخبار دبدبۂ سکندری رامپور جلد ۸۳ …
مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۴۶ء

سُنّی کانفرنس

پھپھوند (ضلع اٹاوہ) منعقدہ ۱۱ فروری ۱۹۴۶ء

زیرِ صدارت: حضرت مولانا ابو المحامد سید محمد محدث کچھوچھوی

تقاریر: حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی

حضرت مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی

گزشتہ صفحات میں مذکورہ بالا سُنّی کانفرنس کا خطبہ صدارت سید مصباح الحسن مودودی درج ہو چکا ہے۔ اس اجلاس کی دو اہم تقریروں کا خلاصہ جو مولانا اعزاز حسین، ناظم سُنّی کانفرنس پھپھوند (ضلع اٹاوہ) نے قلمبند کیا تھا، درج ذیل ہے۔

"سُنّی کانفرنس پھپھوند کا آخری شاندار اجلاس ۱۱ فروری ۱۹۴۶ء کو بعد نماز عشا شروع ہوا۔ حاضرین کی تعداد ہزاروں تھی .... حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی (ناظم اعلیٰ، آل انڈیا سنی کانفرنس) نے اپنی فاضلانہ تقریر میں مسلمانوں کو بتایا کہ وہ احکام اسلام کی پابندی کرتے ہوئے پاکستان کے حصول کی کوشش کریں اور اپنے اندر اسلام کی اطاعت کا جذبہ پیدا کریں اگر مسلمان دین متین کا جذبہ پیدا کر کے متحرک ہو گئے تو مستقبل قریب میں پاکستان کا ملنا دشوار نہیں اس کے بعد آپ نے کانگریس کی ہندوانہ ذہنیت پر تبصرہ فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب مفتی اعظم نے اہل سنت کی تفسیر اور اتحاد و اتفاق پر زبردست تقریر فرمائی۔

تمام مجمع حضرت مولانا شاہ محمد عبد الحامد صاحب قادری بدایونی (پروپیگنڈہ سکریٹری

آل انڈیا سُنّی کانفرنس کی تقریر کے لئے مضطرب تھا اور برابر تقاضے کئے جا رہے تھے کہ حضرت ممدوح تقریر فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے کپتان عبد الرشید صاحب کی رہائی کے مطالبہ کا رزولیوشن اپنی پُرجوش تقریر کے ساتھ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت نے کپتان عبد الرشید کی سزایابی کے معاملہ میں جو ناعاقبت اندیشانہ طریقہ اختیار کیا ہے وہ مسلمانانِ ہند میں ہیجان عظیم پیدا کر رہا ہے اور عام وخاص طور پر ہر مسلمان اپنے ایک خادم بھائی کی اعانت کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہے میں مسلمانوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قائد کے احکام کا انتظار کریں کیونکہ انتخابات کی مہم کا کام ہنوز سر پر ہے اسے کامیاب بنانا سب سے مقدم ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد حضرت مولانا سیّد محمد اشرفی صاحب محدث مدظلہ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے اپنا خطبہ ارشاد فرمایا جس میں پاکستان پر قوی ترین دلائل تھے کانگریس اور اس کے کارندوں پر تنقید فرماتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ حلقہ جات میں کانگریس کو ہزیمت دینے کی ہر ممکن سعی کریں آل انڈیا سنی کانفرنس اور اس کے تمام ارکان اپنی تمام تر کوششیں حلقہ جات انتخابات میں کانگریس کی مخالفت میں صرف کر رہے ہیں۔

حضرت کے خطبہ کے بعد مولانا مصباح الحسن صاحب مدظلہ، نے حضرات علماء ومشائخین کا شکریہ ادا کیا۔ اہم تجاویز منظور ہوئیں۔ ۲ فروری کو تمام اکابر علماء واپس ہوئے"

(اخبار دبدبۂ سکندری رامپور مطبوعہ ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء، ص ۲)

اجلاس انجمن نعمانیہ ہند لاہور

منعقدہ ۳ مئی ۱۹۴۶ء بمقام شاہی مسجد

زیرِ صدارت :- حضرت خواجہ محمد قمر الدین، سجادہ نشین سیال شریف،

فخرِ ملت مولانا عبد الحامد بدایونی، ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سُنی کانفرنس

کی تقریر کا خلاصہ

۳ مئی ۱۹۴۶ء کو شاہی مسجد، لاہور میں مرکزی انجمن نعمانیہ ہند کا ساٹھواں سالانہ اجلاس شروع ہوا، صدارت کے فرائض حضرت صاحبزادہ خواجہ محمد قمر الدین، زیب آستانہ سیال شریف نے انجام دیئے، مولانا عبد الحامد قادری بدایونی نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ "ہندوستان کے مسلمانوں کی تمام خرابیوں کا واحد حل قیام پاکستان میں مضمر ہے، پاکستان دس کروڑ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال بن چکا ہے ہم آزادانہ زندگی بسر کرنے کے لئے یا تو پاکستان حاصل کریں گے اور یا مٹ جائیں گے وہ وقت فیصلہ کی گھڑی آ پہنچی ہے ہم پاکستان کی راہ کے ہر روڑے کو ہٹا دینے کا عزم بالجزم کر چکے ہیں۔ وزارتی مشن کو تنبیہ کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا اگر دس کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت (مسلم لیگ) کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کے نتائج نہایت المناک ہوں گے۔"

۴ مئی کو انجمن نعمانیہ کے سالانہ اجلاس کی نشست اسلامیہ کالج کے میدان میں منعقد ہوئی۔ حضرت پیر صاحب مانکی شریف (صوبہ سرحد) نے سہ پہر کی نشست کی صدارت کی اس اجلاس میں مولانا عارف اللہ صاحب میرٹھی اور مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی نے تقریریں کیں۔"

(اخبار دبدبۂ سکندری رامپور، مطبوعہ ۱۳ مئی ۱۹۴۶ء، ص ۵)

سُنّی کانفرنس شاہجہان پور (یوپی)

منعقدہ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ / مئی ۱۹۴۶ء

تقریر: حضرت مولانا مفتی محمد دانش علی فریدی صدر مدرس مدرسہ فیض عام شاہجہانپور

جس پاک مقصد کے لئے ہم اور آپ یہاں جمع ہوئے ہیں وہ نہایت ہی اہم ہے۔ ضرورت ہے ہندوستان میں سنیت کی تبلیغ و اشاعت کرنے والی پہلی یہ جماعت ہے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس سے قبل آپ حضرات اپنے اس فریضے کو بھولے ہوئے تھے یہ بھی مطلب نہیں کہ قبل ازیں تبلیغ مفقود تھی بے شک کسی زمانہ میں ہماری تبلیغ کا سلسلہ منقطع نہ تھا یہ مقدس کام حاملان دین متین ہمیشہ انجام دیتے رہے ہاں ضرور تھا کہ پیشتر یہ سب کچھ انفرادی طور پر ہوتا رہا ممکن ہے کہ ازمنۂ ماضیہ کے لئے وہی طریقہ انسب ہو مگر اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ آج جبکہ دنیا کا ہر فرقہ منظم ہے عالم میں انقلاب کی آندھیاں چل رہی ہیں جو نہ صرف ملکوں کو بلکہ قوموں کو اپنے طوفانی تھپیڑوں میں لے کر تباہ و برباد کرنا چاہتی ہیں۔ ہمیں اس نازک دور میں طوفانی کشمکش میں اپنا سچا مذہب و ملت باطل کے اختلاط سے بچا کر محفوظ رکھنا ہے اپنی تہذیب کلچر، روایات دنیا کی تمام قوموں اور مذہبوں سے ممتاز رکھنا ہے۔ دنیا کی ہر قوم عالم کا ہر فرقہ اپنی اپنی تنظیم کر رہا ہے اپنی پوری قوت کے ساتھ حوادثات زمانہ کا مقابلہ کرنے کو تیار ہے ہندو ایک طرف اپنی طاقت بڑھا رہا ہے اور چاہتا ہے

کہ مسلم اقلیت کو اپنی اکثریت کے معدہ میں متحدہ قومیت کا چورن کھا کر ہضم کر جائے دوسری طرف ایک وہ فرقہ بھی ہے جو ہمارے ہی بھائیوں کا ہے ان میں ہمارا ہی خون دوڑ رہا ہے کوتاہ فہمی نے انہیں باطل عقائد کا شکار بنا دیا ہے ہدایت کے سیدھے راستہ سے ہٹ کر گمراہی پر مجتمع ہو گئے فرعونی وقارونی طاقتوں کی حمایت بھی انہیں حاصل ہو گئی ہمارے مدمقابل منظم ہو کر آ گئے کھلم کھلا ہم کو گمراہ کہہ کر عامۃ المسلمین میں ضلالت و بے دینی پھیلانے کی شرمناک کوشش کر رہے ہیں عامۃ المسلمین ان کی مقدس صورتوں سے دھوکہ کھا رہے ہیں۔ گمراہ اور کور باطن فرقہ ایک حد تک عام اور جاہل مسلمانوں میں اپنی علامیت و تشیخ تقدس و توسع خطابت و کتابت کا سکہ جمانے میں کامیاب بھی ہو گیا ہے تیسری طرف وہ گروہ ہیں جو مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں مگر سچے مسلمانوں عاملان سنت نبویہ کو کافر سمجھتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں۔ زبان طعن و تشنیع دراز کرتے ہیں تہذیب جدیدہ اور علوم مشرقیہ کے بل بوتے بہت کچھ گمراہ کن اور مہلک پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اور سب کے سب منظم ہیں اگر کوئی فرقہ غیر منظم تھا تو وہ جس کی ہمراہ ایں تنظیمی پروگرام مضمر ہے۔

آج جبکہ آزادی ہند کا مسئلہ درپیش ہے وہ دن قریب ہے کہ قومی حکومتیں بنائی جائیں۔ قومی حکومت کا ٹھوس ضروری اور منصفانہ مطالبہ کرنے والی جماعت صرف مسلم لیگ ہے جس نے نہایت بیدار مغزی کے ساتھ عامۃ المسلمین کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ قومی حکومت بنے گی اور ضرور بنے گی خواہ مسلمانوں کو قربانیاں دینی پڑیں۔ خون بہانے کی ضرورت پیش آئے۔ بدر اور احد کا نقشہ دوبارہ مرتب ... پانی پت کا میدان سرگرم ہو بہر حال مسلمان پاکستان حاصل کرنے

کچھ کرسکتا ہے بحمد اللہ مسلمان مرنا بھی جانتا ہے اور جینا بھی۔ وہ حصول پاکستان میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے سے دریغ نہ کرے گا۔ کیونکہ پاکستان ہی میں مسلمانوں کی آزادی کا راز مضمر ہے۔ ہندوستان میں اسلام بغیر پاکستان کے آزاد نہیں رہ سکتا ہے تبلیغ سنت کے لئے پاکستانی اسلامی حکومت کا قیام از حد ضروری ہے تاکہ جمہوری حکومت ہو فقہی قانون، خدائی رواج ہو، ہر رنگ پر سنیت کی بہار، رحمت کی پھوار ہو۔ آزاد ہندوستان میں آزاد جمہوری مملکت ہی اس کی ضامن وکفیل ہوسکتی ہے۔ مسلم ہند کا فریضہ ہے کہ ہر گراں سے گراں قیمت پر پاکستان کا سودا خریدنے کے لئے کمر بستہ رہے ہم حق پر ہیں خدا ہمارے ساتھ ہمارا مطالبہ کم سے کم ہے۔ منصفانہ ہے خدا بھی ہماری ضرور مدد کرے گا انشاء اللہ وسوف ہم اس مقدس نصب العین کو حاصل ہی کر کے ہی دم لیں گے۔

ہندو ہماری آزادی کا مخالف ہے وہ مہا سبھائی ذہنیت رکھتا ہے رام راج کے قیام کے خواب دیکھ رہا ہے۔

ہر طرف سے مخالفت کا ہجوم جو سیاسی وتمدنی ٹیلوں کی آڑ سے کردین بیضا کو شکار کرنا چاہتے ہیں علمائے اہل حق نے اس ماحول کی بنا فنی کی عالم باعمل حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب فریدی صمد پوری مدظلہ نے بدایوں اور بریلی کے علماء کے بکھرے ہوئے دل ملانے کی کامیاب کوشش کی جس کا نتیجہ آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین صاحب کی کوششوں نے حضرت محدث اعظم سید محمد صاحب کچھوچھوی کی امداد نے حاملان سنیت کا منتشر شیرازہ مجتمع کیا اور سب کو ایک مرکز پر متحد کردیا جس کا پہلا اجلاس خطیب مشرق حضرت مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی کی کوششوں سے نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

[illegible] کہ ہمارا تنظیمی دور نہایت کامیابی کے ساتھ شروع ہو کر ترقی کی راہ

میں گامزن ہو رہا ہے پرآشوب اور پرفتن زمانے میں ضروری تھا کہ اسلامیان ہند کی سیاست کے علاوہ ایک ایسی مذہبی تنظیم قائم ہو کہ جو آفتاب نبوت کی روشنی میں عام مسلمانوں کو سیاسی و مذہبی راستہ دکھائے مفاد عامہ پر دینی نقطہ نظر سے غور کرے اُن کے فلاح و بہبود کے لئے کوشاں ہو۔ سنتے ہیں کہ اتحاد کسی زمانے میں مسلمانوں کا حصہ تھا کہتے ہیں کہ اتفاق و وحدت کو مسلمانوں کے علاوہ کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ مسلمان حکماء کا قول ہے کہ خدا کی وحدانیت اور کعبۃ اللہ کی مرکزیت نے دراصل وطنی و قبائلی امتیازات کو مٹا کر اصل انسانی وحدت کی خبر دی ہے اسی اتحاد کے بل بوتے پر ہم نے دنیا کے اکثر حصے پر حکومت کی ہے اور ہندوستان پر بھی۔ تفرق و انتشار کبھی ہندوؤں کا طرۂ امتیاز تھا، اسی بنیاد پر ہم ہمیشہ ان پر خدا کا نام لے کر فتحیاب ہوتے رہے اب یہ اخوت و اتحاد خواب فراموش ہو گیا ہندو ہم سے زیادہ منظم ہے ہماری ایک ایک کر کے اچھی عادتیں اس نے اختیار کرنا شروع کر دیں ہم ان کو بھلاتے گئے۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے جن پر کل ہم حاکم تھے اُن کی وزارتیں آج ہمارے سروں پر مسلط ہیں علی الاعلان ہم پر مظالم ہو رہے اور ہو چکے ہیں۔ علی گڑھ و بھجو کی پھانسی کے واقعات تازہ و دل و جگر میں خراش پیدا کر رہے ہیں مسجدوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ ہم سن کر سوائے افسوس کرنے یا چند غلامانہ تجویزیں پاس کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ دوہری غلامی مسلط ہے ایک انگریز کی دوسرے ہندو کی ایک مشرک دوسرے اہل کتاب ایک وزارت دوسرے سامراجی ذہنیت کی شہنشاہیت یہ لعنت ہم پر کیوں ہے، غلامی کا جوا ہماری گردنوں پر کس لئے ہے جواب ایک اور صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ہم صرف نام کے مسلمان ہیں نہ ہمارے اعمال و افعال ہی ٹھیک ہیں اور نہ تنظیم ہی درست ہے۔

بس اگر ہم شعائر اللہ کی حرمت چاہتے ہیں تو اعلائے کلمۃ اللہ کر کے مسلمانوں کو باعمل بنائیں اگر ہم ماضی کی تاریخ دہرانا چاہتے ہیں کھوئی ہوئی عظمت واپس لینا چاہتے ہیں تو ہمارا

اولین فریضہ ہے کہ ہم خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پہ سر جھکائیں اور دوسروں کو
اس طرف متوجہ کریں۔ سنی کانفرنس اسی مقصد کے لئے قائم ہوئی ہے کہ فرزندان توحید کو
حبل اللہ کے رشتہ میں جکڑ کر باعمل بنادے اقتصادی و مذہبی کمزوریوں کا قلع قمع کرے
مدنی نبی کی عزت و عظمت کا سکہ دل کی گہرائیوں میں جمادے انسانوں کی گردنیں خداوند
قدوس کے دربار میں جھکا کر دنیا ومافیہا پہ سربلند کردے موجودہ انقلابات کے طوفان سے
دین فطرت کو محفوظ رکھے۔ آخر میں فرزندان توحید سے گذارش ہے کہ وہ اپنے مذہب وملت
کو ترقی دینے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ سنی کانفرنس کے زعماء و علماء کے احکام پہ اپنا سر جھکائیں
اور جماعت کو وسیع بنانے میں اپنی امکانی کوششیں صرف کردیں وآخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العلمین۔

(اخبار دبدبۂ سکندری رامپور ۲۷ مئی سنہ ۱۹۴۶ء، ص ۶، ۷)

اجلاس سُنّی کانفرنس

پھپھوند منعقدہ ۲۰۔ مئی ۱۹۴۶ء

زیرِ صدارت :۔ پیرزادہ حضرت بشیر میاں صاحب خیرآبادیؒ

مجاہدِ ملت مولانا عبد الحامد بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سُنّی کانفرنس کی تقریر کا خلاصہ

نوٹ : سُنّی کانفرنس پھپھوند کے اس اجلاس میں مولانا سید مصباح الحسن زیبِ آستانہ پھپھوند نے مولانا بدایونی سے فرمایا کہ آل انڈیا سُنّی کانفرنس، بنارس کی پاس کردہ تجاویز، مسائلِ حاضرہ اور وزارتی ڈیلی گیشن کی سفارشات نیز مسئلہ پاکستان پر اہلِ سنت و جماعت کے موقف پر روشنی ڈالیں۔
چنانچہ آپ نے اپنی تقریر میں جو ارشاد فرمایا، اسے مولانا سید اعزاز حسن، سیکریٹری ڈسٹرکٹ سُنّی کانفرنس پھپھوند نے ضبطِ تحریر میں لا کر طبع کروا دیا۔

مسنونہ خطبہ کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا "آل انڈیا سُنّی کانفرنس چاہتی ہے کہ مشائخ و علمائے اہلِ سنت میں باہمی ارتباط پیدا ہو ہماری خانقاہوں کو تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنایا جائے بزرگوں کے اعراس سے ہر مرید ایک جذبۂ دینی لے کر جائے۔ مدارسِ دینیہ منظم ہوں عنقریب (آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے مجوزہ پروگرام کے مطابق) ایک دار المبلغین بدایوں میں کھولا جائے گا جہاں سے مبلغین تیار کر کے مختلف قطعات میں روانہ کئے جائیں گے۔

آل انڈیا سُنّی کانفرنس مسائلِ حاضرہ میں مذہبی حیثیت سے راہنمائی کرے گی ہماری کانفرنس بنارس میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے طے کر چکی ہے کہ اکثریت والے صوبجات

میں صرف وہی حکومت اسلامی حکومت کہی جاسکے گی جو قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق بنائی جائے اور ایسی حکومت کے حصول کے لئے ہمارا ہر شیخ طریقت اور عالم ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔ مسئلہ پاکستان پر حضرت ممدوح نے اپنے خاص انداز میں روشنی ڈالی۔

آخر میں آپ نے فرمایا مجھے بکثرت احباب وزارتی کمیشن کی سفارشات پر استصواب کر رہے ہیں چونکہ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر (قائد اعظم) نے ہنوز کوئی بیان نہیں دیا ہے۔ اس لئے میں فی الحال اس پر زیادہ تفصیل سے کہنا مناسب نہیں سمجھتا۔ لیکن ذاتی طور پر میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ مشن مسلمانوں کو اپنے گورکھ دھندے میں پھانسنا چاہتا ہے۔ مشن کی سفارشات کرپس مشن سے بھی بدتر ہیں ۔کہیں کہیں مشن نے مسلمانوں کے آنسو پونچھنے کی مضحکہ خیز کوشش کی ہے نہ تو مطالبہ پاکستان ہی تسلیم کیا گیا ہے نہ مسلم لیگ کے پیش کردہ دوسرے اہم اجزاء پر دیانتداری سے (توجہ) کی گئی ہے۔ اکثر و بیشتر کانگریس کی ترجمانی کرتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو زعماء کے پورے کے پورے الفاظ صفحات پر نقل کر دیئے گئے ہیں۔ سفارشات حد درجہ گمراہ کن ہیں البتہ جماعتی حیثیت سے مسلم لیگ کا جو بھی فیصلہ ہوگا اس پر عمل کیا جانا ضروری ہوگا۔ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اور کونسل کی میٹنگوں میں یقیناً اس سفارشات پر بحث لائی جائے گی۔

مسلمانوں کی سیاسی زندگی کے لئے پاکستان کے سوا کوئی دوسرا طریقہ حکومت قابل عمل نہیں ہو سکتا۔ مسلمان اس راہ میں ہر مصیبت کے لئے تیار ہیں۔

حضرت خطیب اعظم کی وجد آفریں تقریر نے سامعین کے قلوب پر اپنے گہرے تاثرات قائم کر دیئے آپ بمعیت مولانا قاضی یوسف حسن صاحب رحمانی ۱۲ مئی کو فیروز آباد کے جلسۂ مسلم لیگ کی شرکت کے لئے کچھوچھہ سے واپس ہوئے۔

(اخبار دبدبۂ سکندری مطبوعہ ۲ جون سنہ ۱۹۴۶ء ص ۶)

سُنّی کانفرنس کراچی منعقدہ ۱۲-۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء

زیرِ صدارت:- مولانا قاری شاہ غلام رسُول قادری

مولانا عبد الحامد بدایونی کی تقاریر کا خلاصہ

از قلم:- صاحبزادہ علمی القادری، نائب ناظم جمعیت سُنیہ جامعہ قادریہ کراچی

حضرت مولانا الحاج شاہ عبد الحامد صاحب قادری بدایونی (پروپیگنڈا سیکرٹری آل انڈیا سنی کانفرنس) دامت برکاتہم نے اپنی پرزور و ولولہ انگیز تقاریر میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے دیرینہ نمائندوں کی بارہ تیرہ سالہ سیاسی و مذہبی خدمات اور تعاون خیر کی درخشندہ کامیابیوں کا تذکرہ فرمایا جو "مسلم لیگ" کو حاصل ہوئیں۔ دوران تقریر آپ نے غداران ملت کانگریسی مسلمانوں اور ہندو لیڈروں کی مسلم کش پالیسی پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو کانگریسیوں کے "کوئیٹ انڈیا" والے نعرے کو یاد رکھنا چاہیے جو موجودہ عبوری حکومت کے جلووں سے سوراج مانگنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا ہے، اور ہندوستان کی مقبول عام "اردو زبان" کی تخریب کے لئے آسان و سہل اردو تلفظ کی بجائے ہندی انتہائی ناگفتہ بہ تلفظات کو اس میں جبراً ٹھونسا جا رہا ہے۔ ہندو پاکستان کے بننے سے کیوں ڈرتے ہیں اس لئے کہ ان کو "افغانستان بابوں" سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ سارے ہندوستان پر قبضہ نہ جمالیں مجھے تحریک خلافت کے لیڈروں سے گفت و شنید کرنے کا بھی موقع ملا ہے اور میں اُن کے ساتھ شریک کار رہا ہوں۔ یہ حضرات مولانا

شوکت علی و محمد علی نور اللہ مرقدہ کی جوتیوں کا صدقہ ہے جنہوں نے گاندھی کو سیاسی گر سکھائے

علاوہ ازیں، میں اُن نام نہاد مسلمانوں سے پوچھتا ہوں جو کہتے ہیں کہ "سُنی کانفرنس" کیوں بنی؟ مَیں دریافت کرتا ہوں کہ "جمعیت علمائے اسلام" کیوں بنی! جب وہ بنی تو یہ بھی بنی۔ اور جمعیت العلماء اسلام کے صدر مولانا شبیر احمد عثمانی بن گئے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جمعیت العلماءِ اسلام ایسے افراد پر مشتمل ہے جو پہلے کانگریس کے اجارہ دار رہ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر علماء ایسی درس گاہ کے فارغ التحصیل ہیں جو کانگریسی ذہنیت کے نشوونما کی حامل ہے۔ اور آج اس پر "ترنگا جھنڈا" لہرایا جا رہا ہے۔ مولوی حسین احمد جو خود کو "مدنی" کہلواتا ہے، حرمین الشریفین میں اپنی زبان سے کہہ رہا تھا کہ "ہندوستان میں مرنا اور کانگریسیوں کی خدمت کرنا جوار رسول میں مرنے اور مسجد نبوی میں درس دینے سے افضل ہے (نعوذ باللہ من سوء العقائد)

اس کے برعکس میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ "مسلم لیگ" کو معراج پر پہنچانے والے خدا کے فضل سے "سنی کانفرنس" ہی کے دیرینہ نمائندے اور سربرآوردہ حضرات تھے اور رہیں۔ مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی مرحوم کون تھے؟ میرے بھائی مولانا عبد الماجد قادری بدایونی علیہ الرحمۃ کون تھے؟ مولانا فاخر علیہ الرحمۃ کون تھے؟ یہ سب کے سب سنی کانفرنس کے نمائندے اور "مسلم لیگ" کو پروان چڑھانے والے بہترین سیاسی لیڈر تھے۔ میں سب حاضرین جلسہ سے دریافت کرتا ہوں تم بھی بولو۔ آیا سنی کانفرنس کے یہ اصول مثلاً خانقاہی اصلاحی نظام"، "دینی مدارس و مساجد کی تنظیم"، "مرکزی دار الافتاء و دار المصنفین" کا قیام بُرا ہے؟ ——— سب حاضرین نے متفق ہو کر کہا "نہیں ہرگز نہیں"۔

تو پھر آپ سب کو میں وہی بات کہہ دینا چاہتا ہوں جو ایک ہفتہ قبل قائداعظم سے کہی تھی کہ اگر مسلم لیگ اپنے مطالبہ "پاکستان" سے ہٹ گئی تو کیا پروا ہ مگر آل انڈیا سنی کانفرنس ہرگز مطالبۂ پاکستان سے نہیں ہٹ سکتی۔ اگر خدا نے چاہا اور اس کے مقدس

حبیب کو منظور ہوا تو ہم ہر ممکن طریق پر پاکستان حاصل کر کے رہیں گے۔ میں آپ سب حاضرین سے دریافت کرتا ہوں کہ "قائد اعظم" آپ کے امام ہیں؟ حاضرین نے کہا ——— نہیں۔ کیا مذہبی پیشوا یا پیر ہیں؟ ——— حاضرین نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔ تو میں آپ کو بتلاؤں کہ وہ کیا ہیں، سن لو! "وکیل السیاستہ" قائد اعظم سیاسی وکیل ہیں جو موجودہ فرنگی سیاست کے پیچوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔

آخر میں میں آپ سب سُنّی مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر تمہیں پاکستان حاصل کرنا ہے تو اپنی مساجد کی تنظیم کرو اور خود نماز کے پابند ہو جاؤ اور جمعیت سنیہ کراچی کے ساتھ اشتراک عمل کرو۔"

(دبدبۂ سکندری رامپور جلد نمبر ۸۴، شمارہ ۴۴/۴۵
مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء، ص۔ ۳)

سُنّی کانفرنس کراچی منعقدہ ۱۲ — ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء

زیرِ صدارت: مولانا قاری شاہ غلام رسول قادری

علامہ محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی کی تقریر کا خلاصہ

از قلم :- صاحبزادہ علی القادری نائب ناظم جمعیت سُنّیہ جامعہ قادریہ کراچی

شیخ الملت، امیر الطریقت حضرت علامہ الحاج شاہ محمد عبد العلیم صاحب قبلہ صدیقی میرٹھی دامت برکاتہم نے تقریر فرمائی جو مسلم اور غیر مسلم دونوں طبقوں میں بے حد پسند کی گئی، آپ نے اپنے مخصوص طریقہ تبلیغ سے قرآن و حدیث اور فلسفہ و سائنس کے جدید نظریہ پر نظام الٰہی کے عالمگیری اصول اطاعت پر نہایت ہی عمیق ترین محققانہ و فاضلانہ تقریر سے یہ ثابت کیا کہ موجودہ کانگریسی حکومت کے نظام عمل اور ہمارے پاکستانی نظام عمل میں ایک ایسا ملک بہا فرق ہے کہ جس کو ہم کسی صورت منظور نہیں کر سکتے، ہمارا پاکستانی نظام عمل ایک مافوق البشر کا لایا ہوا، سمجھایا ہوا، زمانہ ہائے ماضی، حال، مستقبل کے قدرتی قوانین پر مبنی ہے۔ دنیاوی حکومتوں کے قوانین لمحہ بہ لمحہ، روز و شب ترمیم و اضافہ کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں مگر اس مافوق الفطرت ہستی (یعنی حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا لایا ہوا قرآنی نظام عمل اور قوانین حکومت ترمیم و تنسیخ سے مبرا، زمانہ ہائے ماضی و حال و مستقبل پر حاوی ہے۔

ایک پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ گذشتہ آسمانی کتب اور الہامی لٹریچر جس پر یہود

و نصاریٰ اور دوسری غیر مسلم قوموں کو دعویٰ ہے کہ یہ واقعی آسمانی والہامی کتب ہیں پورے وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا دین سچا   اور ہماری کتابیں ہر نوعیت کے تغیر و تبدل اور ترمیم و تنسیخ سے پاک ہیں۔ جہاں تک میری تحقیق ہے (یعنی پروفیسر کی) میں بلاتردد کہتا ہوں کہ یہ خود ساختہ کتابیں "آثار قدیمہ" کے ہزارہا سالہ مدفونہ قلمی نسخوں کا فراہم کیا

دنیاوی حکومتوں کے بڑے بڑے ماہر علوم فلکیات نجوم وغیرہ اپنی پیش گوئیوں پر پورے وثوق سے کوئی "نظام حیات" نہیں مرتب کر سکتے۔ کہتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے۔

لیکن ہمارے "قدرتی پاکستان" کا حقیقی بانی وعلمبردار ما ینطق عن الہویٰ ان ہو الا وحی یوحی کی تائید خداوندی سے بنی نوع انسان کے لئے ایک مکمل نظام حیات پیش کر رہا ہے۔ ہمارے مشائخین وصوفیائے کرام جو "معرکہ غدر" سے خانقاہوں میں بیٹھے ہوئے اپنے اعلیٰ جرنیلوں کی ہلاکت اور بہادروں کے ضائع ہونے کے تاسف میں خلوت نشین ہو گئے تھے، آج پھر نئی جانبازانِ اسلام کی فوج کو تعلیم و تربیت دے کر میدان میں لا کھڑا کیا ہے۔ کہاں گئے وہ طعنہ دینے والے؟ آئیں اور دیکھیں کہ ہمارے صوفیا و مشائخ نے اپنی روحانی قوت سے جو خاموش بیٹھے ہوئے خانقاہوں میں "پاکستانی لشکر" کی تعلیم و تربیت میں مشغول تھے کیا کام کیا ہے!

علامہ موصوف نے آیت ولا تسبوا الذین الخ کو استدلالاً پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا خدا کسی کے مذہبی اکابرین اور بزرگ ہستیوں کے سب و شتم کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ یہاں تو شمشیر عشق کے کارنامے ہیں بمصداق ؎

بسیار دیدہ ام کہ یکے راہ دو کرد تیغ   شمشیر عشق ہست کہ دو تن را یکے کند

آج ہمارے خانقاہ نشین و مشائخین اور علمائے کرام و صوفیائے عظام اپنی مذہبی مرکزی تنظیم کے لئے اپنے منتشر شیرازے کو دامن اتحاد و تنظیم میں سمیٹنے کے لئے میدان عمل

میں تشریف لائے ہیں۔ اب میں اپنی تقریر کو ختم کرنے سے پیشتر "جمعیت سنیہ" کراچی کو آئندہ
تعمیری پروگرام پیش کرتا ہوں۔ میں تمام بلاد اسلامیہ ممالک عربیہ کی سیاحت کر چکا ہوں مگر جتنی
دینداری ہندوستان میں ہے اتنی کہیں نظر نہ آئی یہ خدا کا فضل ہے لہذا جمعیت عالیہ
سنی رضاکاروں کی تنظیم کا کام شروع کرے۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمعیت کے
اراکین بنائے اور ہر محلہ کی مسجد کے ساتھ ایسے رضاکار بنائے جو اسلام کے بنیادی اصول
خمسہ (روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، کلمہ) پر حلف پابندی اٹھا کر خود بھی عمل کریں اور دوسروں
کو بھی یہ دعوت عمل پہنچائیں۔"

(منقول از اخبار دبدبہ سکندری رامپور جلد ۸۰ شمارہ ۴۴
مطبوعہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۲ء ص ۳، ۴)

حضرت علامہ سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی

(صدر آل انڈیا سنی کانفرنس) کی تقریر

ازقلم:- صاحبزادہ علمی القادری

نائب ناظم جمعیت سنیہ جامعہ قادریہ کراچی

"رئیس المحدثین، رئیس المتکلمین حضرت علامہ الحاج سید محمد محدث صاحب قبلہ جیلانی کچھوچھوی (صدر اعظم آل انڈیا سنی کانفرنس) دامت برکاتہم العالیہ کہنے کو "تبلیغی کانفرنس انٹی سیتارتھ پرکاش" کے سلسلے میں کراچی تشریف فرما ہوئے۔ مگر جمہوریت اسلامیہ کے مشن اور صدر اعظم آل انڈیا سنی کانفرنس کی حیثیت سے مسلمانان کراچی سے جو خطاب فرمایا، وہ سنی کانفرنس ہی کے اغراض و مقاصد کے متعلق تھا، اس لئے حضرت صدر اعظم مدظلہ، کی بصیرت افروز تقریر دل پذیر کا کچھ ملخص جو تحت الشعور میں کم و بیش محفوظ ہے، سپرد قلم کرتا ہوں۔

حضرت صدر اعظم مدظلہ نے اپنی صداقت تقریر میں آیتہ ماکان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب کی نہایت عمدہ تفسیر فرماتے ہوئے حالات حاضرہ اور سیاست موجودہ پر لطیف انداز میں تبصرہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا مجھے چند دیندار بھائیوں نے فضائل رسول پر کچھ بیان کرنے کی درخواست کی ہے اور چند لوگوں نے پاکستان کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کرنے کی التماس کی مگر یہ اسٹیج تبلیغی کانفرنس کا ہے اور ماشاء اللہ تین دن سے جس قسم کی اچھوڈیٹ تبلیغ اس اسٹیج پر ہو رہی ہے، وہ میں آج تین دن سے دیکھ رہا

ہوں اور دماغ میں نوٹ کر رہا ہوں، علاوہ ازیں اس سیاسی پلیٹ فارم پر جہاں اور لوگوں نے اپنے اصولوں کو خیرباد کہا ہے مجھے بھی اپنے ان اصولوں کو علیحدہ رکھ کر قومی و ملی اجتماعی نظریہ سے کچھ کہنا پڑے گا، اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اصول سمجھانے میں ایسی کونسی سخت مشکل آن پڑی کہ جس کے لئے کسی مذکر اور مؤنث کو نہیں چھوڑا جاتا ہے بھی اسٹیج پر لانا پڑتا ہے۔

آج عالم دنیا میں "امنِ انسانیت" کی تلاش ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں اپنی اقتصادی کم مادیاتی تصرف "ایٹم بم" وغیرہ سے امنِ انسانیت کی لہر دوڑانا چاہتے ہیں مگر ان کی باہمی رقابت ہی نہیں سنبھلتی، ہر ایک اپنے اقتدار کو کام میں لانا چاہتا ہے۔ اور دنیا کا یہی دستور چلا آ رہا ہے کہ اگر اُسے کتنی ہی فائدے کی بات بتلائی جائے مگر وہ اسے نقصان دہ ہی سمجھتی ہے۔

خدا کا محبوب کائنات کے بسنے والوں کو بتلا رہا ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں اور مخلوقات ارضی و سماوی، چاند، سورج، مٹی، ہوا، پانی، آگ وغیرہ سب انسان کی خدمت گزاری اور فلاح و بہبود کے لئے خدمت گار مقرر ہوئے ہیں۔ تم ان کو اپنا حاکم مت تسلیم کرو اتنی قوت و استعداد پیدا کرو کہ یہ تمہارے محکوم ہو جائیں۔ جس وقت خدا کے محبوب نے یہ پیغام سنایا کہ اس وقت سورج نے یہ نہیں کہا کہ اچھا تم لوگوں کو ہماری پرستش سے باز رکھتے ہو، ہم مدینے پر نہیں نکلیں گے سورج تو اُن کے ادنیٰ اشارے پر افقِ مغرب سے لوٹ کر چلا آیا۔ مگر سورج کی ماننے نہیں، چاند نے یہ نہیں کہا کہ تم لوگوں کو ہماری اطاعت سے منحرف کرتے ہو، ہم اب حجاز پر نہیں چمکیں گے بلکہ چاند تو انگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے ہو گیا اور رام چندر ماننے نہیں، حضور نے اپنی انگلیوں سے جمنا کے مقدس پانی کی طرح نہریں بہا دیں۔ جبا

لہ مسلم لیگ کے جلسوں میں بعض مقامات پر عورتیں بھی خطاب کرتیں، عورتوں کا مردوں کے ساتھ اس طرح بے حجابانہ اختلاط اور خطاب کرنا شرعی لحاظ سے قابلِ اعتراض ہے، حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی نے اس شرعی قباحت کی طرف اشارہ کیا۔ (مرتب)

[illegible]

نہیں. کفار عرب میں بھی یہی ضد کا مادہ تھا. کتنے ہی فائدہ کی بات بتلائی جاتی تھی مگر وہ اسے نقصان دہ ہی سمجھتے تھے. بلکہ کفار عرب نے "کانگریس" بناکر اپنے اجارہ دار عالموں کی ایک جمعیت بنادی جو مسلمان عربوں کے بھیس اور وضع قطع میں اسلام کی منافقت و مخالفت کرتے تھے. ایک مرتبہ مسجد نبوی میں سرور عالم نے ممبر رسالت اور مسند نبوت پر رونق افروز ہوکر مذکورۂ بالا آیت شریفہ کے نازل ہونے کی اطلاع دی تو کانگریسی جمعیت العلماء کے یہ ففتھ کالم کے عناصر وہاں بھی جا پہنچے.

ففتھ کالم

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ جہاں مجاہدوں کی تلواریں کام نہیں کرتیں وہاں یہ ففتھ کالم کے عناصر بڑا کام کر جاتے ہیں. چنانچہ موجودہ جنگ میں جب جاپان اور برٹش نبرد آزما تھے تو جاپانی ففتھ کالم کے لوگ ہمارے ہاں بڑی شورش مچا رہے تھے، کہتے تھے کہ بس کل سویرے جاپان غلاموں کو چھڑانے آنے والا ہے، اور انگریزوں نے چپٹی ناک اور چھوٹی آنکھ والے لوگوں کو جاپانی ایجنٹ پروپیگنڈے کے لئے مقرر کر رکھا تھا، وہ وہاں اس کی تعریف اور بہادریوں کے پل باندھ رہے تھے، اسی طرح ان کانگریس والوں نے جمعیت العلماء کو ففتھ کالم کا کارنامہ انجام دینے اُن میں بھیج دیا تھا. جب حضور نے یہ آیت شریفہ پڑھی تو ان کے کان کھڑے ہوئے کہ لو بھائی جبرئیل یہ کیا نیا پیغام لایا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس رسول کو علم غیب تھوڑا ہی ہے جو ہماری منافقت اس کو معلوم ہو جائے گی یہ تو ہمارے جیسا بشر ہے، اسے ہمارے دل کا حال کیا معلوم؟

جب وہاں سے کانگریس نے نوٹس بھیجا کہ جلدی اپنی کارگزاری کی رپورٹ بھیجو، ورنہ تمہاری تنخواہیں ضبط کرلی جائیں گی اور کھایا پیا سب باہر آجائے گا تو اب جمعیت العلماء کے ففتھ کالم کو پریشانی دامن گیر ہوئی، سوچ سمجھ کر جواب لکھ دیا کہ جب تم گائے کی دُم کو

چھوڑنا نہیں چاہتے ہو تو یہ مسلمان احمد کے دامن سے کیسے چھوٹیں گے، ہم اپنے کام میں معروف ہیں۔ کانگریس نے جواب میں نفیحتہ کالم والوں کی تنخواہوں کا اضافہ کر دیا اور روپیہ کا لالچ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی، اور لکھ دیا کہ سات سو کی جگہ آٹھ سو، ہزار والے کو بارہ سو ملے گا۔ لگے رہو اپنے کام میں۔ ہاں مسجد نبوی میں جب حضور نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ غیب کی باتوں پر کسی کو مطلع نہیں کرتا تو فضیحتہ کالم والوں کی جان میں جان آئی کہ بس چلو چھٹکارا ہوا، اور جب مومنوں کے ظاہری حالات کا بیان کیا گیا تو ایک دوسرے کے لباس اور وضع قطع کو دیکھنے لگے کہ عمر کی ریش تو ایک مشت کی ہے اور یہاں "بخاری صاحب" کی ڈیڑھ فٹ، صدیق کی پیشانی پر تو سجدے کا داغ معلوم ہی نہیں ہوتا، اور یہاں کلام کے باپ نے ماتھا رگڑ رگڑ کر روپے کے قریب داغ لیا، عثمان کا پائنچہ تو ٹخنے سے اوپر اور یہاں مدنی صاحب کا اتنا لمبا کہ سڑک کی گرد و غبار سب سمیٹ لے۔

جب حضور نے فرمایا، کہ خدا کے اختیار میں ہے کہ اپنے رسول کو غیب پر مطلع کر دے تو حضور علیہ السلام نے یمیز الخبیث من الطیب کے لئے بڑے جلال میں آن کر کہا کہ اخرج فلاں ابن فلاں نکل جا یہاں سے اے فلانے کے بیٹے۔ تو بس جناب پھر نہ پوچھو کہ ان کی کیا گت بنی۔

صدیق نے کسی کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹا تو علی نے کسی کی چٹیا سنبھالی تو بلال نے کسی کی کمر پر لات رسید کی اور کہا کہ خبیثو "پاکستان" میں پلیدستان کا کیا، پاکستانیوں میں پلیدوں کا کیا کام۔

آزادی کی رٹ

اور آج کل یہ "ازموں" نے تو دنیا کا خانہ خراب کر رکھا ہے۔ کہیں کمیونزم تو کہیں نیشنلسٹ ازم اور دوسری طرف خاکسار آزادی اور احرار آزادی، نیشنلسٹ آزادی۔ یہ آزادی آزادی ہے کیا چیز۔ کون سا جہاد کرنے والے مانگتے ہو؟ وہی جو نجدی نے حجاز میں کیا۔ کافروں اور مشرکوں سے نہیں،

صحابۂ کرام اور اہلِ بیت عظام کے مرنے کے بعد اُن کی قبروں سے جہاد کیا، اُن کی ہڈیں نکلوا کر پھنکوا دیں۔ واہ رے قرآن اور حدیث کی حکومت! یہاں تو فتنہ کا کلم وارے مسٹر محمد علی جناح کے پاس بھی گئے اور کہا کہ ہم قرآن و حدیث کی حکومت کریں گے، جہاد کریں گے جہاد — کس سے جہاد کرو گے، کہا ہم تو اجمیر کا گنبد گرائیں گے، یہ بت خانہ بنا ہوا ہے، لاہور میں داتا گنج بخش کی قبر اکھاڑیں گے۔ جناح نے کہا نہیں بھئی ایسا کام مجھ سے تو نہیں ہوگا، عوام بگڑ جائیں گے۔ جب یہاں دال نہیں گلی تو لنگوٹیا کو جا کر تھاما اور اُس سے کہا کہ ہم ہندوستان میں جہاد کریں گے۔ اس نے کہا کیسا جہاد! کہا، ہم اجمیر کا گنبد توڑیں گے۔ لنگوٹیا نے کہا، ہمارے باپ کا کیا، جا کر کعبے کو توڑ دو! مدینے کا گنبد گرا دو، تم خالی ہمارے ساتھ رہو، جو چاہو سو کرو۔

پیغام عمل

آخر میں آپ نے فرمایا کہ "میں صدر آل انڈیا سنّی کانفرنس کی حیثیت سے اپنا کچھ مشن رکھتا ہوں اور مسلمانانِ کراچی کے لئے کچھ پیغامات لایا ہوں، وہ یہ ہیں کہ سب سنّی نوجوان رضاکارانہ خدمت انجام دیں اور اکھاڑے کے فنون کو دینِ اسلام کی خدمت کے لئے سیکھیں۔ جو کام بھی دین کی خاطر کیا جائے گا وہ عبادتِ الٰہی میں شمار ہوگا۔"

از اخبار دبدبہ سکندری رامپور جلد ۸۴، شمارہ ۴۴/۵۵
مطبوعہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء، ص ۴، ۵

اخبار دبدبۂ سکندری رامپور ... جلد ۸۰

حضرت مولانا عبد الحامد صاحب قادری بدایونی کا دورۂ نانپارہ و بہرائچ

[illegible]

سنی کانفرنس صوبہ یو۔پی کا خصوصی اجلاس

[illegible]

اکابر آل انڈیا سُنّی کانفرنس کی جانب سے مسلم لیگ کی عملی حمایت

سلہ نواب بہادر یار جنگ (م ۔ ۱۹۴۴ء) اپنے مکتوب محررہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۳ء میں مولانا مفتی محمد برہان الحق جبل پوری مدظلہ العالی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی) کو تحریر کرتے ہیں:

"یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ حضرات نے آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے اجلاس کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر لی ہے میں اس عنایت کے لئے سب کا ممنون رہوں؟"

(مکاتیب بہادر یار جنگ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء ص ۴۰ ۔ ۵)

نوٹ: نواب بہادر یار جنگ، قائد اعظم، قائد ملت اور سردار عبد الرب نشتر کے وہ خطوط جو انہوں نے اکابر اہل سنت کے نام تحریر کئے زیر ترتیب کتاب تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس کا حصہ بنیں گے انشاء اللہ۔

انتخابی معرکہ میں

کانگریس کی شکست فاش

جمہوریت عالیہ سنی کانفرنس کا پہلا کامیاب قدم

ہندوستان بھر میں کانگریس دو فی صدی ووٹ حاصل نہ کر سکی

(از دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد)

ہندوستان کے اکثر و بیشتر صوبوں اور ضلعوں میں سنی کانفرنس قائم ہو گئی ہیں ان کا ابتدائی مقصد یہ تھا کہ کسی طرح کانگریس کامیاب نہ ہو اور مسلمانوں کی تائید اسے حاصل نہ ہو۔ الحمد للہ ان کا کارنامہ میں بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہر جگہ کے اراکین سنی کانفرنس نے قریہ قریہ گشت کر کے کانگریس کے دام تزویر سے بھولے بھالے مسلمانوں کو محفوظ رکھا اور ہر ضلع کی سنی کانفرنس نے بانگ دہل اعلانات کر کے کانگریس کے خلاف ریزولیوشن پاس کر کے اخبارات میں شائع کرائے صوبہ پنجاب صوبہ یو۔ پی۔ صوبہ بہار صوبہ کاٹھیاواڑ صوبہ بنگال صوبہ بمبئی صرف مسلمانوں کے انتخابات میں صوبہ شدہ بمبئی میں انتہائی ذلت سے کانگریس ناکام رہی۔

۳۰ اخبار دبدبہ سکندری رامپور شمارہ اعظم نمبر

(عکس شمارہ ۷، دسمبر ۱۹۴۵ء)

مولانا عبدالحامد بدایونی کے کامیاب دورۂ حجاز پر قائداعظم کی مبارکباد

اخبار دبدبۂ سکندری رامپور نمبر [illegible] جلد ۸۵
مطبوعہ ۲۱ مئی ۱۹۴۷ء

قائداعظم سے حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کی ملاقات

دبدبۂ سکندری کے رپورٹر کی قلم سے

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کل بروز [illegible] کو حضرت قائداعظم سے ملاقات فرمائی، ۱۰ بجے سے [illegible] بجے تک ملاقات کا سلسلہ جاری رہا جس میں نہایت اہم موضوعات پر تبادلۂ خیالات ہوا۔ قائداعظم سے مولانا نے اسلامی حکومت کے دستور و آئین پر بھی گفتگو کی۔ قائداعظم نے فرمایا کہ میں اس امر سے کلیۃً متفق ہوں کہ پاکستان کا دستور وہی ہوگا جو اسلام و قرآن کریم کے مطابق ہو [illegible] وقت آئے گا جب ساری دنیا قرآن و اسلام کی جامعیت کا تسلیم کرے گی۔

قائداعظم نے حضرت مولانا کی ان خدمات پر جو آپ نے عرب و مصر [illegible] مبارکباد دی [illegible] حضرت مولانا [illegible] کو حضرت پیر صاحب مانکی شریف سے [illegible] کی [illegible] گے۔

پاکستان بن کے رہے گا

حالات کا پورے صبر سے انتظار کرنا چاہیئے

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کا بیان

مرسلہ: رپورٹر دبدبۂ سکندری

میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلم پبلک [illegible] پاکستان کے [illegible] کے لئے بے چین ہے [illegible] تنظیم جاری رکھنا چاہیئے اور صبر و ہمت کے ساتھ وقت کا انتظار کرنا چاہیئے [illegible] وہ وقت قریب آ گیا ہے جبکہ مسلمان اپنے قائد کی کامیاب سیاست [illegible] کے نتائج دیکھیں گے [illegible] قائداعظم [illegible] اسلامی دستور [illegible] قرآنی نظام [illegible] قائداعظم نے میرے خیالات کی تائید [illegible] اسلام [illegible] مکمل قانون [illegible] جو قائداعظم نے فرمایا۔

[illegible] دنیا کے [illegible] اسلام [illegible] کے قوانین پر عمل کرنے کے لئے ایک نیا جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔

[illegible] اسلامی [illegible] قرآنی [illegible] مطالعہ [illegible] اسلامی قوانین کا [illegible] اسلام [illegible] اسلامی حکومت [illegible] اور اپنی تنظیم کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے رہیں۔

(دستخط حضرت مولانا [illegible] عبدالحامد قادری بدایونی [illegible])
۳ مئی ۱۹۴۷ء

باندہ میں سنی کانفرنس کا پاکستانی اجلاس

[illegible] مئی ۱۹۴۷ء مطابق [illegible] رجب [illegible] اجلاس ہوگا [illegible] مطالبۂ پاکستان کے حصول کا عملی پروگرام [illegible] سنی کانفرنس [illegible] اسلامی سیاسی اتحاد [illegible]

باندہ میں عرس سرکار امانت رحمۃ اللہ علیہ

۲۸-۲۹ مئی ۱۹۴۷ء مطابق ۶-۷-۸ رجب [illegible] شان سے ہوگا [illegible] علماء و مشائخ [illegible] مستفیض فرمائیں گے [illegible] حضرت [illegible] برکات [illegible] تشریف لائیں۔

حضرات علمائے اہلسنت اور مشائخین کرام کا پیام مسلمانوں کے نام

پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت اشد ضروری ہے

[illegible] سکندری کے نام خاص مراسلہ

ہندوستان کے ان صوبجات میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے خصوصاً اور دیگر مقامات میں عموماً اسلامی حکومت کا قیام اور قرآن کریم کی روشنی میں مسلمانوں کی عظمت و عزم کا مطالبہ یقیناً ایک ایسا مطالبہ ہے جس کی دعوت حضرات علماء و مشائخ کرام صدیوں سے دیتے چلے آئے ہیں۔ ان کا مقصد حیات ہی ہمیشہ یہ رہا کہ مسلمانوں میں اسلامی احکام کی ترویج ہو اور وہ ایک ایسی آزاد اسلامی حکومت قائم کر سکیں جو اغیار و اجانب کی مداخلت و غلامی سے پاک و صاف ہو۔ اس خصوص میں آل انڈیا مسلم لیگ جس طرف چند برس سے جو مساعی اسلامی حکومت یعنی پاکستان کے حصول کے لئے جاری کر رکھی ہیں انہیں حضرت سرجماعت علی شاہ صاحب صدر آل انڈیا سنی کانفرنس سے لے کر ہندوستان کے ہزاروں مشائخین و علمائے اہلسنت کی عملی تائید حاصل ہے اور سنی کانفرنس کے اکابر علماء مشائخین پوری قوت کے ساتھ پاکستان کی حمایت کر رہے ہیں اور اسلامی حیثیت سے کفار و مشرکین کے اندر مدغم ہو جانے کو کسی طرح بھی روا نہیں رکھتے۔ کانگریس جماعت یقیناً مسلمانان ہند کے وجود ہی کو جداگانہ حیثیت سے تسلیم نہیں کرتی اس نے اپنے زمانۂ اقتدار میں کھلے بندوں مسلمانوں کے مذہب میں مداخلت کی اور نادر و اسلام کے بجز اس نے اپنی تمام تر کوششیں مسلمانوں کی حیات کے ختم و برباد کرنے میں صرف کیں مسلمانوں کے لئے ان حالات میں کسی طرح بھی اس کے ساتھ مل کر کام کرنا اور کام میں وہ جو مسلمانوں کی طاقت و شیرازہ کو منتشر اور ختم کرے ناجائز ہے۔ بلاشبہ موجودہ انتخابات کی اہم اور اس کے نتائج اس کا ثبوت دیں گے کہ مسلمانان ہندوستان اسلامی حکومت چاہتے ہیں یا نہیں۔ مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں جس طرح مسلمانوں نے مسلم لیگ کی حمایت کی اسی طرح صوبجاتی انتخابات میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ مسلم لیگ کی امداد کرے اور اسے کامیاب بنائے۔ احرار و خاکسار و مسلم [illegible] نیشنلسٹ مسلمانوں کی جماعتیں دراصل کانگریس کی بنائی ہوئی جماعتیں ہیں جو مسلمانان ہند کی سربلندی کو مشرکین کے اشارہ سے ختم کرنا چاہتے ہیں ہم تمام صوبوں کے مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ایسے نازک موقع پر صرف مسلم لیگ کی حمایت کریں اس کے امیدواروں کو ووٹ دیں۔

(حضرت مولانا) شاہ محمد عبد الحامد صاحب قادری پروپیگنڈہ سکریٹری آل انڈیا سنی کانفرنس (حضرت مولانا) محمد ابراہیم صاحب سمستی پوری ناظم ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس [illegible] (مولانا) یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری ناظم نشر و اشاعت ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس بدایوں۔ مولانا حکیم عبد الناصر صاحب نائب صدر ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس بدایوں (مولانا) محمد طاہر صاحب قادری بدایونی نائب ناظم ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس بدایوں (حضرت مولانا شاہ) عارف اللہ میرٹھی رکن آل انڈیا سنی کانفرنس و خطیب جامع [illegible] (حضرت مولانا) سید محمد طاہر اشرف اشرفی جیلانی رکن سنی کانفرنس صوبہ دہلی (حضرت مولانا) محمد صدیق [illegible] رکن آل انڈیا سنی کانفرنس (حضرت مولانا مفتی) [illegible] مفتی آگرہ رکن آل انڈیا سنی کانفرنس (حضرت مولانا مفتی) عزیز احمد صاحب بدری مفتی اعظم گڑھی [illegible] (مولانا) نذیر حسین صاحب دہلوی (مولانا شاہ) عبد المعبود قادری جبلپوری رکن سنی کانفرنس (حضرت مولانا) ابو ہاشم بہاری رکن آل انڈیا سنی کانفرنس (مولانا) محمد احمد قادری نائب صدر صوبہ بمبئی سنی کانفرنس

مطبوعہ ۱۶ جنوری ۱۹۴۶ء

تاریخی فتوے

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مشاہیر علماء و مشائخ کا متفقہ فیصلہ

مطبوعہ ۲۶ مارچ ۱۹۴۶ء

آل انڈیا سنی کانفرنس مسلم لیگ کے اس طریقہ عمل کی تائید کر سکتی ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو جیسے کہ الیکشن کے معاملہ میں کانگریس کو ناکام کرنے کی کوشش اس میں مسلم لیگ جس سنی مسلمان کو بھی اٹھائے سنی کانفرنس کے اراکین و ممبران اس کی تائید کر سکتے ہیں ووٹ دے سکتے ہیں دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آزاد شریعت کے مطابق فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود و مستحسن ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ الحاج مصطفےٰ رضا قادری (جانشین اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) (مولانا) ابو المحامد سید محمد محدث کچھوچھوی، حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس، حضرت صدر الشریعہ مولانا مفتی امجد علی، حضرت مولانا شاہ عبد الحامد قادری بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس۔ (مفتی اعظم) حضرت مولانا محمد ابراہیم القادری بدایونی (بمبئی)۔ حضرت مولانا شاہ سید مصباح الحسن سجادہ نشین پھپھوند۔ حضرت مولانا شاہ عارف اللہ قادری خطیب خیر المساجد میرٹھ۔ حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی۔ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم سمستی پوری صدر المدرسین دار العلوم شمس العلوم و ناظم شعبۂ سنی کانفرنس بدایوں۔ (مولانا) تقدس علی خاں رضوی مہتمم دار العلوم منظر اسلام بریلی۔ (مولانا) عبد المصطفےٰ ازہری [illegible] (مولانا) محمد اسمٰعیل محمود آبادی۔ (مولانا) غلام جیلانی (مولانا) محمد ایوب قادری [illegible] (مولانا) ابو الوفا شمس الدین احمد جونپوری صدر المدرسین مدرسہ منظر حق ٹانڈہ (مولانا) محمد نذیر الاکرم مراد آبادی

(مولانا) غلام معین الدین نعیمی سفیر آل انڈیا سنی کانفرنس (مولانا) نظیر احمد مدرس عربیہ گجرات (مولانا) غلام جیلانی صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ میرٹھ (مولانا) قاضی احسان الحق نعیمی مبلغ جامعہ نعیمیہ مراد آباد (مولانا) سید عبد الحق قادری اعظمی۔ (مولانا) محمد مختار اشرفی نعیمی جموں کشمیر۔ (مولانا) عبد المصطفےٰ مدرس دار العلوم اشرفیہ (مولانا) محمد ثناء اللہ مدرس مدرسہ فاروقیہ [illegible] (مولانا) اختصاص الدین نعیمی (مولانا) محمد مصطفےٰ علی [illegible] مدرسہ اسلامیہ میرٹھ (مولانا) رفیق الدین (مولانا) غلام محی الدین مراد آبادی (مولانا) عبد الرحیم احمد آباد (مولانا) ابو الفرح محمد علی آنولوی۔ (مولانا) سردار علی منظر اسلام بریلی۔ حضرت مولانا محمد اجمل سنبھلی ناظم اجمل العلوم سنبھل۔ (مولانا) محمد طفیل احمد مدرس مدرسہ فیروز پور (مولانا) الحاج سردار احمد صدر المدرسین منظر اسلام بریلی (مولانا) وقار الدین پیلی بھیتی۔ مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی۔ (مولانا) محبوب حسین اشرفی سنبھل (مولانا) محمد سالم اعظمی۔ (مولانا) عبد الغفور کچھوچھوی۔ (مولانا) محمد شہاب الدین (مولانا) عبد الرشید مدرس علی پور سیداں سیالکوٹ (مولانا) محمد ابراہیم اعظمی۔ (مولانا) عبد الغفور مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی (مولانا) محمد یٰسین مظفر پوری (مولانا) افضل حق مدرس منظر اسلام بریلی (مولانا) محمد افضل حسین سجادہ نشین پیلی بھیت۔ (مولانا) محمد سلیمان صدر المدرسین احسن المدارس کانپور۔ (مولانا) محمد محبوب صدر المدرسین کانپور (مولانا مفتی) عبد الرؤف صدر المدرسین مدرسہ قومیہ میرٹھ (مولانا) مختار احمد مدرس مدرسہ اہل سنت امرتسر۔ (مولانا) احسان علی مظفر پوری مدرسہ منظر اسلام بریلی۔ (مولانا) انوار احمد مدرسہ منظر اسلام بریلی۔ (مولانا) نور الہدیٰ رضوی مظفر پوری۔ (مولانا) محمد زکی نعیمی کچھوچھوی (مولانا قاضی) [illegible] مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی۔

(اخبار دبدبۂ سکندری رامپور نمبر ۵ جلد ۸۲)

آل انڈیا سنی کانفرنس

نذر بحضرت صدر الافاضل فخر الاماثل استاذ العلماء مدظلہ العالی

از حضرت مولانا محمد میاں صاحب اختر حسنی بریلوی

جب پرچم دیں لہراتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس — اعدا کے دل دہلاتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
جب جلوۂ رخ دکھلاتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس — ہر محفل پر چھا جاتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
ہاں نجدیے والے بیچین گے، اب ہر دو جزر عالم پہ — اب اپنی دھاک بٹھاتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
لے دشمن دیں اب ٹھہر ذرا، ایجاد کی اپنے خیر منا — بجلی سی گرانے آتی ہے آل انڈیا سنی کانفرنس
جو اس کے مقابل آتا ہے، فی الفور وہ منہ کی کھاتا ہے — کچھ ایسا رنگ جماتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
ظالم جو مخالف ہیں اپنے محفل سے تڑپتے پھرتے ہیں — جب ان کا دل برماتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
جو بغض و حسد کے پتلے ہیں، وہ پہلے ہی سے جلتے تھے — اب ان کو اور جلاتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
دم خم ہو مخالف کا چولا پھر جب مسلماں جاگ اٹھا — اسلام کو پھر چمکاتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
عزو تفوق کا اپنا مسلم جو فسانہ بھولا ہے — اب اس کو یاد دلاتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس
مدت سے تو قوم افسردہ تھی لے اہل ایماں مژدہ ہو — اب پاکستان بناتی ہو آل انڈیا سنی کانفرنس

ارشاد سے حضرت قبلہ[1] کے یہ نظم لکھی ہے اختر نے
جذبات کو یوں گرماتی ہے آل انڈیا سنی کانفرنس

[1] مراد حضرت مدیر اخبار دبدبۂ سکندری۔

نوائے جمہوریت یا سُنّی کانفرنس کا ترانہ

سُنّی کانفرنس منعقدہ اکولہ (برار) میں پڑھا گیا

از محترم مظہر جبل پوری پروپیگنڈا سیکرٹری آل انڈیا سُنّی کانفرنس صوبہ سی پی و برار

اٹھے ہیں جمہوریت کے حامی ضلال و بدعت فنا کریں گے
خلافت راشدہ کا ہندوستاں میں جھنڈا کھڑا کریں گے

ہمارا مونس ہمارا لیڈر ہمارا قائد ابو المحامد
ہم اپنے رہبر کے زیر سایہ قیام عدل و وفا کریں گے

کوئی جماعت کہ انجمن ہو کہ بزم آزادیٔ وطن
اصول دیں پر عمل نہ ہوگا تو سب یہ اپنی خود فنا کریں گے

یہ شور و غوغا یہ ادعا یہ لیکچر یہ قیمتی وقت کی تباہی
پڑے ہیں جب مسجدیں ہی خالی ہم ایسے جلسوں کو کیا کریں گے

جلوس والوں کی چال کچھ ہے مقال کچھ ہے اور حال کچھ ہے
لگائیں گے بے پناہ نعرے عمل نہ لیکن ذرا کریں گے

عمل ہی ہے جان و دل ہمارا عمل سے لیا ہے آشکارا
کہ ہم تو ظاہر کے ہیں مخالف حقیقت دل کو کیا کریں گے

خدا کی ملت کے ہم ہیں حامی کرے گا کیا فتنہ و دوامی
غرور کی تیز آندھیوں میں چراغ ملت جلا کریں گے

بجائے تقسیم ہند مظہر کوئی حکومت اگر بنے گی
نہ امن ہرگز نصیب ہوگا ہزار فتنے اٹھا کریں گے

(ماخوذ از اخبار دبدبہ سکندری رامپور
مطبوعہ ۷ فروری ۱۹۴۶ء، ص ۳)

هو القادر

رجسٹرڈ نمبر ۱۵

هو المعین

تار کا پتہ: دبدبہ سکندری رامپور

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

بطفیل حضرت سلطان کونین جلد ردار مصطفے علیہ التحیۃ والثنا

نواب حاجی سر سید کلب علی خاں بہادر خلد آشیاں کی علمی یادگار

دبدبہ سکندری

رامپور

قیمت ۲ ر

۱۸۶۶ء سے چھپتا ہے

۱۲۸۳ھ میں جاری ہوا

مالک و ایڈیٹر: محمد فضل حسن صابری

نمبر ۱

جلد ۵۸

نذر عقیدت بحضور پر نور محبوب اکرم سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آل انڈیا سنی کانفرنس

کیفستان

آقائے نامدارے

رحمۃ للعالمین

کہتا ہے صوبہ بہار سلام

گلدستۂ نعت شریف

قطعۂ تاریخ پاکستان[2]

"تاریخ اساس نیک پاکستان"

۱۹۴۷ء

کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ[1]

۱۳۶۶ھ

از پروفیسر حامد حسن قادری، سینٹ جانس کالج، آگرہ
خلیفۂ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ہوا قائم جو پاکستان آخر — کھلی قسمت تھی ہندستاں کی واللہ
سمجھتے ہیں اسے وہ مژدۂ امن — جو اسلام اور مسلم سے ہیں آگاہ
یہ دنیا کو ہے آزادی کا پیغام — شبِ تاریک میں ہے مشعلِ راہ
مساوات و اخوت کا علمدار — سکون و عافیت کا پیش خیمہ
ریاست کی مثالِ بے مثالی — سیاست کا زمانے کو نمونہ
سناؤں قادری قرآں سے تاریخ — بتاؤں اس کی اک وجہِ موجہ

مسلمانوں کا پاکستان حق تھا
کہ تھا ارشاد "کنتم خیر امّۃ"
—۶۶

ل سورۂ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۴
۲ دبدبۂ سکندری رامپور، شمارہ ۲ جولائی ۱۹۴۷ء ص ۲

قطعۂ تاریخ طباعت

خطباتِ آل انڈیا سُنی کانفرنس

از حضرت سید شرافت نوشاہی مدظلہ العالی

صد شکر کہ ایں کتابِ کامل — مجموعۂ خطبہ ہائے جانی
از پیر جماعتِ علی شاہ — ہم فکرِ علی حسین بانی
علامہ حامدِ رضا خاں — ہم شاہِ نعیم دیں مکانی
شاہ عبدِ علیم میرٹھی داں — ہم امجدِ اعظمی عیانی
عبد الحامدِ بداونی خوب — آں محرمِ جلوۂ نہانی
ہم سیدِ محمدِ محدث — مصباحِ حسن شہ جہانی
از سعی جلالِ دیں محمد — شد نشرِ فیوضِ جاودانی

گو سالِ طباعتش شرافت
"خطباتِ جواہرِ معانی"

۱۳۹۸ھ

قطعۂ تاریخ طبعت

"خطبات آل انڈیا سنّی کانفرنس"

نتیجۂ فکر ابوالطاہر فدا حسین فداؔ مدیر اعلےٰ "مہر و ماہ" لاہور

جلال دیں قادری کی واللہ ہے کیا ہی تالیف، دل نشیں یہ
کہ جس کا ہر لفظ در حقیقت، حقیقتوں کا ہے شاہپارا

جناب حامد رضا و حضرت امیر ملت کے جذبِ دل کا
دل عدو کی رگوں پہ بیشک سدا ہی چلتا رہے گا آرا

کہاں ہیں وہ مردِ حق، مجاہد، کہاں وہ عزم و عمل سراپا؟
تھا دردِ ملت دلوں میں جن کے، تھا جن کا عشقِ نبی سہارا

تڑپ اک آزادیٔ وطن کی تھی، جن کی رگ رگ میں کارفرما
چمک رہا دم قدم سے اُن کے وطن کی قسمت کا ہے ستارا

یم تفکر میں غوطہ زن جو فداؔئے تاریخ گو ہوا تو
سنِ طباعت پہ اس کے ملہم "وقائع تاریخ" ہے پکارا

۱۳۹۸ ھ

ماخذ و مراجع

کتب

نمبر شمار	نام کتب	مؤلفین	سن و مقام اشاعت	
۱	آزادیٔ ہند	رئیس احمد جعفری	لاہور	۱۹۶۹
۲	اسلام ان انڈو پاکستان سبکنٹی نینٹ (انگریزی)	میاں عبدالرشید	"	۱۹۷۷ء
۳	اسلام اور قائد اعظم	محمد حنیف شاہد	"	۱۹۷۶ء
۴	اعلیٰ حضرت بریلوی کی سیاسی بصیرت	سید نور محمد قادری	"	۱۹۷۵ء
۵	اکابر تحریک پاکستان	محمد صادق قصوری	"	[illegible]
۶	الخطبة الآخرية للجمهورية الاسلامية	سید محمد محدث کچھوچھوی	مراد آباد	[illegible]
۷	پیغام بنام موتمر کل ہند جمعیة علماء اسلام کلکتہ	علامہ شبیر احمد عثمانی	[illegible]، لاہور	
۸	تاریخ نظریۂ پاکستان	پیام شاہجہانپوری	لاہور	۱۹۶۰ء
۹	تحریک پاکستان اور آئین پاکستان	محمد مظفر مرزا، پروفیسر البیرونی	"	
۱۰	تحریک پاکستان اور علمائے دیوبند	سید محمد فاروق القادری	"	[illegible]
۱۱	تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء	چوہدری حبیب احمد	"	۱۹۶۶ء
۱۲	تحریک و تاریخ پاکستان	پروفیسر شیخ محمد رفیق	"	۱۹۶۶ء
۱۳	تذکرہ اکابر اہل سنت (پاکستان) جلد اول	محمد عبدالحکیم شرف قادری	"	۱۹۷۶ء
۱۴	تذکرہ شاہ جماعت	سید حیدر حسین شاہ	"	۱۹۷۳ء
۱۵	چمنستان	ظفر علی خاں	"	

۱۶	حضرت شیخ القرآن	(۱) منظور احمد خان	وزیر آباد	۱۹۸۱ء
۱۷	حیاتِ اعلٰحضرت	مولانا ظفرالدین بہاری	کراچی	۱۹۵۵ء
۱۸	حیاتِ صدرالافاضل	مولانا غلام معین الدین نعیمی	لاہور	طبع دوم
۱۹	خطباتِ عثمانی	پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی	〃	۱۹۷۲ء
۲۰	خطبۂ صدارت جمعیت عالیہ	مولانا محمد حامد رضا خاں قادری	بریلی	۱۹۲۷ء
۲۱	خطبۂ صدارت جمہوریۂ اسلامیہ	سید محمد محدث کچھوچھوی	مراد آباد	۱۹۲۶ء
۲۲	خطبۂ صدارت سنّی کانفرنس، کچھوچھہ	سید مصباح الحسن مودودی	〃	〃
۲۳	خطبۂ صدارت مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ	علامہ شبیر احمد عثمانی	طبع ہاشمی بک ڈپو لاہور	
۲۴	سات ستارے	حکیم محمد حسین بدر	لاہور	۱۹۷۸ء
۲۵	سیرت امیر ملت	پروفیسر محمد طاہر فاروقی	〃	۱۳۹۶ھ
۲۶	شاہراہِ پاکستان	چودھری خلیق الزمان	کراچی	۱۹۶۷ء
۲۷	ضیاء القنادیل	انجمن حزب الاحناف	لاہور	۱۹۲۵ء
۲۸	فاضل بریلوی اور ترک موالات	پروفیسر محمد مسعود احمد	〃	۱۹۷۳ء
۲۹	قائداعظم اور مسلم پریس (جلد اوّل)	پروفیسر احمد سعید	〃	۱۹۷۶ء
۳۰	قائداعظم کے ۷۲ سال	خواجہ رضی حیدر	کراچی	〃
۳۱	قائداعظم میری نظر میں	ایم اے ایچ اصفہانی	لاہور	〃
۳۲	مآثر الاجداد	پروفیسر منظور الحق صدیقی	〃	۱۹۶۴ء
۳۳	مجبور آوازیں	خالد لطیف گابا	〃	۱۹۷۵
۳۴	مکاتیب بہادر یار جنگ	بہادر یار جنگ اکادمی	کراچی	۱۹۶۷ء
۳۵	ملفوظات امیرالملت	سید منور حسین شاہ	لاہور	۱۹۷۶ء
۳۶	نقش حیات (جلد دوم)	علامہ حسین احمد مدنی	〃	۱۹۷۵ء

اخبارات

نمبر شمار	نام اخبارات	مقام اشاعت	سنین اشاعت
۱	ہفت روزہ ایشیا	لاہور	۲۳-۳۰، مارچ ۱۹۶۹ء
۲	〃 اقدام	〃	۲۶ مئی ۱۹۶۳ء
۳	〃 الفتح	کراچی	۱۴-۲۱ مئی، ۲۸ مئی - ۴ جون ۱۹۶۹ء
۴	〃 الفقیہ	امرتسر	مختلف شمارے ۴۴-۱۹۴۵ء
۵	〃 چٹان	لاہور	۲۶ جون ۱۹۷۲ء
۶	〃 دبدبۂ سکندری	رام پور	متعدد شمارے ۱۹۴۵ء — ۱۹۴۶ء
۷	〃 زندگی	لاہور	۲۴-۳۰ ستمبر ۱۹۷۳ء
۸	〃 رضائے مصطفےٰ	گوجرانوالہ	۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ، ۸ صفر ۱۳۸۸ھ
۹	روزنامہ انجام	دہلی	۵ جولائی ۱۹۴۵ء، ۱۰ نومبر ۱۹۴۶ء
۱۰	〃 مساوات	لاہور	۱۴-۱۵ اگست ۱۹۷۶ء
۱۱	〃 نوائے وقت	〃	۳۱ دسمبر ۱۹۶۵ء، ۷ جون ۱۹۶۸ء
۱۲			۲۹ اگست ۱۹۶۱ء، ۱۳ مئی ۱۹۶۷ء
۱۳			۱۰ مئی، ۲۷ مئی ۱۹۶۸ء

رسائل

نمبر شمار	نام رسائل	مقام اشاعت	سن اشاعت
۱	اردو ڈائجسٹ (ماہنامہ)	لاہور	جولائی ۱۹۶۸ء
۲	السواد الاعظم "	مراد آباد	رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ ۱۳۴۵/۱۵ شعبان ۱۳۴۹ شوال ۱۳۵۰ھ
۳	اشرفی "	کچھوچھا (فیض آباد)	اپریل، مئی ۱۹۲۵ء
۴	برگ گل قائد اعظم نمبر	کراچی	دسمبر ۱۹۷۶ء
۵	چراغ راہ نظریہ پاکستان نمبر	"	
۶	سیارہ ڈائجسٹ ماہنامہ	لاہور	اگست ۱۹۷۷ء
۷	ضیائے حرم "	"	جون، جولائی ۱۹۷۶ء
۸	فیضان	"	مارچ ۱۹۷۸ء
۹	ترجمان اہلسنت "	کراچی	اگست ۱۹۷۱ء

زندہ جاوید خوشبوئیں

تحریر علامہ محمد صالح فرفور (دمشق)

ترجمہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

○ عظمتوں کے مینار اور گلشن رسالت کے مہکتے ہوئے پھول
○ اسلاف امت کے جگ مگ واقعات
○ مشام جان و ایمان معطر کرنے والی داستانیں
○ طلباء و طالبات اور خطباء کے لئے یکساں مفید

مقالات سیرت طیبہ

تحریر محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

عنوانات :

○ آئینہ سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
○ النعمۃ الکبری (اصل) کا ترجمہ
○ محافل میلاد اور غیر مستند روایات
○ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خشیت الٰہی
○ اخلاق عظیمہ
○ بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے والے ۷۲ وفود

اللہ تعالیٰ سے تعلق بندگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تعلق غلامی مستحکم بنانے کیلئے امیر عالمی دعوتِ اسلامیہ کی دیگر علمی و تحقیقی کتب

۱۔ شانِ ربوبیت
۲۔ ایمان والدینِ مصطفیٰ
۳۔ حضورؐ کا شجرہ
۴۔ اختیاراتِ مصطفیٰ
۵۔ دربارِ رسول کی حاضری
۶۔ [illegible]
۷۔ محفلِ میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
۸۔ فضائل معیتِ حضورؐ
۹۔ شرح سلام رضا
۱۰۔ حبیبِ خدا سیدہ آمنہ کی گود میں
۱۱۔ نورِ خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
۱۲۔ نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟
۱۳۔ حضورؐ نے جمعہ اول کہاں فرمایا؟
۱۴۔ اسلام اور تعدد ازدواج
۱۵۔ اسلام میں عقل کا تصور
۱۶۔ مسلک صدیق اکبرؓ ۔ عشق رسول
۱۷۔ شب قدر اور اس کی فضیلت
۱۸۔ صحابہ اور تصورِ رسول
۱۹۔ مشتاقانِ جمالِ نبوی کی کیفیات جذب و مستی
۲۰۔ اسلام اور احترام والدین
۲۱۔ حضور رمضان المبارک کیسے گزارتے؟
۲۲۔ صحابہ کی وصیتیں
۲۳۔ رفعتِ ذکرِ نبوی ﷺ
۲۴۔ کیا رسول اللہ سے لوگوں کی [illegible] بے خبر رہ سکتی ہیں؟
۲۵۔ حضور کی رضاعی مائیں
۲۶۔ ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
۲۷۔ عورت کی امامت کا مسئلہ
۲۸۔ عورت کی کتابت کا مسئلہ
۲۹۔ مصباح النجم
۳۰۔ مصباح الخلق
۳۱۔ معارف الاحکام
۳۲۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دوم
۳۳۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
۳۴۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
۳۵۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
۳۶۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد [illegible]
۳۷۔ ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ششم
۳۸۔ صحابہ اور محافل نعت
۳۹۔ صحابہ کے مشورے
۴۰۔ شراب کی شرعی حیثیت
۴۱۔ معراجِ نبوی ﷺ
۴۲۔ تبسمِ نبوی ﷺ
۴۳۔ گریۂ نبوی ﷺ
۴۴۔ مجلسِ نبوی ﷺ
۴۵۔ فضائل ایام محرم
۴۶۔ عطاء اللہ حضور ﷺ کی باتیں
۴۷۔ جسمِ نبوی ﷺ کی خوشبو
۴۸۔ کیا [illegible] مدینہ کہلوانا جائز ہے؟
۴۹۔ ہر مشکل کا حل درود پاک
۵۰۔ مقصد اعتکاف
۵۱۔ سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبیؐ
۵۲۔ صحابہ اور بوسہ جسمِ نبوی
۵۳۔ رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی تحقیق مسئلہ ترک
۵۴۔ محبت و اطاعت رسول ﷺ
۵۵۔ آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور کا

عقائد و اعمال سنوارنے کیلئے بہترین کتب

۱۔ شاہکارِ ربوبیت
۲۔ ایمان والدین مصطفیٰ
۳۔ حضور علیہ السلام کا سفرِ حج
۴۔ شرح سلام رضا
۵۔ محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
۶۔ فضائل نعلین حضور
۷۔ عورت کی امامت کا مسئلہ
۸۔ عورت کی کتابت کا مسئلہ
۹۔ صحابہ کی وصیتیں
۱۰۔ شب قدر اور اسکی فضیلت
۱۱۔ منہاج النحو
۱۲۔ منہاج المنطق
۱۳۔ معارف الاحکام
۱۴۔ اسلام میں چھٹی کا تصور
۱۵۔ نماز میں خشوع و خضوع حاصل کرنے کا طریقہ
۱۶۔ نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
۱۷۔ اسلام اور تعدد ازواج
۱۸۔ حضورؐ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
۱۹۔ صحابہ اور تصور رسول
۲۰۔ مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب و مستی
۲۱۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد نمبر 5۔6۔7۔8
۲۲۔ امتیازات مصطفیٰ
۲۳۔ در رسول کی حاضری
۲۴۔ ذخائر محمدیہ
۲۵۔ کروں تیرے نام پہ جان فدا
۲۶۔ فضائل و مناقب سیدہ فاطمہ
۲۷۔ اولاد کو سکھاؤ محبت حضور کی
۲۸۔ اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
۲۹۔ نماز کی اہمیت و فضیلت
۳۰۔ کار نبوت اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں
۳۱۔ عید میلاد النبی سب سے بڑی عید
۳۲۔ المورد الروی فی مولد النبوی از ملا علی قاری
مولد رسول اللہ از حافظ ابن کثیر
مولد النبی از حافظ ابن حجر
۳۳۔ الصلات والبشریٰ فی الصلوٰۃ علی خیر البشر
۳۴۔ MANAGEMENT LESSON
۳۵۔ کیا محفل میلاد بدعت ہے؟
۳۶۔ نور خدا حضرت آمنہؓ کی گود میں
۳۷۔ فیضان باہو
۳۸۔ نگاہ نبوت اور مشاہدۂ اعمال امت
۳۹۔ رفعت ذکر نبوی
۴۰۔ کیا بلند آواز سے ذکر منع ہے
۴۱۔ حیات مولانا فضل علی خان
۴۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں
۴۳۔ اسلام اور عورت کی حکمرانی
۴۴۔ اسلام اور احترام والدین
۴۵۔ ہر مکان کا اجالا ہمارا نبی
۴۶۔ سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
۴۷۔ کیا سگ مدینہ کہلانا جائز ہے؟
۴۸۔ مزاح نبوی
۴۹۔ مولود برزنجی
۵۰۔ مسلک صدیق اکبر، عشق رسول
۵۱۔ اسلام اور نا اہلیات امارت
۵۲۔ تبلیغ بمقابلہ پراپیگنڈہ
۵۳۔ اسلامی تحریکیں اور تصور سمع و طاعت
۵۴۔ IS BLASPHEMY OF PROPHETS RARDOONABLE
۵۵۔ اتحاد امت کے لیے عملی تجاویز
۵۶۔ تبسم نبوی
۵۷۔ صحابہ اور بوسہ جسم نبوی
۵۸۔ مشاورت کے تقاضے
۵۹۔ عیدین کا جامع تصور
۶۰۔ آپ زندہ ہیں واللہ
۶۱۔ حضورؐ نے رمضان کیسے گزارا؟
۶۲۔ اعتکاف اور اس کے تقاضے